

نام انیک رفتگاں ضائع مکن

تحفۃ السعداء

مصنف

خواجہ کمال

(م. بعد ۱۰۱۶ھ)

حدابخش اورینٹل پبلیک لائبریری پٹنہ

نائب رئیس مجلس شورای اسلامی

تحت السعراء

MAF N
209719

DATA ENTERED

(مصنفه)
خواجہ محمد کمال
(م-بی-۱۶-۱۷)

خدا بخش اورینٹل پبلیکیشنز

تحفۃ الشعراء

تقدیم: حکیم حسین خاں شفا

۲۹۷۹۶۹۲

ک ۷۰۷۵

۹۵۷۸۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمال خواجہ

تقسیم کار:

صدر دفتر:

• مکتبہ جامعہ ملیہ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

شاخیں:

• مکتبہ جامعہ ملیہ، اردو بازار، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶

• مکتبہ جامعہ ملیہ، پرس بلڈنگ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

• مکتبہ جامعہ ملیہ، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

۱۹۹۱ء

قیمت : بیس روپے

۲۲-۱۲-۹۰۱۱

حرفے چند

تصوف مخطوطات کے موضوع پر خدابخش جنوبی ایشیائی علاقائی سمینار مارچ ۸۵ء میں ہوا تھا۔ اس سمینار میں تصوف پر عربی، فارسی کے قلمی ذخیروں کو جس تفصیل سے کھنگالا گیا وہ بڑا نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ ہندوستان کے معروف و غیر معروف پبلک اور نجی ذخیروں کے جائزے کے بعد ایک فہرست ایسے اہم ترین غیر مطبوعہ مخطوطات کی تیار ہوئی تھی جنہیں جلد از جلد پہلی فرصت میں ایڈٹ کر کے اور ممکن ہو تو ترجمہ میں بھی، دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

تحفۃ السعداء کی پیشکش (عکسی متن مع اردو ترجمہ) اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

—۔ ادا ہے

سید

فہرست

تین	حکیم محمد حسین خاں شفا	⊖ تقدیم
۱	خواجہ کمال	⊖ تحفۃ السعداء (عکسی متن)
۱۱۵	حکیم سید محمد یوسف پھلواری پٹنہ	⊖ تحفۃ السعداء (ترجمہ)
۱۱۷		● دیباچہ مصنف
۱۱۸		● ذکر بندگی شیخ قوام الدین لکھنوی
۱۲۳		● ذکر بندگی مخدوم شیخ سازنگ
۱۲۷		● ذکر بندگی مخدوم شیخ محمد قطب المشہور شیخ مینا لکھنوی
۱۳۰		● ذکر مخدوم قطب العالم شیخ سعد خیر آبادی
۱۷۵		● ذکر سراج الاسلام شیخ محمود
۱۷۹		● ذکر بندگی مخدوم شیخ کمال
۲	حکیم سید محمد یوسف پھلواری پٹنہ اختتامیہ ۱-۲	⊖ اختتامیہ : کچھ تحفۃ السعداء کے بارے میں

حکیم محمد حسین خاں شفا

کیٹلاگر، رضا لائبریری، جیل، ڈرہمپور، یو۔ پی



شیخ سعد قدروائی خیر آبادی خلیفہ و سجادہ حضرت شاہ مینا لکھنوی اپنے عہد کے مشہور صوفی عالم اور مصنف تھے۔ آپ کی وفات ۱۶ رجب الاول ۹۲۲ھ مطابق ۱۵۱۶ء میں بعمر ۱۰۸ سال ہوئی۔ شیخ سید کے عقیدت مندوں میں امیر غریب عالم عامی، مسلم وغیر مسلم غرض کہ ہر طبقہ و فرقہ کے افراد شامل تھے۔ ان کے مریدین کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ شیخ کے تذکرے میں ۲۹ نام صاحب اجازت خلفا کے آتے ہیں جن میں سے اکثر مشاہیر مفتی، مولوی و امراء ہیں۔ شیخ کے عقیدت مندوں میں فیضی کا شمار بھی ہوتا ہے۔ اس نے قطعہ تاریخ وفات کہا تھا۔

حیف آں شاہ ولایت شیخ سعد گشت در فردوس اعلیٰ جاوگیر

یہ چو مخدوم کبیر اور القب لاجرم شد سال "مخدوم کبیر"

شیخ سعد کے جستہ جستہ حالات تو مختلف تذکروں میں ملتے ہیں لیکن میرے علم میں کوئی مستقل جامع سوانح نہیں ہے۔ رامپور کے ذخیرہ تصوف میں شیخ سعد کی سوانح سے متعلق ایک مخطوطہ "تحفۃ السعد النمازی" ہے اور حسن اتفاق سے اس کے دو نسخے ہیں جس میں ایک رضا لائبریری رامپور میں اور دوسرا مولانا منہاج الدین مینائی کے ذاتی کتب خانہ میں ہے۔ رضا لائبریری کی فہرست مخطوطات فارسی میں فن تذکرہ صوفیائے ذیل میں مذکور ہے: مصنف خواجہ کمال، اوراق ۵۰، کاتب غریب داس، سنہ کتابت ۳۰ شعبان ۱۱۷۵ھ ہجری نسخہ مینائی پر مذکور ہے۔ مصنف خواجہ کمال، صفحات ۱۱۸، کاتب مظفر علی، سنہ کتابت ۱۳۰۳ھ سنہ تصنیف ۱۰۱۶ھ نسخہ مینائی اگرچہ خوش خط نستعلیق میں ہے لیکن کاتب کم سواد ہے نام مصنف کچھ اس طرح لکھا گیا ہے جسے کمال یا جمال پڑھا جاسکتا ہے اور کسی نے سنہ کتابت بجائے ۱۰۱۶ھ کے ۱۰۱۷ھ تحریر کر دی ہے یہ دونوں اندراج نسخہ مینائی میں غور طلب ہیں۔ ترقیمہ میں مذکور ہے کہ مظفر علی کاتب نے خواجہ عبداللہ کے نسخے مکتوبہ ۱۲۰۶ھ سے

نقل کیا۔ غالباً نسخہ مینائی جس نسخہ خواجہ عبداللہ سے منقول ہے وہ کرم خوردہ تھا جس کی وجہ سے اس کے کاتب مظفر علی نے جگہ جگہ نقطے دے کر بیاض چھوڑ دی ہے اور جہاں مصنف کا نام آیا ہے وہ جگہ یا تو خالی چھوڑ دی ہے یا کمال لکھ دیا ہے۔ مظفر علی سے غریب داس کاتب نسخہ رضا لاہری کا علمی مقام بلند ہے۔ غریب داس نے صحت کتابت کا زیادہ خیال رکھا ہے۔ ادھر غریب داس نے غالباً نسخہ مصنف سے نقل کی ہے جب کہ مظفر علی نے بہت لبر کے نسخہ سے نقل کی ہے۔ اس وجہ سے اس میں اغلاط بھی زیادہ ہیں۔ دونوں نسخوں میں اختلاف متن کا سلسلہ خطبہ سے شروع ہو کر ترقیمہ تک برقرار ہے۔ نسخہ رضا۔

الحمد لله والصلوة على نبيه محمد الداعي الى الحق نسخة مینائی الحمد لوليہ والصلوة على نبيه۔
مصنف اپنے عہد کے فاضل ہیں۔ فارسی شریک کاری کے ساتھ عربی وارد و پر بھی قادر معلوم ہوتے ہیں۔
جگہ جگہ ہندی دو ہے اور جملے بھی ہیں شیخ سعد عوام سے گفتگو عوامی زبان اور لب و لہجہ میں کیا کرتے تھے اور
علماء سے علمی زبان میں۔ مصنف نے کوشش کی ہے کہ شیخ سعد کے جملے اور فقرے قلم بند ہو جائیں شیخ سعد
کا ایک مدرسہ بھی تھا جس سے سند فراغ ملا کرتی تھی اور ایک کتب خانہ تھا جس کے ناظم و کاتب مولانا احمد تھے۔
مصنف نے اس کتاب کے دیباچہ میں اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ اس کتاب میں جہاں بھی قطب العالم
لکھا گیا ہے اس مراد شیخ سعد ہیں۔ چنانچہ شیخ کے افکار و نظریات تصوف کے سلسلے میں لکھتے ہیں بقولت کہ قطب العالم می فرمودہ۔
الشريعة كالسفينه والطريق كالبحر والحقيقة كالدر فمن اراد الدر وسكنت في السفينة ثم
شرع في البحر ثم يصل الى الدر فمن ترك هذا التركيب لم يصل في الدر۔

مصنف نے مقام شریعت اور مرتبہ شیخ طریقت کے بارے میں شیخ سعد کا یہ قول نقل کیا ہے بقولت
اگر قول و فعل شیخ مخالف کتاب و سنت واجماع صحابہ بود آں شیخ لائق شیعہ و اقتدائی نبودہ ہر کہ بد و اقتدا کند
بمقصود نرسد۔ مصنف نے نسخہ مینائی میں بھی اپنے آپ کو شیخ کمال کا مرید بتایا ہے چنانچہ صفحہ ۱۰۸ پر مذکور ہے:
ذکر سلطان العاشقین برہان السالکین مخدومی مرشدی وسیدی صاحب الوجد والحال بندگی مخدوم
شیخ کمال روح اللہ واحد اوصل الینافیوضہ اگرچہ تعریف و مدح ایشان مناسب مرتبہ امتاں مانیت۔

نسخہ رضا لاہری کی عبارت بھی یہی ہے۔ اس سے مصنف کا خواجہ کمال کا مرید ہونا ثابت ہوتا ہے۔
مصنف نے اس کتاب کو عنوانات یا ابواب پر تقسیم نہیں کیا ہے ہر واقعہ کو الگ "نقل است" سے شروع کیا ہے جو
کہیں کہیں ایک ایک صفحہ میں تین چار جگہ آیا ہے اور کہیں تین چار صفحات پر محیط ہے۔ طرز تحریر روایاتی و حکایاتی

پانچ
ہے۔ پہلے کوئی اصول یا قول اس کے بعد اس سے متعلق کوئی حکایت، غیر فطری واقعات، وظائف، تعویذات اور
عملی عبادات کا ذکر بہت کم ہے۔ انسانی ہمدردی، کمزوروں پر رحم، جانداروں کے ساتھ حسن سلوک، خالقِ قادر
میں آنے والوں کے واقعات شیخ سعدی سے مختلف مجلسوں میں پوچھے گئے، مذہبی، علمی، طبی، خاندانی اور سیاسی
مواظرات سے متعلق سوالات و جوابات شامل ہیں۔ جگہ جگہ مختلف کتابوں کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔
بزرگوں کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ میں نے دورانِ مطالعہ ”نقل است“ کو مستقل ایک عنوان اور باب قرار
دے کر خلاصہ مضمون کو فہرست مضامین کتاب بنانے کی کوشش کی ہے اور فہرست مقامات، اشخاص، کتابیات
مرتب کر دی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی حالات، مشائخ کو سند واری بیان کرنا ہے اور تعلیمات، تصوف کے
ساتھ خاندانی، تاریخی، سماجی و سیاسی حالات کا اظہار ہے۔ اس وقت ہمارے پاس صرف نسخہ مینائی ہے۔

تاریخی اعتبار سے اس کتاب کے مرکزی کرداروں میں شیخ قوام الدین م ۸۰۰ھ

شاہ مینا، ولادت ۸۰۰ھ، وفات ۸۸۴ھ، شیخ سعدی م ۹۲۲ھ، ۶۱۳۹ھ
ان کے خلیفہ سراج الاسلام محمود، وفات ۹۳۸ھ، سراج الاسلام کے فرزند و خلیفہ شیخ کمال، وفات ۹۸۸ھ، ۶۱۵۸ھ
اس میں خود مصنف بھی شامل ہیں۔ چونکہ شیخ سعدی سے خواجہ کمال تک یہ سلسلہ خاندان قدوائی میں ہی
رہا ہے اس وجہ سے اس خاندان کے بارے میں کافی معلومات ہیں۔ واقعاتی اعتبار سے یہ کتاب شیخ قوام الدین
عباسی لکھنوی م ۱۰۱۶ھ کے حالات اور شاہ مینا کی ولادت ۸۰۰ھ سے شروع ہو کر سند تصنیف ۱۰۱۶ھ
پر ختم ہوتی ہے اور تقریباً ۲۱۶ سال پر محیط ہے۔ یہ زمانہ تاریخ ہندوستان اور تحریک تصوف میں بڑی اہمیت
کا حامل ہے۔ جن کی کچھ جھلکیاں اس کتاب میں بھی ہیں۔

حالات شیخ سعدی کے سلسلہ میں ہمارے پاس مستند ماخذ صرف تصنیفات شیخ سعدی

آغاز حمد، نعت سے ہے۔ ترقیمہ میں دونوں نسخوں کے کاتبوں نے اپنا نام سند کتابت وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔
نسخہ رضا لاہوری غریب داس نے شیخ سعدی کے مشہور خلیفہ شاہ صفی اللہ کے مکان پر نقل کیا ہے جن کا ذکر متن
میں کئی جگہ آیا ہے۔ مصنف نے ایک کیمیا گر جوگی کی خالقاہ سعدی میں آمد کی روایت شاہ صفی سے نقل کی ہے۔
دیباچہ میں مصنف نے اپنا تعارف اس طرح کرایا ہے:

فقیر حقیر ضعیف گناہ کار امید وار رحمت پروردگار غفار خواجہ کمال خاک روبر آشنایۃ العارفین

عمدة السالکین قطب الصادقین شیخ سعد خیر آبادی قدس سرہ مصنف نے متن میں بھی اپنا اور اپنے پیر کا ذکر کیا ہے۔
 خواجہ کمال خانقاہ شیخ سعد کے سجادہ اور مخدوم شیخ کمال بن سراج الاسلام محمود کے خلیفہ و جانشین
 شیخ کمال شیخ سعد کے بھتیجے بھی تھے۔ دیباچہ میں مصنف نے تحریر کیا ہے کہ میری ایک تمنا تھی کہ شیخ سعد کی سوانح
 مرتب کروں لیکن حالات اور دیگر مصروفیات نے تکمیل تمنا کی مہلت نہیں دی۔ مگر جب فرزند عزیز شاہ حمید
 ابو الفیض کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو میں ۱۰۱۶ھ میں اس کام کی تکمیل کر دی۔ چونکہ مصنف خود بھی عالم و فاضل
 ہیں اس لیے انھوں نے اس کتاب کو دلچسپ معلومات افزا بنانے کی پوری کوشش کی ہے اور اس میں اس
 عہد کے تاریخی و سماجی واقعات، خاندان مینائی و قدوائی کے بارے میں ابتدائی معلومات، امر اور عوام کے
 تعلقات، فوج کاظم اور ریادتی علماء و صوفیا اور موسیقاروں کا بھی تذکرہ ہے۔ مصنف نے شیخ کے حالات و
 تعلیمات کے سلسلے میں جہاں تک ممکن ہو سکے خود تصنیفات شیخ سے معہ حوالے کے حالات نقل کیے ہیں۔
 وہ شیخ کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں تحفۃ المجد میں شیخ سعد نے تحریر کیا ہے۔

اضعف عباد اللہ القوی العالی سعد بن مکرم المعروف بقاضی بدھن الحلبي القرشولي شیخ عبد الحق اور
 علی میاں اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے شیخ کا نام سعد الدین لکھا ہے۔ شیخ نسائی بنی اسرائیلی تھے ان کے
 جد امجد قاضی قدوة الدین المعروف بقاضی قدوہ روم سے ہندوستان آئے۔ آپ کی اولاد قدوائی
 کہلائی اور خوب پھلی پھولی۔ شیخ سعد نے اپنے خاندان کے بارے میں کافی لکھا اور بتایا ہے۔ انھوں نے
 سلسلہ سلوک کے ساتھ جو حضرت علی سے ملتا ہے اپنا پورا سلسلہ نسب بھی نقل کیا ہے جو حضرت یعقوب
 علیہم السلام سے ملتا ہے اور اس اعتبار سے قدوائی اور افغان یوسف زئی ہم نسب ہیں۔

شیخ سعد حصول التعلیم کے لیے لکھنؤ آئے اور پھر حضرت شاہ مینا کے مرید ہو کر لکھنؤ کے ہو گئے۔ خواجہ
 جمال اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب نے ان کے اساتذہ اور تصنیفات کی فہرست نقل کی ہے جس میں
 شرح مصباح، کافیہ شرح حسامی، شرح بزدوی، شرح رسالہ مکتبہ تحفۃ المجد، رسالہ اجابت السماع، خواب نامہ
 اور ایک کتاب مجمع السلوک ہے جس میں ”ملفوظات شاہ مینا کو شیخ سعد نے جمع کیا ہے۔ یہ خزانہ جواہر جلالیہ
 کی طرز پر ہے۔ اس کا ایک نسخہ ذخیرہ رامپور میں ہے۔ خواجہ کمال نے شیخ سعد کا سلسلہ سلوک ان کے پیر مرید
 استاد و شاگرد ہم عصر صوفیاء علماء اور ان میں سے شیخ سعد کے کچھ سے برادر اور کچھ سے حریفانہ روابط کا تذکرہ کیا ہے۔ کچھ فقہ

سات

قرآن اور احادیث کی توضیحات۔ حضرت خضر کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں شیخ سعد نے مسلک تصوف کی ترجمانی کی ہے۔ مصنف نے حکمرانوں سے تعلقات، ذوق موسیقی اور اس عہد کے شیخ سے وابستہ موسیقار اور کچھ معاصرین لکھنؤ سے چشمک کا ذکر کیا ہے۔ "تحفۃ السعد" سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے شمالی ہند میں مختلف سفر کیے جس میں دہلی، آگرہ، بدایوں اور قنوج وغیرہ بھی شامل ہیں۔ سلطان سکندر لودھی بھی شیخ سے ملاقات کو آیا کرتا تھا۔ ان میں ابراہیم لودھی سے اکبر تک کا ضمیمہ تذکرہ ہے۔

سراج الاسلام محمود کے ذکر میں بابر اور شہزادہ ہمایوں میں اختلاف اور محمود کے صلح کرانے کا تذکرہ آیا ہے۔ نسخہ مینائی میں صفحہ ۱۰۴ سے ۱۰۸ تک سراج الاسلام بابر اور ہمایوں وغیرہ کا تذکرہ ہے جو تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہے۔ ۱۰۸ صفحہ سے مصنف نے اپنے پیر اور معاصرین کا تذکرہ کیا ہے جو ۱۱۸ صفحات پر یعنی اختتام کتاب تک پھیلا ہوا ہے۔

خواجہ کمال نے اس کتاب میں شیخ سید اور شاہ مینا صاحب کے اجداد و اخلاف کے بارے میں جتنا مواد جمع کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ شیخ سعد کا بیان ہے کہ :

جب میں بنرض بیعت حضرت شاہ مینا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھے روزہ رکھوایا اور نماز عشاء کے بعد غسل کروایا۔ بعد ازاں حضرت نے مجھے قبلہ رو بیٹھایا اور خود قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد مجھے کچھ خوشبو عطا کی۔ اور اذکار مسنونہ کے ساتھ مسند سلسلہ کی تلقین کی جو اٹھارہ واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

خواجہ کمال نے یہ پوری سند نقل کی ہے۔ اس سند میں سلسلے کے مشہور بزرگ شیخ قوام الدین کا نام نہیں ہے ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ بقول شاہ مینا صاحب آخری زمانے میں ان کا عمل بر مذہب امام جعفر رضی اللہ عنہ بودہ است۔ خواجہ کمال لکھتے ہیں۔ شیخ سعد نے فرمایا۔

میں نے بیس سال حضرت شاہ مینا کی خدمت میں گزارے اور اس دوران کبھی انھیں ٹانگیں دراز کیے ہوئے نہیں دیکھا۔ شاہ صاحب ہمیشہ قبلہ رو بیٹھا کرتے تھے۔ وہ نہ تو کبھی اچھے کھانے کی فرمائش کرتے اور نہ اچھا کپڑا سلوانے کی! شاہ مینا صاحب فرماتے تھے "جو صوفی اچھا کھائے پئے یا پہنے وہ صوفی نہیں بلکہ رہزن دین مصطفوی ہے صوفی کو چاہیے کہ ہمیشہ وضو کر کے کھائے تاکہ شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو اور کھانے کے دوران بھی تسبیح جاری رکھے اور کھانے سے فارغ ہو کر وضو کرے تاکہ کھانا

بوجہ ندبے۔ خواجہ کمال کا کہنا ہے کہ:

شیخ سعد قولاً وفعلاً اپنے مرشد کا اتباع کیا کرتے تھے وہ تصوف کو قرن الاول کا احسان خیال کرتے تھے۔
شیخ سعد کے اقوال زرین میں یہ بھی شامل ہے:

اگر پیر کا قول و فعل کتاب سنت اور اجماع صحابہ کے خلاف ہو تو قابل اتباع نہیں ہے اور ایسا شخص منصب رشد و ہدایت کے لائق نہیں ہے۔ خواجہ کمال نے جگہ جگہ شاہ مینا صاحب کے اقوال کو نقل کیا، ملفوظات شاہ مینا کا ایک مجموعہ سید محی الدین رضوی کا مرتبہ مطبع مرقع عالم ہردوئی سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ایک نادر مخطوطہ مولانا ”منہاج الدین مینائی“ کے پاس ہے اور نسخے بھی ملتے ہیں۔ شاہ مینا صاحب کے حالات تعلیمات پر کافی لکھا جا چکا ہے۔

کتابیات

• النوار صوفیہ ترجمہ اردو اخبار الاخبار فی اسرار الابرار از عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ اشرف پریس لاہور ۱۹۶۲ء
شیخ سعد کے اجداد اخلاف اور سلسلے کے دیگر بزرگ شیخ قوام الدین صفحہ ۳۳، شیخ سازنگ ۲۷، شیخ مینا صفحہ ۳۲۸، وغیرہ کا ذکر۔

• مجمع السلوک والفوائد (ملفوظات، افادات، وحالات شاہ مینا) مصنفہ شیخ سعد نسخہ رضا لاہوری
نمبر کتاب ۸۷۲ سن تصنیف ۸۸۹ھ

• تحفۃ السعد: نسخہ رضا لاہوری تذکرہ صوفیا نمبر کتاب ۲۲۲۲ کاتب غریب داس سن کتابت ۱۱۷۵ھ
نسخہ دوم: بخط خواجہ عبداللہ مکتوبہ ۱۲۰۶ھ ورق ۲۵ نمبر کتاب ۲۳۲۳
نسخہ مینائی: بخط منظر علی کاتب

• تاریخ دعوت و عزیمت: مولانا ابوالحسن علی ندوی

• شیخ سعد الدین خیر آبادی: از ریاض الانصاری، برہان دہلی۔ جنوری ۱۹۸۰ء

• شیخ سعد الدین خیر آبادی: (استدراک) از پروفیسر محمد اسلم لاہور۔ برہان دہلی فروری ۱۹۸۰ء

• ملفوظات شاہ مینا، مخطوطہ کتب خانہ مینائی

• دیگر مطبوعہ مطبع مرقع عالم ہردوئی۔

تخت السعداء

مصنفه

خواجہ کمال

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الصلوة على نبيه محمد وآله ائمة الحق وطرقة صلي الله عليه وسلم وعلى آله
 تسليما وعلى الاخيرين منهم وشرعية بعد ربكم وبقدر حقير ضيفت لفتكم
 اسدوار رحمت سرور ودار عفا وخواجده كمال خاير كروب اسناد قدوة العارفين وحمدة
 الساكنين وطلب العارفين مخدوم شيخ سعة خير ابادي قدس الله سره واصل الصلوة
 باراد وراطر مسكنت وودل منكر شئت كه بعضو بشرح احوال وفعال باوق تعادلات
 ودر باصنات و ذكر سران خود در سلك تحمير و بيان فقر تر مسلك كرايد و بايد خامس
 رساند اما در وسطه و نور عدالت و محوم عوالم مشرقت شده تا انور در تاريخ سنة الف
 مائة و عشرين فرزند شهادت شده شاه محمد ابراهيم من از اين فقر مشل ان صورت كه در
 گذشته نمود و در خاطر تنگ كشته است و ما نمود لا جرم بقدر وسع طاعت و در تحرير
 كوشش نمود و سمة تحفة السعداء و السعد الموفق و الا تمام و سوليه لكل عرانا نام ذكر

و کویس در ایشان و محاسب عارمان رئیس الشرفین بنیدکی شیخ قوام الدین
عاسی لکنوی نقل است که سولار و مسار البیان به شهر گزیده نزد مدرس ^{امین} تبارک
فردا مقال نموده در شهر لکنوی اقامت فرمود و بدو مخدوم شیخ قطب الدین والد
پیر و تنگ بنیدکی شیخ میاوند سره که برادر مخدوم شیخ قوام ^{فی} و الدین
بودند نیز همراه برادر خود را رفته که با محبوسان در حطه لکنوی ساکن شدند و در محاکمه
ساله سر و سینه که در خواهد شد مخدوم شیخ میاوند سره خواهد شد و بر محاکمه
قطب العالم مسطور میگردد و مقصود هیچکس مخدوم شیخ سعد حسن سره ^{است} نقل است
که بنیدکی شیخ قوام الدین معتمد حج کرده بودند وقتی در میان مسکنی شدند شش نفر بودند
که کسی است که در باب سنت حج بگوید و این سنگ دم آبی بدید شخصی نرسید تا ^{اورا} داد
سیراب کرد اینها گفت آواز داد و بازندگانی تو بود و در هر سال تمام توج مسعود خواهد
نزدت رسید شخصی که همین سنگ در آمد که روی نقل است که بنیدکی مخدوم شیخ
قوام الدین را از آمدن بنیدکی شیخ نصیر الدین محمود اودی و خلافت از مخدوم حمایان
سید طلال الحنفی والدین مدرس سره بوده است و قطبین ذکر از مخدوم حمایان
دار شیخ قطب الدین مشفق مصنف رساله که نیز بوده است در شیخ معمار القنوت
که تصنیف بنیدکی شیخ قوام الدین است در این محسن نوشته شد قطب که سید
مخدوم شیخ قوام الدین متعالی بودند در مرزبان و در ششصد و پیر کون ایشان نظام
نام داشت روزی شیخ قطب الدین در جماعت نماز میگذارد و در شیخ نظام عقیبت

میان محمدم و شیخ قطب الدین در امر نماز است و چون از نماز فارغ شدند
 در خاطر میان قطب الدین کلفت رسیده که فرزندان محمدم بحضور محمدم حرمت
 نگاه نمیدارند بعد از محمدم عزت من چه خواهد شد وقت نماز دیگر برای جماعت حاضر
 شد بمحمدم را سبب کوفت ایشان معلوم شد و فرمود که کسی سر آمد قطب الدین را
 از برای رسیده اند و خواهد ماند شیخ نظام را قصد و به تشویش شد که در آن ملاک نشین
 نفکست که زهدی محمدم منکوحه خود فرمود که برادر قطب الدین نگاه گاهی برای کاری
 در خانه می آید و شما از و پنهان شوید او سخای فرزندان شماست من بعد بحضور او شوید
 پس او آید بی لی رود آمد شسته بمحمدم فرمود که سخن ما قبول نمکنید و منی خوانند
 آمد و ادعا خواهند نمود که سر بر نه و بابر سر نه و بابر سر نه و بابر سر نه و بابر سر نه و بابر سر نه
 شدند بعد از سهوم و در شیخ قطب الدین گفته که من از وطن بجهت خاطر برادر خود جدا
 شده و در غیبت مانده بودیم برادر من که غایب من نیز بوطن خود میروم نعم غریبی
 محنت مرا کشم آخر شهر خود را دم شهر بار خود با ششمین سخن را اندرون
 کسی نه از برای گفتار شنیدن این حدیث چنان لی اختیار و مضطرب کنند
 که از سر پوشی و پانی افراز خبر بد شسته سر بر نه و بابر سر نه و بابر سر نه و بابر سر نه و بابر سر نه
 قطب الدین اماده و عیال برادر خود به حال برین سوال انداخته سر در میان
 قطب الدین هم در گفتار ماند و قصد وطن خود کرد و بزم از ایشان نقل است
 که کار سلوک و تقوی کار پس نیست که بدان طایفه تو ماه می پوشد پس بزرگوار

پرشما با علون نماز بسیار میگذارد من نیز که در مس این کار کانی است که غیر از این
 این خانه خرابی ده بر او الهوس نیست سیرج تواند که کند خانه بکوه قامت من
 شیوه همون علمی تحصیل کند از علم بکوه دوم محیط علم رسن گفتن و بعد
 و محاد را مجلس بدن و حواد صد ششینی غره جاده طلب کردن مشغول ماند
 بعمل مشرووع ماند باز هم محیط علم مشغول ماند و عمل را در نظر سایه و ظاهر کرده نا کرده
 داند مقامات و احوال ترقی نماید و میگذشت و مشام برسد و نگاه چون بگوید
 العلم حجاب اند و ذکر اللسان لعلقه برسد و گفت ثابت از گفتن
 شنیدن بکند از سبق گفتن از قرب ثانی ابرار سبق گویند بی صوفی معرب
 بی ترک سبق نفس در قربان بدان نفیست که دل شیخ مصیول است مجاری
 فیمن حضرت عزت تجلی است ذاتی و معانی و در سمانی و افعالی تجلی شده و هر
 لطایف غیبی را بسته میگرد و چون مرید صادق با اودت تمام دل خود را ^{مقا}
 این چنین دلی دارد و شیخ بدل مرید مصفا تواند از این همه کلمات غیر کسب و معیال
 در دل مرید مصفا از که درت غیریت و ربک طبعیه فالین کرد و دوزین حسنی
 بر زبان واحد بر قدر استعداد مرید دست زد که بر نجاه ده و ماضیت عمری نداد
 و هم از ایشان نفیست که در ایس محاکم معیار این کتاب سنت و سیر سلف
 که اهل اعتدال اند از اعانت محرو و مقام شرک که علون ده و ریش است و
 مقام ابا و اجداد خود شنیده که اگر لاین مقام نبود می بین مقام شرف و شرف

محسن بدین که شرف نشان نه بر زمان و مکان است بلکه تقوی آن که کرم خند
 و تسلیم این اعتقاد و طایعات بنا بر شده بدو که تحلیقه قلب از سوی احد قرب حق
 ... میسر نشود و غلبه که اندکی مخدوم را کاشی بود و کرد و راهولانا احمد میگذشت
 ... با حیرت کتابخانه مخدوم میخواست تا چون شب میشد و غنی از مخدوم طلبید
 ... می بست بر دشنامی مراغ میخواست تا چون طعام می آمد بر دشنامی آن چرا
 ... طعام میخورد و چراغ اسیر و میکرد و بعد به طعام خوردن مشغول میشد بعد فراغ
 ... طعام باز چراغ روشن میکرد و نوشتن مشغول میشد هم از این غلبه
 ... اگر خول و فعل شیخ مخالف کتاب و سنت و اجتماع صحابه بود آن شیخ را این شیخی
 افتدای بود و هر که بدو افتد آنگاه منصوب و نرسد جو نبرد این قوم جنت هستی
 صحابی و مدت بروند و کانه دار و ویدر اور و ندلا جرم تقرب به یافتند
 تو اما محظوظان شدستون رو گوشت مشین که سدن حال سیدان کنون کشته است افسانه
 هم از اسان نقلست در کتاب ارشاد المریدین که تصنیف ولی است که علمای سزا
 با کسی الخلق الی الحق اند میفرمایند که از معتدیان افتد ابامامی کردند بدین گمان
 که او متوفی است بعد او ای سلوة و افتد ابد و متحقق شد که او جنت بود و جنت
 بر معتدیان که نماز را اعاد و کنبه و تقوی علمای با عبه معتدیان که بطن لما
 متاعست عملهای طریقت مشغولی بفرش نشان معلوم سدل ال
 افتد ایو و مذ و احبش از روی طریقت از افتدای نشان بیرون آیند

ایندو شمع حسانی منو به شود تا حق تو کمال و زری کن و هم از ایشان
 نقلت کرد باید که جوکان طلب و دست کرد و نوی این ساری مبارکگاه
 ای نوی مبارک و طلب باستان اندر و کاه بلور و کاه قلم کاه علی و کاه
 بشری تا یکبار راده سعادت براند و بر سر پرده عزت زند اگر لباس
 لباس خواجگان بود و سر و لبش زنده و اگر لباس لباس کدبان بود و سر
 درویشی بپزند و در صدر نشاندیم از ایشان سواران بختیبر سوار
 باغ و بستان هم یکسی که انس حق جوید معام اوست بران زمین
 تلخ بخت را پس اگر سرک عالم کو یکسی که قرب حق خواهد خواهد عالم غانی
 نقلت که مخدوم سماع می سیاه اند و کج معبر شنائی می و زیدند حاضر
 در کرب بود و شکستگی او ظاهر سمج و مخدوم در پرکشش حال لاسم نمودند که
 ای عزیز ازین حال چه فهم کردی و در سر خود این چه پیدا آوردی پس بجا
 اعاز کرد که ای شیخ از حال شما دره فهم ندارم و خود را در زمره صاحبان
 نمی شمارم لیک در خاطر خطر میگرد و داشتک چشم ممرن سرود که سبحان الله
 پیش از وجود ما از ما چه زاد که عاصی کردانیده طاعتی خوانده و پس از وجود
 بنکی مخدوم او را که از حار مان کمال کردانیده در سخت معرفت نشانیده
 مخدوم را که در وقت غلنی بود ازین گفتار بر حال ذوقی زیاده تر نمود و بر
 حیا به شفقت و اوان فرمود بکنار گرفتند و برابر زبان می راوند

که اگر دوق بوده است سر بوده است دیگری را و قوام الدین بطریق
نموده است این است بیکر از میخیزانند و ما کنایه لغت می گویند که این
همه از ایشان نقل است غرض از کس حال این جوانمردان ندانند ایشان چه بزرگا
ایشان عاشق آن رحمان اند مشتاق سبحان اند مشتاق بیروانشند
الش زنده جسم جان لذت مند و دیوانگان بی گناهند شوریدگان پادشاه
اند من دیوانگان را عجیب حالت است که این طایفه را عجیب کمال است
غرض از احوال و اعمال ایشان بیکر از سر حال نشان منی که طاعت شای
همه گناه و معصیت شان که پوش گند پوشان نو افروسان نقل است
که شیخ حواله بکون قدسی الازلی صفاتی نقل نمودم روز و شب ستم
ما بعبان عجیب ستم شده دقت ثنات و کریم کی محمد و م را بر حسین الشریف
غوث العظیم سراج الملة والدین سلطان العاشقین محمد و م غلام شیخ
ساکر قدس الله روحه نقل است که بنده کی محمد و م یکی از مراد سلطان فیروز
بود و ملک سبکدوش سلفه ایشان را و دوازده هزار سوار جا کرد و در دنیا داری
و اوست از کس در ایشان و عجیب طایفه شیخ قوام الدین آورده بود
خلافت بعد از ترک دنیا از بنده کی محمد و م شیخ صدر الدین اند و ستم
مقال را و محمد و م چنانچه در شتند قائل ایشان را از آن سلفه که هیچ
کس تاب نظر از نه شت بر زبان او میگذشت با قطع همان می شد

فعلیست که در وی پسر حضرت یحییٰ سرارش متعلق بی جرم بر آتشیدن حکم کرد
 آن ممکن پیش از حضرت میثاق صورت حال و انمود بر زبان مبارک ایشان گشت
 که اورشش خود خواهد شد بمحمدان حسین پسر حضرت ایشان را حالتی بود و او
 سرارش را بخواند و پیش خود خواند و بنشاند و با شش محاسن من برارش
 بر سرارش ترسید اینده و استر بهش او گذشت و میان دست شستن برون
 رفت و پنهان گشت آن پسر جان بدیده اند و پیش نیاورد و سر کشید دست
 خویش محاسن خویش بر کشید فعلیست که بزرگ مخدوم بعد از امت و در
 سبب یاسوس بر خود می آمدند مخدوم شیخ قوام الدین در حال بودند گفتند که
 ملک سازنگ یامه بکار طریق بدانی باز ما را تعین ذکر خواهم کرد و بر حکم اشارت
 قبول کرد بعد از فراغ تعین فرمودند که اگر چه یامه بکار داری ان شاء الله تعالی
 وقتی از اوقات تعین کار خواهد آمد نقل است که بزرگ مخدوم شیخ سارنگ بعضی
 شغل در دنیا داری از مخدوم شیخ راجو قتال در عهد سلطان فیروز در دلی
 بحیثیت قاضی نواسهون من سلطان که کو بزرگ شریف آورده بودند و قاضی
 نواسهون در سیر العارفین چنین می آرد که ناسهون نام پندری بود فارسی نواسهون
 سلطان فیروز را و ابدار و یکی در شهر ری و رسیده بودند و قاضی حضرت مخدوم
 جهانیان در من موت و ان شاء الله نواسهون بحیثیت دیدن مخدوم جهانیان آمد
 بر زبان او گذشت که حضرت مخدوم را خدا تعالی صحت بخشید و ختم اولیا

چنانچه محمد رسول الله صم احسا بودند محمد و م حسانان چون این سخن شنیدند جانب محمد
 سید را جو قاتل را دیدند فرمودند که می شنوی که چه میگوید محمد و م سید را جو
 گفتند که می شنویم تو ای من نمید که مرا میفرمایند که مسلمان شو همان سالت
 در ششراچ ز غمت پیش سلطان فیروز آمده در دلی واقعه عرض نمود که
 سلطان فرمود اگر حیانت مسلمان شو گفت جان بدیم تا ما بر مسلمان
 سوم بعد از چند روز محمد و م حسانان یوار رحمت حق پیوسته بعد از بار
 سیوم محمد و م سید را جو قاتل کو این برابر کرده سمت دلی متوجه گشته
 چون بنواهی شهر رسیدند سلطان فیروز خبر قدوم ایشان شنید و انت
 بقصبه لواسون قصد نمود و اند سلطان لواسون را بسیار دوست میداشت
 و در سالمان که در شهر نشستی بودند پیش خود طلبیده صورت تکلیف
 تواون از ایشان پرسید پس ماضی عبدالمقدر نانیسری شیخ محمد نام
 داشتندی تیر طبع بود سلطان عرض نمود که حضرت سلطان با استقبال
 حضرت رود در اول ملاقات از حضرت ایشان پرسید که بقصبه آن کافر
 اندید چون فرمایند بل بقصبه آن کافر آمده ام پس او را کفر او موده باشند
 مادر سخت در راهیم سلطان آن علما را بر این استقبال حضرت شیخ جو
 متوجه گشته وقت رسیدن پرسید که حضرت محمد و م بقصبه آن کافر
 تشریف فرمودند حضرت شیخ فرمود بل با بقصبه آن مسلم آمده ام شیخ

شیخ محمد گفت هنوز ثبوت سلام او من حیث الشریع نشد. تنها حکم اسلام
 می نماید حضرت شیخ بجانب او نظر تریز کردند و زبان مبارک آوردند که محمد
 از سخن شمارا چه دانست نمی شنوم هر دو در ساختن گفتگو گفتند محمد این سخن
 در دینکشی گرفت بجای آنش بر دند قاسی عبدالمقصد بدو در چون حضرت
 شیخ رسید بغیرت گفت همین یک دیده دارم در این باب باید شنید حضرت فرمود
 هر که شت شد او را پسری خواهد شد که اهل تقوی گردد و شیخ محمد بعد از آن حال
 وفات یافت منگوار حامله بود چون پسری متولد شد او را ابو شیخ نام کردند
 او در دینش دانستند و نیز او وجود گشت الان مقبره او در خطه جونپور
 راست که دندوان نواحی مذکور با وجود مشهور امرار اسلام نمود و گشت
 زنده حضرت شیخ از او اصلی بوطن مبارک خود را به بار آمدند مقصود
 ازین حکایت من بود که مخدوم سید را جویدین تقریب در دینی شریعت
 او در ده بود مخدوم شیخ سارنگ بسندیدند و بعضی شغل فرمودند میگویند
 که باو شاه بدست مخدوم شیخ سارنگ برای بندگی شیخ را جو طعام فرستادند
 حضرت ایشان بدست خود از آن طعام چند نهمه مخدوم شیخ سارنگ
 خوراندند و در اندک روز با خود از تعالی ایشان را جذب نصیب کرد و یکی دل
 ایشان از اطلاق و مال و مثال و خانه فروست همه حساب و اموال نصیب
 در دیشان کرد و سارنگ جانب بیت آمد گشتند بعد از فسخ

حج و زیارت و رفته معظم حضرت رسالت پناه بتمام خود رجوع نمود و در سوختن
 که آنرا مجملکوان نام داشت و به قصبه فتحپور رست و وارد کرده و همی از خطه لکنو
 حکومت فرمودند و با انواع زیارات و طاعات مشغول شدند حضرت میرسید
 قتال و راجه جامه خلافت و مثال ایشان را فرستادند چون جامه ایشان را رسید
 قبول نکردند فرمودند که من مردی بنوا مسلم مردان طاعت گماست که جامه اولیا
 بپوشم حقوق آنرا محافظت کردن توانم جامه را باز حضرت میرسید راجه قتال
 کتابت فرستادند که من این خانه و خلافت از فرموده خداوند قتال و بفرموده
 حضرت رسول صلی الله علیه و سلم و بر حکم اشارت بران فرستادم هیچ دغدغه نخوا
 کمکنند این جامه را بنوشید شمارا مبارک است انگاه شیخ سارنگ بنوشیدند
 ازان تاریخ باز کرد که از سر کار لکنو بجهت انابت و ارادت پیش حضرت میرسید
 راجه قتال رفته او را باز میگردانیدند فرمودند که من اینجا شیخ سارنگ نصرت کرده ام
 شمارا چندین مسافت داده برای چه ایند بمانجا بروید پیش شیخ سارنگ
 بنوشید بقتل است که مخدوم شیخ سارنگ یکصد و بیست سال عمر داشتند پرفانی
 شده بودند طاعت روزه رقصانند شش روزی در ماه رمضان حیری
 میخوردند و سکر مخدوم شیخ میباده سکر مرده دریده مست بختور استاده بودند
 بخاطر سکر رسید که اگر مخدوم پس خورده من غناست فرمایند من آنرا بخورم
 شصت آذره کفارت بدارم حضرت مخدوم سر بالا کردند و گفتند من شصت

شیخ میانما و طلب ستمیده متناسب که با شمارا چهری متناسب اجازت فرمایم
 که مارا شرفیت رود، خوردن مباح گردانیده است اگر در شیت چهری خواهم خورد و
 شمارا چهری خواهم داد پس ازین بمنموم گشت که منصب خطیبی از پیر دستگیر خود بود
 و از زمان رئیس درویشان در محضر عارفان شیخ قوام الدین نیز بوده چنانچه در ذکر
 پیر دستگیر مذکور خواهد شد نقل است که بنده کی شیخ سارنگ^{زاده} دو خلیفه بود یکی پیر
 دستگیر شیخ میانما قدس سره و دوم مخدوم شیخ قوام الدین صوفی فقهپوری چنانچه
 پیر دستگیر^{زاده} دو خلیفه بود یکی قطب العالم مخدوم شیخ سعید قدس سره دوم برافه
 صاحب مجاده شیخ قطب الدین دیگری خلیفه بود بنده کی مخدوم شیخ سارنگ^{زاده} هالمنه
 و فرزندان و ششده که الحال از اولاد ایشان است که جاردی و خادمی روضه میر
 در دهه جهنگوان واقع است میسکنند نقل است که بنده کی مخدوم شیخ سارنگ همیشه
 در اتباع سر خود مولاد مغلای بودند و ذره در اتباع سان تجا و زنی نموده پیر دستگیر
 میفرمودند که روزی مخدوم شیخ سارنگ لبانچه طریقت مارانی که پوشش علمائونیا^{شیت}
 پوشید بودند عرض کردم که تحقیق است که بنده کی شیخ قوام الدین لبانچه را
 طریق مارانی پوشیدند و فرموده اند که مرا فراموش رفته است خطاط را بعد از
 زمان طلبید لبانچه را در کنایه طریق شهرار ساختند نقل است که وفات
 بنده کی شیخ مخدوم شش^م خشنه و دفن او در پیشانی شانزدوم شهر شوال در سن
 خمس و هشتاد و ثمانی^م روزی که مخدوم فوت کرد پیر دستگیر در خاطر نه^م ششید

که بر جای وفات یافته است که کسی برای نماز حیاره هم حاضر نیست چه اگر دیده
ویران بود و ایشان را در حمام خلق خوش نبودی فی الحال بندگی محمد و هم
روی خود کفن و اگر در فرمودند میان شیخ مسافر بکنند خداوند تعالی کفایت
خواهد کرد چون حیاره موجود کردند که عظم همه بر قوه پوشش از جانی پیدا شده
نماز حیاره با جماعت ۱۱ اگر در نزد در لحد سپردند و غایت شد مذکر بر دستگیر

قطب العالم بندگی شیخ محمد قطب المعروف شیخ میا بر کانه قنار احمکا و
کان نیسار به لو کانت النبوة من بعد جابر که قول ایشانست از دل خراب
که ایمان صادر شود محض کفر است و از دل آبادان که کفر صادر شود محض
ایمان است نقل است چون بر دستگیر موله شد بندگی شیخ توأم الدین
فرمودند زبان بندوی او امور امیسا بدین سبب عرفت ایشان شیخ میا
شد و از بعضی چنین نقل است که بر دستگیر بعد فوت محمد و هم شیخ توأم الدین
موله شد و محمد و هم توأم الدین مملکوه خود فرمودند که بعد من برادر قطب الدین
پسری موله خواهد شد که قطب خواهد شد و خاندان پسران ما از ورودن
خواهد شد شما شیر خواهند داد و خانگاه ما با و حواله خواهد بی فی توأم الدین
نفتند که مدتی است شیر از من خشک شده و محمد و هم فرمودند که شما معلوم
نمیت که خداوند تعالی نصیب خیره کرده است چون دستگیر موجود
حضرت بی بی را وصیت بندگی محمد و هم یاد آمد بر گرفتند و نزد یک سینه

خبر دادند شیر جهان روان شده که همه حاضران حیران شدند و میگویند که
 بعد حشاک شدن چهل سال شیر پیدا شده بود قتل است که بی بی میفرمودند
 سرگاه که من پیوسته شدم میان میان شیر میخوردند در تمام مدت شیر خوارگی
 منحنین بود قتل است که بی بی میفرمودند چون پیر دستگیر شده ساله شدند
 بر جانوری از گنجشک و غیره پیش ایشان گذر میکرد و طلبیدند فی الحال از بوا می آمد پیش
 ایشان می نشست تا آنکه میفرمودند میرفت چون چهار ساله و چهار ماهه شدند
 ایشان را در کتب فرستاده معلم میدادند که این ولی است بدان سبب
 گوشه خوارن نمیکرد و دیگران میخواهند و ایشان مشغول می ماندند چون
 وقت وداع کودکان رسیده بر سره یکبارگی معلم را دعا و سلام گفته وداع
 میشدند از او از و عار ایشان پیر دستگیر حاضر میشدند و معلم را سلام کرده میرفتند
 چون عمر ایشان به ده سالگی رسید یک خادم بنیک خدمت میداد و چون سال
 در مقام لکنو آمده بود که در معرفت کمال نسبتی داشت چون پیر دستگیر بعضی
 تعلیق کرد چون به دوازده سالگی رسید قطب شد و قطب ایشان را حضرت شاه
 اظهار کرد و او را انجمن بود که قاضی شهاب کن مقام جیلای کرده و با مادر
 بعضی سجای قاضی شهاب قاضی محمود کنتوری میگویند مرید شاه در بود و شاه
 قاضی شهاب مرگالاش میگویند نسبت ملاقات بر خود روان شدند چون
 بمقام لکنو رسیدند که کنعلائی برای حاجات پیش ایشان آمدند ملاقات

کرده و قاضی شهاب گفتند که سن علامات پرچم و میرود حاجتهای برکبش
 پرچم نوشته میگردد تا به جوانان بپایان کرده و قاضی شهاب پیش حضرت
 شاه مدار رسیدند و در اقامت نمود و وقت رخصت عرض برکب را
 که بر کاغذ نوشته بودند گذرانیدند حضرت شاه مدار فرمودند قاضی شهاب شما
 خبر نیست که این ولایت حواله شیخ میباشند است این مردم را بگویند که رجوع
 بشیخ میباشند قاضی شهاب گفتند که شیخ میباشند که امیر هستند حضرت شاه مدار
 فرمودند که چشم شما جز بر مرغ گرفته است چو که در میان قاضی شهاب اکثر خود
 بوده است حضرت شاه مدار این حکایت فرمودند و گفتند که ایشان خود سال
 عمر ایشان دوازده ساله است و علیه ایشان بیان کردند فرمودند که ایشان
 قطب هستند و معلوم دارند که این ولایت حواله من شده است اما مردم
 اینجای خبر نیست شما بروید و جمله مردم را خبر کنید که حاجتمندان پیش ایشان
 بروند شما هم برای ملاقات برو و از من دعا و سلام رسانید و یک مصلحت دادند
 که این بدید من بشیخ میباشند که از اندام حضرت شاه مدح الدین است و لقب شاه مدار
 ایشان ادبی بودند و شاه مدار از سادات حسینی بودند از اصل سمر
 نام پدر ایشان ابو اسحاق شامی و نام مادرش بی بی سید او جد زین العابدین
 حسینی ابن موسی کاظم ابن امام جعفر صادق ابن محمد باقر ابن زین العابدین
 این امام حسین ششصدان کربلا رمی الله عنهم بعضی شیخ ایشان حسین

خوشه انشا به برع الدین و جو جازمن الشیخ محمد املاکلی و سوارمن خواهر طبعی
 انشامی و سوارمن الویکر صدیق و سوارمن ماتم البعین و بعضی از شیخ
 عبد الملکی الشیخ ابرع المقدس و سوارمن شیخ حسین العین انشامی و سوارمن
 املاکلی الغالب علی ابن ابیطالب و املاکلی علم و تاریخ فوت ساکن هشت
 که هشت صد و سی و هشت سال بود از عمر من چون قاضی شهاب مقام
 رسیدند ما جمعی از جمعی شهاب گفتند که پیرا چنین فرمود
 که این ولایت حواله شیخ میباشید است و ایشان قلمبستند شهادت
 رجوع ایشان نمائید انگاه قاضی شهاب با جمعی از جمعی شهاب
 آمدند ملاقات کردند و عا و سلام شاه مامعلا اندر آمدند و سفارش نمود
 ما جمعی از جمعی کردند و بارگشتند ما جمعی از جمعی و التماس
 کرد که بر من مرخص است بر دستگیردات و کاخذ طلبیدند بر ما جمعی
 دعا و توبه عطا فرمودند و از مردم که تحت عزم من بر خود کرده بودند
 استاده ماند حضرت مخدوم سیر فرودند بعد از دیری سرالا کردند و باو
 فرمودند که بایستد و صبر کن که بر چند شفا و نور درگاه حق تعالی خواهم
 سودی نکرد خطاب رسید که عمر او همین قدر بود این سوره خوانند
 تویی بیت اکاس جتنا جورون با جری چند سحر من کی اس فی
 سحر من و در جیایی حاصل معنی املاکلی رسن گشت زبانه بیست و

که دوست و شمنی الیحت و دوستی شکست محسن کار حضرت ایشان را در
زیاده میشد بعد از آن در خدمت بندگی محمد و شیخ سارنگ رفتند و مرید
شدند و سالها خدمت کردند نقل است که وقتی محمد و شیخ سارنگ سر دستگیر
بخت مهمی در شهر فرستادند آن مهم را به صلاح آورد و بارگشتند پیش بندگی
محمد و مرید محمد دوم رسیدند که در آن شهر مردی بود عارف و اهل اخلاص بود
گفت نه بندگی محمد و مرید فرمودند در شهری که بر دیدار بجا در و سیست او را
می باید دید و آنکه این خوانند و همه شهر برزخوایان ششم خیال مایه
چشم که چشم بد خویش بکس نکشایند بندگی محمد و مرید سستگیر اخلاص عطا
فرمودند که در مقام خود بروید حق مشغول باشید نقل است که در سرب
و سستگیر قطب الدین و و سستگیر شمس احمد و محمد و شیخ محمد المحدث
شیخ میا و سستگیر حضور را ندید حضور را که قریب نشود بنان با قدرت
از حبه باز و دشمن نفس از شهوات و شیخ احمد را و پس شدند کی شیخ قطب الدین
دوم شیخ شریف قطب الدین را بر و سستگیر سرب خوانده بود و در آخر حلیفه و جانشین خود
ساختند الحال سرب می شیخ قطب الدین اند که خادمی استانه ایشان
میلست نقل است که بر و سستگیر را در وقت و خلافت به بندگی سلطان
العارضین شیخ سارنگ بوده است و همیشه در طبیعت بر خود و در حرکات
و ملکات می بود و در جزه جزه خویش بدگری اصطلاحاً توجه ندانند میفرمودند

مسفر شود و ندکه مرید اگر در حالت حیوة پیر به گیری و را با جمیع اولیای او چه کند
 بهره نبرد و او چه و پیر او و گیری محبت تدریج و تلاوت قبول کرد و با نیز نبود
 سر حد که محبت و رابطه دل با پیر بسیار و در قری نزدیک باشد و نشود در میان و مشتاقا
 که پیر و مستگیر قدس سره و در راه خدا بدیدند خارج در طاعت بشیرت است
 خزانة الهی دست ندید نقل است که پیر و مستگیر و شیخ و زستان که گفتن
 بر کمال بودی اگر گاهی خواب غلبه کردی گاهی بودی که پیر این از آب سرد
 تر کرده و ششیدی و در محنت خانه بندگی مخدوم شیخ قوام الدین نشستی تا و از
 بر طاعت برسدی سردی بر کمال اثر میکردی خواب دفع میشدی گاه بود
 که گاه را بابت تر کردی بر سر محلق میشدستی گاه بودی سنگین تر اگر دیگر کرد
 و می نشستی تمام شب در عبادت خدای مشغول می بودند ما چون خواب غلبه
 میکرد بران سنگین تر می غلبیدند معلوم است که بر سنگین تر چه خواب خواب بود
 و چه استراحت خواند نمود گاه بودی که بر سر دیوار بلند می نشسته بخوف امان
 از دیوار خواب نمی آمد شب تمام در ذکر خدا میگذشت یعنی اوقات چون آب
 گرم میکردند و گاه نفس از گرمی آتش مقداری راحت گرفت و سوی و خنود
 شبانته مقداری کاهلی کرد و یا در خطر گذشت که مقداری در ناک کرده و خنود
 بکنیم فی الحال بر می خواستند آب گرم را همچنان گذاشته بآب سرد و خوب
 غسل میکردند شیخ و در نماز غلغله می بودند معلوم می آید که واجب میشد

نطفن جوین پوشیده دوازده کرده سر سر حوس پیاده میزنند
 مردان بسعی رنج بجای رسیده اند تو محرم کجاستی از نفس بروری
 نقل است که قلیب العالم شیخ سعدی سر سر مودند که طعام عرس
 سر دستگیر که روانه حرج میکنند از برای خلق زیرا که نخست نسبت کنند
 و اگر نه مرا از سر دستگیر شرم می آید که سرگزیر دستگیر را از آن طعام نخورده اند
 نقل است که سر دستگیر از طعام حرج باشد تنفر تو دانا گاهی بوی روغن
 یا چرخ بگرد و ناغ می رسیدی تحمل نمی آورند مسکرمی بنده اشقت
 نقل است که سر دستگیر اربعیات بسیار کرده بودند اما شهرت نبود صایم و مشغول
 بودی سبب ملاقات این گمان بیرون می آمدند در خالقاء مقداری در مانده
 میکردند باز در حرج می رفتند مشغول میشدند بعضی اوقات ناگاه شبی و نه روز
 گذشته بودی که برادری معتقدی آبی پس خوزه طلبیده عالم استرود استند
 نمیگفتند که من صایم بدانچه خوش می بودی میکردند باز از سر نیت آری
 میکردند مقصود ازین تفرس با تمام لربعدین مغرور نشود و اینده سر اور
 مومن مکرر شود نقل است که سر دستگیر امضاء بوده است محرد که از خواب
 بیدار میشدند فی الحال نیم میکردند ناگاه در استغداد و منومی شدند
 اصل خلقت آدم از آب خاک است و بدین سر دوایش میشود فردی
 نیز بجای عظیم است که بفضل و کرم خداوند تعالی بخش آخرت هم ازین برود

هر دو گشته شود نقل است که پسر دستگیر را اگر مرد و صوفی بودی بعد یک وقت
بر میاستند و وضو جدید میکردند و دو گانه ادا میکردند و میفرمودند وضو تازه
قنات ظاهر و ظلمات را دور میکنند و تازه بدل میکردند که شیطان چون
حسین می بیند در کاشش می افتد تا آنکه این آب در او نهد می باشد ثواب
وضو بنام آنکس ثبت میکردند نقل است که طلب العالم منهد و مخرج
سعد میفرمودند که تا بست سال در خدمت پسر دستگیر قدس سره بود و هر چه
وقتی بای استاده کرده بای پسر از کرده شسته ندیدیم همیشه استقبال قبل
بر تبه نماز شسته می بودند هیچ وقتی ندیدیم که چیزی طلبیده بخوردند یا نماز
پس خودش بکنند یا جامه خوب بهوای خویش بدوزانند یا بگویند اس جامه
نیکو نیست یا بر غیاط بگویند چرا چنین دوخته آوردی و این جامه چه کرد
میفرمودند صوفی بهوای آب طعام بخورد و یا جامه پوشد کلاه و حللشان
صوفی نباشد راه زن دین مصطفی صلی الله علیه و سلم و نقل است هیچ وقتی
کفش خیر حایب نداشتند و بکشیده اند نقل است پسر دستگیر میفرمودند اگر
کسی طعام یا آب بر وضو بخورد شیطان بادی شرکاء میشود و طهارت باطن
و سلامی شعیبه چگونه بود پسر دستگیر را معیار بوده است چون منجمان
طعامی بخوردند اگر چه با وضو می بودند وضو جدید میکردند میفرمودند طعامی که
با وضو خورده میشود آن طعام در دل به تسبیح مشغول میشود و آن طعام در

منور و روشن گردانند و در عبادت کاملی بنیاد چون از طعام فارغ میشدند
 باز وضو میکردند و میفرمودند وضوی که بعد از فراغ طعام کرده شود آن وضو اگر گران
 مانع اید نوری بر نوری بدید آید بر دستگیر امعاء بوده است که بی وضو هیچ
 وقتی تکلم نکرده اند و وضو کاهی خواب نکرده اند میفرمودند که مصطفی صلعم گفت
 هر که با وضو بخسید بر او بر وی خرشته تجسد پس بیدار نشود آن بنده ساعتی از خواب
 که از آن خرشته و عاکنه و گوید بار خدا یا یا مرز این بنده را که با وضو خفته است
 پیر دستگیر چون در خواب میشدند از بملوی خواب بیدار میشدند وضو بملوی ^{دوم}
 نمی رفتند سر میچسبستند وضو میکردند بعد از ای دو گانه خوانند که مشغول میشدند
 خواه باز بخواب می رفتند بر دستگیر میفرمودند چنانچه که قرآن و ایمان و اسلام
 نوری دارند وضو نیز نوری دارد و خلقت که بر دستگیر میفرمودند که از بار بسیار گذارد
 در روز به شمار داشتن و تلاوت قرآن کردن بر کس نتواند اما حاصل کردن
 در محبت که اهل این راه است اندازه بر کس نیست و این بیت میفرمودند
 س که مار نه مرید در خوان می باید نه را مد حافظ قرآن می باید صاحب
 در دی سوخته جان می باید آتش زده بجانان می باید این شتوی ^{بخوانند}
 در سینه بود در دارم شد ملک درین دیار دارم نه ای در درو سینه بردن
 ز نهار که با تو کار دارم نه بر دستگیر میفرمودند که مولانا محمد بهادری که در شمشیر
 و عزت در خیر سترگی محمد دوم شمس الدین سالک بسیار شیخی مشغول بود و نمی

روزی عیادت ازل در رسید همه را ترک افتاد و راه طاعت اختیار کرد و پند
 و پیرایه زنانه پوشید یک خمار سیاه و یک خماره فعل کرده پیش بندگی
 شیخ سید ذرا نوبت زد و نشست گفت مولانا نظام الدین از تو انتظار شود
 که من کرده ام همیشه بر سجاده کبر و نهانچه رخنه نشسته می مانی و خود را از
 سالکان و طالبان و عباد و قان منجوانی بندگی شیخ سادگت بودند تا آنکه مولانا
 عمده دوسه بار طرار کرد و گفت مولانا چرا جواب محبت می بند شیخ فرمودند
 کاری که تو کرده است سهل است کار پیوه زمان و خسان است اما کار مردان خدا
 کاری دیگر است مولانا عمده تعجب نمود گفت آن کار صفت بندگی شیخ فرمودند
 که کار مردان خدا آنست که همیشه در دو عشق خدای سوزند با سببان دل
 باشند تا خطر دل را دورند و پیر و مستگیر فرمودند که وقتی بنده شیخ
 الاسلام شیخ نظام الدین قدس سره در ویشی باید ذکر بندگی کردن گفت
 آن بزرگوار کشف چنین دارد و کرامت چنین دارد بندگی شیخ فرمودند و ارد
 یعنی عشق در اصطلاح صوفیان عشق را آن گویند شیخ الاسلام شیخ امیر الدین
 میفرمودند چون محبت شد همه شد خاندان مایه و چیز است یکی محبت دوم
 اتفاق فردی بر رسید محبت پنجم حاصل میشود فرمودند عنایت خدای گفت
 بخیری دیگریم فرمودند احسان هم عرض داشت کرد که دومی نباشد که بخواند که آن محبت
 خدای روزی نشود فرمودند بعد از نارد دیگر پنج بار سوره نیا صی سوره هم هر که

بخواند سیر محبت حقیقی کرد و فرمود و ند که از شرح الاسلام شرح لطیف الدین مشنیده
 هر که بعد سبغات عشرت باین دعا بخواند اللهم ازرقنی محباً لک و امتی
 محباً لک و احشرنی تحت اقدام احبابک و بعد و گاه تجبت هم این دعا بخواند حقیقاً
 ویرانجبت خویش بگیرد و اندر فرمود و ند که مردم را از جمیع خویش جدا می نماید
 و الهامی علی السدس اندرین راه که توان کنی شایع و جان و زبان کنی و بدانکه
 ای عزیز سالکان میان محبت و عشق فرقی گفته اند عشق نهایت محبت
 گویند و نهایت محبت موافقت است بعد میل است بعد هوانست
 بعد مودت است بعد مواصلت است بعد خلقت بعد محبت بعد شفقت
 بعد غم بعد ول بعد عشق بیان این در یک در شرح رساله مکیه قطب العالم
 واضح است اگر حواشی در باب نقلت که حضرت پیر و سکر منیر مودد که عشق از
 عشقه گرفته اند و عشقه گدای است که برین سر درخت که پیچیده آن درخت
 خشک کند و خود تر و تازه باشد عشق بر سر ترشی که در آمد غیر محبوب خشک و محو
 که اندر آن تن را ضعیف و نحیف کرد و اندر دل در روح را شور مسور کرد و اند
 نقلت پیر و سکر منیر مودد عشق و محبت نه امثل این توفیقات
 که از شریعت خارج اند بخیر احسانت او روی نماید و بجز توفیق وی نکشاید
 پیر و سکر که در وقت غایبی شهاب شد لشکر او شاه بودند بسبب قضا حاکم
 طرف محاربه آن شدند و گاه که از ایشان در راه طرب آباد افتاد از خمیه

از خیمه فاخته اوار گردیدند متاعل شدند که طرب آباد کرد چه
 مناسبست و در طاقت نماید از سبب فرود آمدند استاد زبانی تامل
 بخوف خلق و کمان بدرون در آمدن نتوانستند چون بسیار شدند
 درون خیمه درآمدند و دیدند که تنها فاخته بمیکرید فاخته چون مخدوم را
 بدید گفت ای عزیز باز گردان کس ایام حسن دارد و مخدوم رستم و علی
 که آمده بود باز گردانیدم تو نیز باز گردانیدم گفت نمی بینی که مردی حسن
 و کسوت صلی دارم طریق عرفان ندارم برسد موجب آمدن تو چیست
 گفت که گریه تو ما را آورد دست موجب گریه تو چیست هیچ جواب نداد
 مخدوم چون بسیار عجز و الحاح نمودند گفت ای عزیز امروز در خاطر من
 گذشته است که مرا فاخته بگوید میر محمد و سلیم را باید که خدای مهربان
 این نام فردای قیامت عذاب کند مخدوم گفت نام چه باشد از تو نقل
 صادر نشود گفت بخود باید بنام هر چه که می آید چنانچه بر تو عذری بودم
 بر او نیز عذری پیش می آیم دینوی حیل میکنم باز میگردانم مخدوم
 گفت ای ولی مرا بستی مالکتر گفت شخصی ملوک میگفتن فرموده او بجا
 می آید تمام روز در مصلا نشسته در عبادت خدای مشغول می باشم چون
 شام میشود در وان میشوم چهار چیل درم که مودد با بر من بر من مطالبه میکنند
 گردانیده است از مصلا می آیم و اشرا می گیرم و در خوشی امید هم

باز خودم هر سپید نذر در شب حرفی می آید مولا نام ترا می سپارد و چه میکنی
 گفت میخیز که در خانه میروم تب محرق بر صعبی می آید که خبر از جهان
 و جان نیماند نقلست که هر دستگیر میفرمود که برین طایفه کسی علمی کند یا دزد
 کالای برود و عابد بخوبید اگر گوید تو کل باطل شود و پاک چون دزدی مال او
 بیرون باکم شود خوشحال شود غمناک نکرد و اگر تواند نمکود که در آن خیرست
 بوده است انگاه وی برده است یا کم شده است که در آن خیرست و در حیا
 تصور کند وقتی مریدی آبی به پر دستگیر آورد شبی دزدان آمدند
 آن سبب آوردند چون دزدان خبر یافتند که سبب پر دستگیر است
 پیغام فرستادند چری بدید پر دستگیر فرمود و نذر اوست خدای مهربان
 رفته بود که سبب دزدان به میرند خیرست هم در آن است حال داده
 آوردن حلاوت این راه باشد از سبب باز اندیم نفرو شدید و بخیرید
 شمارا بخشیدم نقلست که حاضر می بخش پر دستگیر عرض کرد که قال السری
 سقطی رحمه علیه النبوت ان لا منی و منک و قال الجلبی رحمه علیه
 النبوت ان منی و بینک میان قولین بطایر ضد هم نهاد پر دستگیر فرمود
 ضد نسبت زیرا که سر می سقطی و در حق مبتدی فرموده است که مبتدی را
 که هیچ ساعتی گناه را فرمودش کند با دخل عجب و عبادت و اطاعت
 نشود شمع چند در حق منتهی کامل فرموده است تا یکی را چون حق جان و تقا

نقالی بکرم خویش مقام انتهای مساند و سیرا شاید که گناه و امورش کند
 و الحصار فی حاله الوفا و حقا فقلت روری ذکر ادب افاد و برد سنگیر
 فرمودند که مردمان در نفس ادب سر کرده اند یکی اهل دنیا که بیشتر اوقات
 در مصاحبت و بدرفتاری با کردن عملا و جبر او سر می زنند ایشان همین
 بر کرا این حضایل شود و سیرالی ادب گویند زنی کلمه گناهانی که همه برین آید
 نمایند محبت بر ادب اهل شریعت دین اهل خصوص نکند کنند و هم کرده مال
 و دین اند که ادب ایشان با تحصیل علوم سر راست نفس و ادب کردن عوارض
 پاک و آید در طبعها حصار و نگار اشتق حداد و ترک شهوتها و در بودن از
 شبهات و شتافتن بسوی خیراتها سوم کرده اهل خصوص اند که ادب
 ایشان در نگار اشتق و لهاست که همیشه با سبانی دل کند و نماید اشتق
 سر راست اند که حدایتعالی بادی سر با بودا و انرا با اختیار نگار از دین
 اسرار گردد و در سر کردن طلسم و باطن سر و عانیه با تقان در نیاید
 و این کاری بس مشکل است نه بینی بعضی اهل سلوک چون ارد و در کردن صفت
 تقان عاقر شده اند زار و در میان بسته اند و گفته اند اگر مسلمان نباشم
 باری منافق هم نباشم فقلت اگر مطلب عالم که پرسیدم بر سر کفر فرمود
 که علماء و مجتهد در جهان بسیار بودند موجب صیبت جواب فرمودند
 مردی بر رسول صلی الله علیه و سلم آمد گفت من خواب دیده ام مصطفی

صلی الله علیه وسلم رسید که چه خواب دیده بود آن مرد گفت دیدم خیمه در میان دو زمین
 و زمین و آن خیمه را هر چهار طرف طناب زده است و آن هر چهار طناب چهار
 مرد نگه دارند گفت رسول صلعم آن خیمه که دیدی دین اسلام است و چهار طناب
 که دیدی ایشان مردمانی اند بعد من ظاهر شوند که ایشان صاحب مذکور
 باشند نقلست سر دستگیر میفرمودند که وقتی موسی عزم مناجات
 کرد و گفت الهی طاعت بفرمای که در آن مشقت و رنج باشد فرمان شد
 که بگو لا اله الا الله موسی چند ترا بار بگفت پس مناجات کرد الهی
 طاعتی خواهم که در آن لحوق رنج و مشقتی باشد درین کلمه مرا راحت
 نشانی آفرم فرمان رسید ای موسی رنج و مشقت این کلمه از فرعون
 پرس ما بر تو آسان گردانند علم و دل ترا صاف پاک کرده ام نگاه ترا
 گفتن این کلمه آسان میباشد نقلست که سر دستگیر میفرمودند ما واحد و یس
 قهار و احد و در معخانه را گویند که بچکان دل کل فارکس از ته مصلحتی صلعم
 فرمود الدنیا حشر الشیطان فمن سکر فیها لا یصحوا الا بذیاب و نیز گفت
 الدنیا سجنه و طالبها کلاب و ثم کللاب من وقف علیها نقلست
 سر دستگیر میفرمودند که عشق حج آمدنی است او دنی نیز نیاید شد آمدنی
 آن باشد که بی اختیار کس بنده حق سجانه و قلع بنده را عاشق
 بتلاش خویش گرداند جزیه خویش اوزی گرداند و او دنی آن باشد

باشد که اختیار یک محبت را حاصل کند و آن است که خانه دل
 نیست منتظر نشیند و هر خانه سرد است که شاه سحرگاه بیدار گشت که
 بر دستگیر نمود که طعام حلال دیگر است و طعام پاک دیگر است و این
 حکایت فرمودند که در روزی بزرگوار که پادشاه بخت بردند چون طعام
 فرار شدند بزرگوار چندانی از استن کشید و خوردن گرفت پادشاه گفت
 طعام از چه حلال ساختیم بخورد بزرگوار گفت و الله اعلم ارحم به حلال خواهد بود
 اما مالک نخواهد بود که دلم این فتوی میدهد پادشاه باز بر غوغا مسلط
 آغاز کرد چندین میگویم طعام حلال است طعام را چه نمیخوریم در خوردن
 طعام من ایمان نخواهد آن بزرگوار گفت ایمان خواهد رفت چه حلاوت ایمان
 خواهد رفت قلست سردستگیر نمود در ویش باید که از سخن احتراز
 کند و این حکایت فرمود که بزرگوار خواست تا یکی غرقه خلافت میباید
 و در مقام دعوت و ارشاد نصب کند چند بزرگوار را جمع کرد تا بحضور ایشان
 صرف پوشانیده نشاند موار کرم بود و افتاب را تابش بود از زبان وی
 بیرون آمد که چه افتاب سخت گرم میشود و بزرگان که جمع شده بودند بر همه
 برخاستند و گفتند که این لایق این کار نیست که سخنی لغو و بیفایده
 گفت درین گفتار هیچ نفع نبود و سر مردم که امیر المؤمنین ابابکر صدیق
 رضی الله عنه معاد دشت که در دهن مبارک خویش سنگی میداشت

پنج وقتی بیرون نمی آورد دیگر بوقت طعام خوردن با نماز گذاردن
 و نماز گرفتن این از بران بود اما از لایحی باز ماند نقلت سید سکر
 بعد کمال دادن مریدان را فرمودند به آنچه خدا تعالی در سوره خدا امر کرده
 کنید و آنچه نمی کرده است کنید غسل روز جمعه و جماعه و ایام هفت و چهار
 و ده گاه او این را تخصیص کرده فرمودند نقلت سید سکر چون
 در میان این استخفاف بود قضا و معود او علی جنوب می شد و این
 در سره اوست بیعت سب کسی بود که امر بهجی نقلت که سید سکر
 در نوایک لکن که تصنیف ایشان است آورده اند که خواجہ معین الدین
 قدس سره فرمودند و تنبیه من در خدمت شیخ یوسف چشتی حاضرادم حکایت
 ایام میرفت درین میان مردی بیاید بر بیت بیت سر در قدم خواجہ
 آورد و فرمان شد نشین نشست گفت من آمده ام تا بخدمت خواجہ برید
 شوم خواجہ در وقت خود بودند فرمود یکی گفتی که برید یکسرم گفت فرمان
 فرمود چنانچه تو کلام لا اله الا الله محمد رسول الله بگوئی اگر یکبار از زبان
 چشتی رسول الله ترا میرید چو آن را سخا بود بر خود گفت لا اله الا
 الله چشتی رسول خواجہ او را دست داد به بیعت مشرف گردانید خلعت
 و عصا و در بر کرد بعد از آن او را گفت بشو این که گفتیم که تو کلام بدین
 روح بگوئی من گفتم و من کلام می شنیدم بینه محمد رسول الله کلام بیان

به نیست اما برای کمالیت حال ترا میگویم و ترا از نمودم که درین اعتقاد
 با صبیق داری که بمن آمده مرید شدن میخواستی چون دیدم که داری
 پس مرید من را بسخ می ماید که خدمت بر نماند و من اعتقاد ترا
 به امتحان میکردم نفیست که بر دستگیر در وقت کرده میانه روز نشسته
 بودند کما که سجده کردن گرفتند باریان و صاحبان که بودند زبان منع
 کشودند که وقت کرده سجده منع است بندگی پرستگیر از غایت شوق
 برده دست بر میان بودند نگاه کردند فرمودند عزیزان برای خدا باز
 اند چیزی مگوئید معشوق در نظر آمده است طاقت آوردن نمی توانم
 بعد و پرستگیر این دوسر فرمودند ^{ساعت} چه حدی حب آئی ریت
 که ریت نیکو پس جای نفیست پرستگیر فرمود که ذکر کردن خدا تعالی
 ماصفای لطف فراموش میکرد اندیشه را از تلخی بلاد و این حکایت فرمود
 که روزی شیخ کلیدت بخاری بر خادم گفت نظر کن در تمام اندام من
 محال که اینجا کرم نیست در زبان خافم گفت اری همه جا کرم دیده میشود
 که زبان گفت کلب هم چنین است که در در و نه همه جا کرم است که در دل
 و زبان را برای ذکر و شکر داشته دل را برای حضور و فکر که سخنی این
 هیچ چیزی می باشد چندی گوید که کمالیت محذوم شده از سواد و اندو
 یادیه افتاد شبی اصحاب چند غلتند و کرد و لو استاده شدند و گوش

دیشته که چنین حالت تا حدی چه میگوید شنیدند که میگفت سحری کلیت سحری
 محذوم و اکل بعد فاته فاین جرئت در من میدان سلا نامعلوم شود که در آن
 محبت مبارک است اوست با من آورده اند که مشاود و بنوری بر من شد
 و بنیاست و گشت پرسید که رحمت چگونه می یابی گفتند رحمت را برسد
 که او ما را جلوه می نماید گفتند حال تو چیست گفتی سال است که دل باکم
 کرده ام از سحر رحمت و از حال دل چه می پرسید نقلت بر دستگیر فرمود
 مردی به بر خورش گفت ای بزرگوار من خلیفم که بر وجه اغیار و برین خانه ام
 و زمانی در تماشای آن طایفه بگیم آن بر گفت اگر باز از اینجا بیرون نیاید
 با نجا بگذارد چینی حکایت بر دستگیر حکلی که رشته معروف و مشهور است
 و الله اعلم جز مصطفی صلعم بالا تر دیگری نادر خواهد بود و روزی حمام حست
 و شام همان پیش بر دستگیر پدید آمده باز برگشیدند و بدست وی آوردند
 که راه گرفته حمام مذکور بدو دید برای انقاد روان شد نقلت بر دستگیر
 شخصی چند خیار آورد که بر دستگیر چشمه بسیار تلخ بود او را خوردند
 بهمنین همه را چشمه تلخ بود و بخاطر آن نذرند مردم را عجب آمد که
 بر زن جنین عادت نمود آخر چنان معلوم شد که برای نگاشته آینه خیار
 بود که میباید آنخی آنها کس ظاهر کنند دل او از زده شود نقلت بر دستگیر
 فرمودند که در روضه بندگی شیخ قوام الدین میمانم اضطرابی به خود داشتم

بیست و ششم یعنی اوقات بعدی که مسافران فرود آمدند طعام اندک بودی
 پیش می آوردیم بیانه صلاح چراغ بر می داشتیم چراغ سرد میکردیم در
 تاریکی بخوردن طعام مشغول میکردیم من نیز دست می انداختم اما نمی خوردم
 تا ایشان سیر شوند من بچنان که رسیده باندنم روزی چند فقیر مهمان در
 روضه محترم فرود آمدند والد در حیات بودند رفتم عرض کردم که مهمان
 رسیدند چیزی طعام برای ایشان می باید والد گفته خواهد بود بروید
 در قفس تن رفتم دیدم آردی اندک غیر مسکیر و ندیدم آرد انقدر ^{معمول}
 حدین در ناکس چه بود والد فرمودند آرد همین قدر موجود بود دیگر نبود
 خواهر را گمان همه سوار بودند بر ایشان قفل کردم تا آنکه در خواب شدند
 بعد از خواب گریه می کردند اگر بخور ایشان خبر میکردم و می بستم ایشان متدارقوت
 می بردند مهمان را بدان طعام اندک کفایت بخشید در ناکس بختی این یعنی
 چون طعام موجود شد آوردیم مهمان را خوراندیم اما بسیار بیگان
 خاطر محزون گشتند سر دستگیر بار منفرد بودند درین وقت که بر من چراغ
 ظاهر گشته است و گمان دارم که صدقه آن شبست و این روشنای
 از دولت خدمت والد است تقابلت سر دستگیر منفرد و بزرگ
 از خراسان بشام رسید بر رسید عالمی متقی نیست که زیارت کیم سنخ
 سعد الدین مفسران شن دادند چون پیش پدر او آمد دید که سرگین

آب سبکزدند باز نشست گفت چگونه عالمی متعلق است که این پلیدی بر دوش خود
 روا دارد آن الصدیق المظہرین از طلب العالم مخدوم شیخ سعد قدس سره
 روزی از پیر دستگیر و داع شدیم سبب ما یوسس والیدین و ملاقات او باز در وطن
 خود قصد او نام میرفتیم نام شکل بود ناگاد و سبب قصد موافق رسیدیم بسیار
 با محبت تمام سبیل داشت آب سوار بودیم خود خسته گم گزدار شوم چند تنی
 رفته بودیم که از آب سببم عرق شدن گرفتیم پیر دستگیر اما در دم و شیخ
 ادره هم پیر دستگیر حاضر دیدیم را آن مارا گرفته تا لای آب انداخته مصاحبان
 دیگر که ایشان نمیشناختند میدادند اگر گرفته روان شدند هم از طلب العالم
 نقلت که این فقیر در ماه مبارک رمضان تب فزون داشت چند روز خانه
 کشیدم تب غالب بود در میزدیم ماه نذر که در حالت سخت و دشوار بود نه در میان
 نه در بالای قرار بود ناگه شب پیر دستگیر را حالت دشواری گفته فرستادم
 پیر دستگیر در خرج طعام و عیش و شرب نصیر الدین مشغول بودند از حلقی چند تا
 مقدار یکایا سیر مار و غن و شکر بسیار و تر کرده آمده بودند از جمله آن نانها
 بکشان گرفته بر من فرستادند که این را کل بخورید چیزی نگذارید مرا چند فاقه
 گذاشته بودند اصلا رغبت بطعام نبود اما بر حکم زبان و حسن اعتقاد
 تا دیرری قصد کرده بخوردم همان که مرتب کرده بخوردم در آن حالت
 خواب نیامد در خواب بودم که پیر دستگیر سماع شروع کرد و ندیدار شدم دیدم

«یوم کاتب اصلا نمانده است بر خاستم و ضو کر دهم در مجلس سماع حاضر
 شدم صوفیان سمع شنیدند من البتة ما ندیم قوالان این بیت
 شروع کردند و رقص تکلیف استرسا و جهود استرسا و جهود را رخ
 بتوبه دین مراذوقی شد بر خاستم سماع شنیدن گرفتم تا چون دسری
 بنشستم تر و سنگبر ضعیف طالی آوردند مرا گرفته درون حجره خود
 بردند فرار گواهند بعد فرایح سماع و ستار سیاه از سر مبارک خود بمن عطا
 فرمودند فلست ببر و سنگبر مغرور دند که بدالان چون خواهند که یکی در
 میان خویش در آید برای تصفیه دل از غم و انباشت اس کرده بدیند و بخور
 و این اثری ظاهر و مایه و میان ایشان موازنه چند درم سنگی چربی و طریق
 آب میباشند این حد را است سبیدیم بند و سرخ و در دو سیاه هم اما
 سیاسی روشن خوش منتظران جز در دوی این چنین که هیچ خوشبوی بود
 نرسد و در کام او عداوتی در چربی کم باشد دل را از آن فرقتی که حدی
 اندازه نیست از ایشان پرسیدند که این چیست و از کجاست گفتند
 «یوم سی اسر ایل در خفی تربت طاعت باشد این باران درخت است
 فلست بخور و بر تنویش و در دشت بسیار کمالی ملاک باشد روز
 پنجده است بر و سنگبر آمده حالات خود عرض کرد و نمودند که بر در و عمل گاو
 بخور چند روز و عن گاو بخور و فرصت تمام شد فلست در کتب سوم

سینه اربع و ثمانین و ثمانه بود ذکر حضرت مخدوم قلیب العالم شرح سینه
 قدس سره جد کلان ایشان از روم بپند وستان آمده بودند قاضی قدس
 نام داشتند با و شاه وقت ایشانرا خطه داده جایگزین داده بودند و
 ایشان در همان شهر است جمعی کنیزمراه ایشان آمده بودند اکثر علما و دانشمندان
 بلکه بسیار راه و غلام دانشمندان بودند می آردند که دانشمندی مسئله مشکل
 شده و بود که هیچ کس حل آن نمیشد در خانه قاضی مذکور آمده قاضی اندرون
 بودند کنیزکی در خانه را جاروب میداد دانشمند ظاهر گفت که برو قاضی را
 خبر کن کنیز که پرسید که برای چه آمده اید و او گفت که توجیه دانی سرو خبر کن
 چون یاد ایشان یکدیگر کلمات شد دانشمندان کنیز که مقصود خود
 آن فی الحال مسئله را جواب داد و گفت این چه چیز است قاضی متوجه
 پرسید من جواب ترا بستم دانشمند خاطر ایشان ساخت
 و دانشمند متحیر و حیران شد بخانه خود بازگشت در رنده وستان اولاد
 قاضی بسیار شد و الحال است و طب العالم در شرح رساله ملکیه تبریزی
 چنین عبارت آورده اند که اکثر شجره اولاد قاضی قدس که من یکی از اولاد
 قاضی مذکور نور احمد مرقد به بینی بدانی که عین صورت لوح محفوظ است
 و تفصیل اولاد انبست قاضی قدس سه پسر بودند قاضی موفق که
 که در قصبه انام متولن شده و قاضی اعز الدین ساکن رسول شدند

رسولی شدند فاضلی نظام الدین ساکن سرسند شدند بعد
 فاضلی موفق را چهار پسر شدند فاضلی علاء الدین فاضلی نصیر الدین
 فاضلی تاج الدین فاضلی زین الدین و نسبت قطب العالم فاضلی
 موفق میرسد قطب العالم محمد دوم شیخ سعدین فاضلی بدین بن شیخ
 بن محمد بن مسعود بن زین الدین بن موفق بن قدوه بن داود شاه
 بن مبارک شاه بن علامرگز شاه بن عمر شاه بن فرود شاه بن سلیمان شاه
 بن یسود شاه بن یعقوب ^{شعوب محمد} بن محمد میرسد حضرت قطب العالم علامرگز
 بر کمال دانش و شجاعت و بیایه اجتهاد رسیده بودند و تصانیف بسیار در
 ادب و انبیا شرح حواشی کافیه شرح حواشی صباغ و شرح انوار الباری
 عرب کر نام او تحفه المجد و است که با کسم برادر زاده خود سراج الاسلام
 شیخ شیخ محمود که حالش بن قطب العالم بودند ساخته و در دیار
 این رساله نام خود چنین مرقوم فرمودند صمصام عماد الدین القوی
 العالی سعد بن کرم المعروف فاضلی بدین البکلی المعروف
 در بعضی جا سعد الدین بدین هم نوشته و شرح رساله بکبه که جامع
 همه علمهاست و رساله اجابت سماع و غیره و ارادت و خلافت
 بندگی پر و دستگیر بندگی شیخ میافندس سره دارند و همیشه در اتباع
 پر و دستگیر قولا و معلا و مودت و سرکار متابعت پر و صلیق و اصلا

بود کوی دولت دارین همون را بود لغت گزیدنی قطب العالم
 در حال آه بر خاسته متوجه جایی شدند گفتش حاضر نبود شخصی
 بای افزایش خود پیش نهاد قطب العالم پوشیده و در قدم روان
 شدند فی الحال از بای کشیده بر نهادند فرمودند که این حلال است
 که بر ما سرگز بای افزایش پوشید و استاد قطب العالم در عالم ظاهر و
 بدر تعلیمات فاضلی سبعین شیخ مرتضی برادرزاده استاد الامه متخف
 بن علام بود و بیست و نه سال علم تحصیل فرمود و زنجیره وطن خود که قصد انعام
 بود گذرشته در لکنو بیست سال در خدمت پیر و سیکر محمد و شیخ میا
 حس کرده بود و بعد از نقل سر و سیکر سی سال نیز در لکنو ماندند
 پس در خواب اشارت چنین شد که شما رفته در خیر آباد متوطن شوید
 بعد از شهر حیر آباد مسکن ساخته بشی و دو سال در خیر آباد
 در قید حیات خلق خدای را از عالم ظاهر باطن واردینی و دنیاوی
 رخ بر کمال رسانند بر طالب علمی را که بکسین فرمودند اخراج و انشاید
 زبان قطب العالم ما و این حکمت شده بود بعین آنچه از زبان
 ایشان بیرون می آمد همین حق میشد این بیت در شان قطب العلم
 سلم بودست رسم بر در دوره شان ناحق ظلم ز ایشان انجامید
 حق دیدم حق بجانب و روشنان قطب العالم را ببت و به خلق نمود

بودند اول بازده کس مادر یک روز بر حکم اشاره در خوابید بر سنگی
 بخندم شیخ میثاقه کس سره خلافت داده بودند و دومی دیگر که بعد
 این که تفصیل می آید قطب العالم خواب نامه چنین در قلم آورده اند
 عین ان خواب نامه بحکم تبرک کس درین رساله نوشته شد این است
 بسم الله الرحمن الرحیم میگوید داعی کافیه اهل اسلام سعد که در شب جمعه
 چهاردهم ماه صفر ختم الهدایه فیروز الطهری و حسن شمعانه جمال جهان
 ارای پیر دستگیر قطب العالم مخدوم شیخ میثاقه کس سره خواب دید
 کوباکه در خانقاه محل سجاده نشسته اند این فقیر پیش ایشان نشست
 فرمودند شنیده میشود که شما محزون شده مرد خدا باشید چون
 غیر خدا چه معنی دارد که مرا هیچ نباشد نه بنیاد بعضی شیوه
 تو دارم همه دارم و گرم هیچ میباید زمانی ساکت بودم بنیاد
 و اظفت بسیار فرمودند این فقیر طرقت صوفیان و خلق نظر میکرد
 در عالم گذشت چند غریبی که مشغول هستند بگذرانم از قبول کنند
 لباس خرقه هر که را قبول کند عرض کردم که بعضی صوفیان برین
 بند مشغول هستند هر که اقبول است چون دارد از اکثر اجازت
 الناس خرقه ماحلق میکنند و بیشتر است بیشتر مردم فرما می شود
 پیر دستگیر فرمودند که کجاست کجا درویشی کجا پیری کجا فریدی پیر دستگیر

و این فقیر یازدیری میگوید که بعد از کسری در مراقبه بوجد سر بر آورد
 فرمودند که شما یاد دارید که گفته بودم که شما قبول خدا شدند چنانچه ملک
 بس کوامی دادند این فقیر دود در پای افاد که جز این بخش هیچ نمک
 دخل دیگر ندارم فرمودند بر کرا شما قبول خواهید افاد صفت برین نگاه
 می باید دست و افوض امری الی الله و افوض امری الی الله و افوض
 بهی الی الله که گرت فرمودند بعد این فقیر برگی که در نظر افاد سرع
 کرده شد شیخ محمود بلخی لکنوی اول در نظر افاد بد عرض کردم
 شیخ محمود محمد بلخی لکنوی بن شیخ مکرم هستند ایشان را لباس
 خرقة کرده شده است از پیر لباس خرقة نخل است و خرقة از سر نهاده
 کشیدند پوشانیدند فرمودند محمد دوم زاده استحقاق این جامه بسیار
 می باید که حرمت این جامه نگا دارید و اوقات ضائع نکنید بلفظین
 مکرر با خوف تمام کریم وقت سخن بسیار کنند و کاعده عقیدت بر سر
 شیخ مبارک را خوسرود رفته دادند بعد شیخ مبارک را گذرانیدم
 عرض کردم در حق این چه فرمای میشود و فرمود من گفتم سر کر قبول
 خوانند کرد قبول خواهند و خرقة خرقة از سر نهاده کشیدند و پوشانیدند
 فرمود تحصیل علم کنید و حق این جامه ادا کنید و استحقاق پیدا آرید
 و اوقات ضائع نکنید بعد بلفظین ذکر هر وقت سحر کاغذی بر سر

دادند بعد گرفته و خواندند در گوش قاضی محمد اطلبیدند قاضی
 و صیغه شد انا لم یکن شیخ ملک حسن ابادی بنی آمدن ایشان را بگذرانیم
 خود از زهر ناله کشیدند و نوشتند فرمودند طالب شاه ششصد و اوق
 مصالح بکنید و از لایق احترام کنید که موجود است کاعده بنی بیدار
 بعد غوه سم شیخ محمد احاطه بود و بگذرانیم قاضی بنی احمد قاضی محمد
 شیخ احمد عرف قاضی محمد بن امین مد ساکن کاکوری گذرانیدم مادر
 سر مرد و کرد و ما بدید فرمودند که قاضی محمد سبب عیال عیال متعلق می
 باشیم خرقه از زهر ناله کشیدند و نوشتند فرمودند از زهر اج غضب
 و الصاعقه و در پاشند امانت و غیبت کسی بکنید و مالک
 میباشد آنچه میگویم بنویسند و بقیه بن بکیرد و ذکر هر وقت
 بعد ازین قاضی محمد باید گفت شیخ احمد گوید کاعده بنی بیدار
 بر دست دادند بعد شیخ مبارک لکندهی را گذرانیدم فرمودند
 بر ما راستند شیخ محمد مولانا کی طبر دید عاشقانه ماما در زهر
 باشند رعایت شب نگذارند و ذکر هر وقت ذکر خرقه از زهر ناله
 کشیدند و نوشتند در گوش اس فقر است گفتند سبق بسیار منع
 کنید تمحور میباشد کاعده بنی بیدار دست دادند بعد
 شیخ باید گذرانیدم فرمودند محمدوم را در رعایت شب نگذارند

صفت موهائی بگذارید هجبت فرزند زن و خانه نباید بگوید و بگوید
 امری الی یسید با هجبت و صفت عاشقانه با مال و زاری باشند
 و اگر چه وقت هر خرقه اندر تنهائی کشیدند پوشانیدند کاغذی سفید تر
 بر دست و او ندیده قاضی را چهار آغوشی شرح را چایا خبر ابادی را
 گذرانند فرمودند در عیال شب بگذارید و حب و دنیا بگذارید طریق
 سنت می باشد صفت عاشقانه با مال و زاری باشند و اگر چه وقت هر
 کراصل و این راه سبب است که اوقات ضائع نکند بعد و خرقه از زیر
 نعل بکشیدند پوشانیدند کاغذی سفید تر بر دست و او ندیده میان میکنند
 گذرانند فرمودند شرح سکندر را در خبر با و بی صاف سفید اما ذکر دنیا
 و محال پس بسیار مشغول و بی رسم و بی تقاضا کشیدند و در کشید
 بعد و خرقه اندر تنهائی کشیده پوشانیدند باز فرمودند تلقین بکریه اوقات
 ضائع نکند و اگر چه وقت هر کاغذی سفید تر بر دست و او ندیده قاضی
 مرده را گذرانند فرمودند قاضی بده حاد و لکازی ادب مقدامی بسیار دارند
 من تعالی پاک خواندند و اندک اما بگویند مخلوق شده باشد بعد و مخلوق
 نشده آمدند فرمودند محمد و حمزه بعد و شرح بده است بعد و نگذارید
 وقت ضائع نکند طالب جاه می باشد تلقین شما دارند ذکر هر وقت هر
 بعد و خرقه از زیر تنهائی کشیده پوشانیدند کاغذی سفید تر بر دست و او ند

دادند بعد یک نفر دیگر گذاشتیم چنان که پس او بنا فرمودند بسیار شد
 کمرسانی دیگر بروم باطن گفته خواهد شد بعد چو دست در وان شود
 عرض کردم کاهید بعد هر یکی برای چه عطا شده است فرمودند که یکی را
 اجازت نامه چنانچه بر شماست نوشته دهم مرا فرصت نیست
 عرض کردم بگذارم سبب فرصت نیست فرمودند که مرا در شب معین
 در حضرت علیا باریشود بمشایده اب مشغول میباشد چون شمار متعلق
 بسازد دیدم مقداری بر شما ادم اکنون اینجا خواهیم رفت بعد درین
 وقت گویا شیخ شاهرخ رسیدند عرض کردم شیخ شاهرخ او همی هستند
 فرمودند از شیخ شاهرخ خلافت و اجازت دادند باز عرض کردم سبب خلافت
 نمیکویم عرض حکیم که ملاقات آمدند بیک شیخ دویدند مصافحه و ملاقات
 کردند که دستار بیاورید این فقیر دستار پیش آورد باز فرمودند شما همست
 علیا دارید بر کاله گیارید بعد یک کزیمه موجود بود باز آوردم عرض کردم
 نریمه موجود نیست کزیمه بآرم فرمودند الموحود و صفاء پیر کاله کزیمه آوردم
 دادند بعد خواستند که روان شوند اسلام علیه السلام ای عزیزان دوسه
 قدم روان شدند باز گشتند فرمودند شیخ شاهرخ خوب میدانید
 اهل خراب که ایمان صادر میشود محض کفر است و از دل آبادان که کفر
 صادر میشود محض ایمان است این همه عزیزان را بگویند که در راه دیا

ناول را اناوان و محمد کرد و اینست برین غنیمت فائز شدیم و بعد از آن
 فائز شدیم و دست امین فخر گرفته و این را در هر روز که باره گرفته شد و دست
 دعا کرد و در استودع الیه و یک و یک و خوارتم عظام و من محاک
 و ما محاک محمد بن بودیم که از خواب بیدار شدیم و شادان و نکرده بودیم
 هر چنانستم و غم نکردم و شادانم و اگر دم و کیفیت خواب نیکو بود و در هر
 و کاغذ نالیده و محمد بن شب بوسه داشتیم و بعد از آن با بصورت
 بعد و طلب العالم این نه خفته را که در خواب نام خوراند و ده و دیگر هیچ ابراهیم
 هو حیوری و شیخ ابراهیم را جوهر ار را در حضرت طلب العالم در یک و در خطا
 و اندر بعد چهار کس و دیگر در یک و زمینان شیخ صنی عالم ساکن سامیه و شیخ
 کدن خیر آبادی شیخ منظم کوپانی میران سید حامد لکنوی بعد و کس
 و دیگر در یک و زمینان شیخ محمود و محمد صاحب سجاده شیخ نصر الدین را جو
 برادر زاده شیخ اعظم ساکن قلعه نوا بعد میران سید کس و شیخ
 بعد میران سید خود ساکن کهری بعد و شیخ نور اسحاق بجنوری
 لکنوی بعد و چهار کس دیگر در یک و شیخ قاسم ساکن احوالی شیخ بدین
 مبارک نریمان شیخ علاء الدین ارزانی و مسلمان قاضی کس ساکن دکن
 بعد و دو کس دیگر در یک و شیخ مبارک ساکن رودی میران سید بیاری
 جوهری بعد و شیخ کدن عالم لکنوی و شیخ بران این همه

بخت و نه خطا و مذکور اند هر چه طالبان صوفیه در مشقه می بینند
 و کبر همه حریفان این مختصر طاقت ندارد و با وجود این بار بار زبان
 خویش می نالید و میفرمودند چون در این زمانه ما تموار اگر ایمان
 سلامت برویم با الحقیقه بتمام جنید و شبلی رسیدیم و این است
 میخوانند نه نه طغلی سر بر ما من برای سر کوی نه بر سر در جوی
 خالی همان خالی و نقیض ذکر خود و طلب العالم در شرح رساله طحیچین نوشته
 سعد بن من شیه الله تعالی علی مراد المستقیم نقیض ذکر گرفت از سر و کمر
 قطب العالم شیخ محمد بن قطب المعروف بشیخ میانه کس سره بر و شیخ
 میانه از خدمت شیخ بران السالکین شیخ سارنگ کس سره و بندگی شیخ کس
 از خدمت بوسیله ابرجی و شیخ بوسیله ابرجی از بندگی خدمت جانیان باده
 الحق و الدین و بندگی خدمت جانیان از شیخ امام الدین کازرونی و شیخ
 الدین کازرونی از او در خود شیخ او عبد الدین عبد الدین مسعود شیخ
 او عبد الدین از شیخ اصیل الدین و شیخ اصیل الدین از شیخ بن الدین
 از شیخ بن الدین بن ابی القاسم الخطیب و شیخ رکن الدین از
 شیخ قطب الدین بن ابی رشید احمد بن محمد بن صبیح کوی و شیخ
 قطب از شیخ ضیاء الدین ابو نجیب علیر القادر بن عبد الله
 در دی و شیخ ابو ضیاء الدین ابو نجیب سرور دی و شیخ

سید و در

ابی احمد غزالی و شیخ احمد غزالی را اندالی جوین عجمی بن محمد عجمی
 و شیخ ابی را از شیخ منشا و دیوری و شیخ مسعود و دیوری را خواص
 سید و خواص جندیرا از خواص سری سقلی و خواص سری سقلی را خواص
 معروف و کرخی و خواص معروف کرخی از خواص داود و طای و خواص
 طای از حبیب عجمی و خواص حبیب عجمی از خواص حسن بصری و خواص
 حسن بصری را امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه علی کرم الله وجهه کائنات
 خداوند بود و از محمد مصطفی و احمد عجمی مصطفی و علی و سلم و بنی و خدم
 شیخ سارنگ چنانچه تلقین ذکر از بنی کی شیخ یوسف بوده است از بنی
 شیخ قوام الدین نیز بوده است لیکن از بنی کی شیخ یوسف بعد از
 اشغال نیز بوده است اما بنی کی شیخ قوام الدین در هنگام شغل
 و یا بوده است چنانچه در ذکر ایشان گذشت و نیز قلوب العالم صوت
 تلقین خود در شرح رساله لکیده حسن عرفوم نمود و اندک بعد از این
 نشانه علی مراد المستقیم و الدین العدم چون سر دست خود است
 که این فقیر را تلقین کند ذکر صوم روزه باشر الطاهر نور و غیره بعد از
 نماز خفتن غسل کرده طلبید خود و پشت بقبله و این فقر را مستوجب
 فقه شانه مقداری خوشبوی نیز طلبید این فقیر را بباد در محسن
 بندک بسحال کند چنانچه سنده تلقین از مشایخ اکابر اصف کلمه

هر فردی که قطب العالم بعد از وقت پیر و سبیل در لکنو رسیده
 و یکرم بود در آنوقت اکابر علما و جمیع سبیل در لکنو بودند و
 که اگر کسی دعوت میکرد طعام بست طشت می باید که موجود و سازد
 یکم در شخصی دعوت کرد و جمیع اکابر حاضر آمدند میان خود مشورت
 کردند و نام قطب العالم گرفتند که ایشان مردم سبکانه آید در شهر آمد
 در صدر نشینند امروز پنجشنبه در صدر جانبد چون قطب العالم
 در آن مجلس تشریف آوردند بر سر ایشان مطلع شدند و در پای
 مجلس نشسته هنوز طشت در مجلس نیامده بود خبر شد که سعید خان
 لودی که از امر سلطان لودی که ده هزار سوار همراه داشته از قصبه
 رنی پیر پوره که مشهور بوده است برای ملاقات قطب العالم در لکنو
 رسید در خانقاه قطب العالم راه یافت همان راه در آن مجلس
 بای بوس قطب العالم مشرف شده نزدیک قطب العالم مباد
 به نشست لشکریان جان غلو کردند که هیچ اکابر در حامی خود نماند
 بر حامی ایشان لشکریان گرفتند بلکه اکابر دستار کشیدند که در پایال
 مردم افتاد و یافتند بعد از آن خوردن طعام خلق آمد بجانب خود
 رفتند همه اکابر ازین کرامت قطب العالم مستقر شدند و از کرده دانند
 خود توبه و پشیمان گشتند و عفو و بخشیدند بعد از آن بخاطر قطب العالم

رسید که مردم این شهر حاضر شدند و چنان شهر را ندان خوب نیست بعد از
 نزدیکی از سردسیر اشرار شد که در غیر اینها و رفته متوطن شود و حمله
 با و در شدت که بر دسیر مقام مخدوم شیخ قوام الدین که ایشان
 رسیده بود رسیده بود و قطب العالم عطا فرمودند چون قطب العالم
 بحساب خیر امارت توجه نمودند آن محله و خانقاه برادرزاده خود شیخ نصیر الدین
 عنایت نمودند بعد شیخ نصیر الدین فرزند آن ایشان اراضی گرفتند
 آن محله داشت همه را فروخته خوردند همه آن اراضی و محله را مردم دیگر
 قابض شدند و الحال بستند غیر از روضه بتدی شیخ قوام الدین دیگر
 نماند است و قطب العالم در ای این خانقاه دیگر خانقاه دیگر در لکنو نگاره
 آب و سرای قریب آباد آن ساخته کردند آن خانقاه مانده اما آباد
 سرای یک جزوی مانده است که بعضی کاسبان می بنهند و الحال
 آن سرای هم بنام قطب العالم مشهور است و خانقاه و رستانه بر سردسیر
 که الحال موجود است بر قطب العالم ساخته بودند و یک خانقاه و دریا لکنو
 نیز است کرده بودند که برادرزاده شیخ ابراهیم را کرم نمودند
 قطب العالم در عزرا و اشراف آوردند در آن زمان
 حاکم شهر خراب میان رومی و میان کسی خویش سلطان سکندر بودی
 و در جایی که قطب العالم مقام ساخته بودند ویرانی بود و از قلعه شهر طاق

جنب تمام تبرک قطب العالم هیچ آبادانی نبود و در شهر هم مردم شریف
 و اعیان کم بودند و از برای قطب العالم از هر جانب آمد و مسکن
 شدند و مقصود اکثر و کثیر میان راجی و موسی منان بر خورد و ز نام
 قطب العالم را در گذشته بود و روزی سرد و برادر برای شکار سوار
 شده بودند و مسک باران بود و خلق حاجتند آب سرد و برادران میان
 بر خورد و گفتند که اگر امروز باران بار دهن گرامت بر شما و انهم و درین
 بارندگی بین راه برویم و مرید شویم اما بشرط آنکه سرد و کلاه که باران
 برکت مختلف بدهند و قنار یکبارگی ابری پیدا شود و درین
 کرد و بهمالیاس در عین باران آمد و مرید شدند و برادران کلاه
 خاطر خواه یافتند و علی ارموت سبزوکی ارموت رفت و سرد و در آن
 دو به یکی برین دو هم براساری برای خرج خانقاه پیش کردند
 نقلت علی از امرای سلطان سکنه مرید قطب العالم بود و سلطان
 برو غضب کرد و فرمود که در چشمان سبزی کشند چنان کردند قطب العالم
 در غیر آباد و در خانقاه خود معول بر سر گفتن بودند که سوختگی سبزی
 راست چون الفت در سرد داشت دست و قطب العالم ظاهر شد مردم
 حجب نمیدادند و چند روز سلطان را معلوم نمودند که مرید چشم او بینا و
 سلامت انداد را طلبید و حقیقت پرسید او گفت که وقت کسب

کشیدن بر خدایا بد کرده بود دیدم که مرد دوست برادر مرد و چشم
 بسته و چشمان مارا نگاه میدارند میگویند که این لغزش است که سلطان
 طلب العالم را طلبیدند که چنین شخص در ولایت ما باشند و من
 نه منم از طلب طلب العالم متوجه اگر میشدند چون در سرای ابرده فرو میروند
 نزدیک آن سرای حوض گلان واقع است در کناره حوض یک تخته
 که مردم دوازده گروهی سیزده گروهی از بیجا می آرند در مردگان شیرین
 بخت می آید و در آن تخته بر پستش آن است می بنادند یک صوفی
 طلب العالم میان می نام از جمله صوفیان بود که صوفی نامی سبعین حقه
 بمعنی طاهر این قول عمل داشت جانب حوض رفته تا شاکلین در آن
 تخته نشست چند طوبی که میزدی میگویند شیرین بخت در آنجا بنادیده
 متوجه شد که بگیرد دستش بسته شد دست چپ را خست او نیز نمیدان
 گرفته شد نام طلب العالم را شفیق آورد و صورت طلب العالم حاضر شد و بوی
 در آن تخته از گوشه نعره و فریاد برآورد که مرار بارانید که دیگر سر کرد اینجا
 نیایم میان شیخ دینی همه طبعهای بیخجالی کرد و بدشت در سرای
 آمدند پیش طلب العالم قصه باز نمود و از آن باز میگویند که آن تخته بنهند
 محو و مذهب آن یکسان شد که هرگز کسی در آنجا نبست پرستی نکرد چون
 طلب العالم در آنجا رسید نزد آنجا منزل گرفته خبر سلطان رسید طلب نمود

طلب نمود قطب العالم رفتند بادشاه بجهة کاري اندرون رفته بود چون
 وقت نماز نزدیک رسیده بود قطب العالم هم سینه بند بر خاسته بمزین خود
 آمدند سلطان فی الحال ازین خبر برآمده توجه دایره قطب العالم کرد و وقت
 شام قطب العالم مواظب مشغول بودند سلطان دیر می ایستاد و قطب العالم
 از نماز بحال او میزد و گفتد لکیر شده بخانه رفت میان یکدیگر صحبت
 شاید تا آخر روز در قطب العالم در آلوده بودند میگویند در آن
 سید و در شکر بادشاه یکدیگر مطیع الاسلام
 تاخته بودند و شایان آن دیر در شکر بادشاه پیرایه میبرد و خنده در
 دایره قطب العالم مقام بسیار موجود می شد مردم منجور و در قطب العالم
 در مجلس حاضر می شد و هیچ سخن در مذاکرات و وارده روز برین صورت
 گذشت و هر کس میدادند که قطب العالم میخواستند و از دهم رویتان
 محمد بن من الله واقف شدند در شکر بادشاه امرای بود که در اهل حلا
 و حیاط علی داشت و در عیاری نمود حتی که کلوخ استیلا بیام
 میگرد قاضی محمد در خانه آن رفتند و باز خوردن او در قطب العالم
 خوردند حاصل آنکه چون میان سلطان و قطب صحبت بسیار
 ملاقات میسر شد قطب العالم بجانب خانه خود متوجه شد و نادیده پنهان
 بر سرشکان خود گفت که هرگاه شمع در کشتی سوار شود و کشتی در غرق

رسد خیل است یارده کشتی غرق گردانی آن شور بختان مجنار که نه
 چو کشتی در غرق آب رسیدل مست یابید اگر دزد کشتی زود
 عرف کرد اندر همه اهل کشتی در حوی اعدا دزد جاسوسان مادر ساهد آخر
 رسد مدد که کشتی غرق شد میان راجی و موسی سرود و مردیان
 و طب العالم در آن محبس حاضر بودند و شاه و توه مالشان نمود
 گفت که بر شما غرق شد اینها گفتند که پیرا همچو نیست که در زمین
 حوی غرق شود پس هر که از بحر بگذرد چون برق کی بریل
 کرد و غرق نه آخر همچنان شد که خدا تعالی جوی را بایاب گردانید
 قطب العالم با جماع سلامت در کنار رسیدند مگر یکس طالب
 قطب العالم و در میان قاضی خان نام مروفاصل سالم خوش طبع
 صاحب بقال طاهر اوقت سواری کشتی گفته بود که چشمه آباد بجا
 غرق شویم که از عذاب قبر خلاص شویم میان قاضی راجا خلیفه العالم
 گفتند که ای سیه زبان که تمه عال بد میکنی گفت من برای خود
 میگویم شما هر سلامت گذار شود عاقبت جهان شد که اگر بود
 هر چند تفحص حال او نمودند و ملاطفتان همه سبب عالم بسیار نمودند
 از آن پیدا شد اگر چه وقت غرق شدن بعضی ماران و سنجری
 که وضع و دستش گرفته در کشیدند و زمین مرد و میرفت و طب العالم

قطب العالم فرمودند که ای پادشاه و سلاطین و بزرگان و اعیان و ارباب
میکنند فقا ست قطب العالم از وی بیجا نیست زیرا که در اجابت نمودند
محور ایشان در شهر برون افتاد برای زیارت محمد و شیخ عبداللین که صاحب
ولایت آنجا اندر فرستادند چند دل سوار در چهار یواری مقبره و در آمدند خادمی دختر
صغیره خود را در بطن گرفته و در تکلم او مشغول بود چون جانب محمد و قطب العالم
نظر کرد گفت ای شیخ ادب کنید و از چند دل فرود آید قطب العالم فرمودند که
شما در حبس بود و خزان باشید بعد از آن سر فرزند می که از او متولد میشد همه و قرآن
بودند هفت پشت و خزان شدند تا الحاق شیخ عبداللین آورد و از زیر کشتا
بهری شود که خادمی است از شما کند در خواب او را از شیخ مطلع شد که
این تاثیر نفس شیخ سعد است پیش ایشان برود و از ایشان التماس کن
در خیر امارت قطب العالم از دور بیدیدند فرمودند که برادر شیخ عبداللین ^{فرستاده}
برو و خداوند تعالی ترا بهر می خواهد و او را یک پسر شد تا ملکت
خادمی است از میگرد و میگوید که پدر مرا بهر می نیستند من ارباب
مسارک محمد و شیخ سعد و شیخ سهره سده ام نقلت که در لیس
شخصی قطب العالم را تکلیف دعوت کرد و قطب العالم بای باده
بجانب خانه وی متوجه شد و در راه دوکان دزری بود سلمان
نشسته باده مید و غمت از زبان او برآمد که شیخ محمد را مشغول

و گرنه برای تعلیم بر منجا ستم قطب العالم فرموده شش سبب است
 نخست هرگز بر منجاست امن و جا ماندن شد این نفس و اولاد او
 سه است کرده البته در رمارب او نگردد پس میشود این سخن حکما
 حضرت با نبرد لفظی با و اندک شخصی برای ایشان افتاده بود
 بعد از چند روز در پای او نشویش خواه شد بفرزندان او نیز سر است
 کرد کسی از ایشان پرسید کلاه دیگر میکنند و عقوبت بر دیگران فرمود
 سخت گمان را تیر دور تر میرود فی الواقع حسن نموده میشود در باره
 که قطب العالم تعالی فرموده اند و در باب که گفتن مبارک رانده اند
 خواه از حد خواه از مزاج تا غایت اولاد او همان جاریست نقلست
 که شخصی از جانب بر گزیده بر وجه جسم و سه نام میان من نام مقید
 از وضع در خیر آباد آمد و خانگاه قطب العالم می بود خوش او از نوگاه
 قطب العالم بر سر و او مال و تو اجد می نمودند و شعر سندی را می
 قطب العالم بسیار گفته در سر و بسته توالی میکرد و الخال اکثر توان
 این دیار میگویند الوقت زنی مطربه صاحب جمال از قنوج و خیر آباد
 آمده بود میان من عاشق نکران او شده خواست که او را در عقد خود
 بامد آن مطربه اصل را ضعیف می شد پیش قطب العالم عرض نمود
 قطب العالم بدان مطربه فرمود گفت قطب العالم چه این مطربه سیاه را

مقطر سیاه را قبول کنیم فرمودند اگر چه مظهر سیاه است هر از شهرت است
 و این را فرزندان که مقبول شد بان کردند از زن محدود و او را شریک
 شوند که همه مخلوط و منطوق با و شاهان گشتند الحال میان سمنه زان
 معرب الحفرت با و شاه وقت است بره میان مذکور و قلمت
 ابادانی شهر خراماد و اسلام و قلعه ساختن از یوسف خان غازی است
 که از امر او شاه ماضی بوده مقبره ایشان نیز در خراماد واقع است
 چون ایشان فوت کردند لشکر متفرق شد بر کس بجانبی رفتند هر شهر
 اسلام ضعیف شد و در آن هنگام که قطب العالم در خراماد و شهرت بودند
 از یوسف خان پسری فروت نصرت خان نام زنده مانده بود و بجهت طاقا
 قطب العالم آمد بعد از بایوس اظهار نمود که در ریز کوار چون شهر را
 ابادین ساختند و قلعه بنیاد نهادند بار می گفتند که من جرکار فرمایش
 نیستم خانه میارم اما خداوند دیگر است که من بعد خواهد آمد بعد از
 چندین سال صورت هیکل قطب العالم ایان کرده بودند اکنون
 تحقیق شد که شمار می گفتند صاحب ولایت شما آمد قطب العالم
 تواضع نمودند و معظّم و اکرام تمام این شهر را خانه رخصت فرمودند
 نقلست که یک جوکی کوزی پیش قطب العالم آمد و چند روز ماند
 دیگر که خرج خلفاه برای صوفیان و طالبان و مسافران و حمامان

بسید است و خلق حدادی را طعام میدهند و قطب العالم از نوادگان است
 بخاطرش رسیده که شاید از سر حوراک متعلقان اند و ممکن می باشد
 که پس بر از اکثر کیمیا را عقل کنند پیش قطب العالم نهاد که چند
 سال خرج خانه ها کنند قطب العالم فرمود این را آنجا می بده که مرا
 حاجت است بعد به بیان شیخ صفی که خلیفه بود فرمود بزرگ این
 چون را اندرون خیره خود میرد چون در رفت و برگشت که همه دیوارها و
 بالا چرخه از خشت طلا است راست کردید چون در است کسی که این
 نفوس دارد و همه را چه کند نفوس را در می قطب العالم در مقصود
 بول کاو آنجا می آمد در خانه شیخ بدین فرود آمد پس
 کجا بروی لقب خیر اما بلاست بر خود شیخ بدین گفت که پر شما
 سحر است یعنی سماع میکند آن فرید چون با موسی قطب العالم
 مشرف شد سخن شیخ بدین نقل کرد فرمود و بزرگان مبنی
 کرده که مبنای نجی کا بعد از فرود امام گذر قطب العالم در قنوج افتاد
 در خانه شیخ بدین فرود آمدند تعظیم و تکریم که می بایست کرد
 همراه قطب العالم قوالان بود و سرود بنیاد نهادند شیخ بدین
 بر خاسته اندرون خانه رفت تا دیر می نه آمد زانش گفت
 همچنان عزیز آمده مناسب نیست که شما ورون خانه بیدار که سرو

اگر سرود می شنوند به در کوشن کرده بر وید جان فرستاید ایشان بجان
 قطب العالم را حال شد شمع در من هم در مجلس سبت بسته استاده بودند
 کیمیا بر قطب العالم دست شمع بدین گرفته کشیدند ایشان دست خود کشیده
 مرتبه دوم قطب العالم در ایشان گرفتند شمع بدین را و جدی عجیب و
 حالتی غریب بود او که متواستند در خالگاه مانده جانب کوه بازار متوجه
 شدند خواهان در پی سرود گویان تمام روز تمام شب در کوه جابان طریقی
 که از زبان قطب العالم برآمده بود و نکته است بر سر و نکته است بر سر و در حاکم
 بودند چون بحال خود آمدند زیاد آوردند آن سخن بی ادبانه که بر زبان ایشان
 می افتد بود توبه کردند و عفو خواستند و طالب صاف گشتند چون بر
 نود ساله بودند که این معاطره و نموده بود همیشه در رفع افسوس می نمودند
 و میگفتند که بر خجوره شوهر کرد اما بعد جوانی بر باد دادن و دره کافی در
 نصیب نگذاشتن و احوال خود را در شعر بر زبان میزدی در رسم و رسته
 بعرض قطب العالم رسانند که بر زبان خوانان مشهور است نقل
 که میران راجو بخاری که یکی از فرزندان حضرت محمد مهبانیا
 جلال الحق و الدین بودند در قنوج بودند و فرقه متبرکه و کالسه جوین
 در محمد و مهبانیا که سلسله سلسله میران سید راجو رسیده بود
 چون میران سید راجو فوت میگردند پسران کسان حاصل در ششند

در آن شب که چهل و سه ساله میران سید علاء الدین با هم بود و مادر او علاء الدین بود
 که حد متکامل می میران سید را جو می کرد و میران مذکور را او فرموده بود و
 که جبه و کان که وارم یکسی بسیار که جبه علاء الدین سید هم از رکت او از سر
 برادران سلامت نماند پس فرمودیم چون وقت آن آمد از سیران خود
 ملا حظ نمود که اگر کسی حور و را بدست آید او را ضرر میرسد این کار و صحت
 نمودند که بعد فوت من چون بنی محذورم شیخ سعدی بنحالت شریف
 بهر فرزندیکه این خرقه تر که غایت گشته همه را ضعی شده بهرگاه که
 قطب العالم برای فاتیحه میران سید را جو در قنوج رفته همه فرزندان
 میران در مجلس حاضر شدند و خرقه بدو زیور پیش قطب العالم آوردند
 و آن فرموده بود و عرض کردند سیران سید علاء الدین را و او
 کنار خود گرفته اسناده بود نظر قطب العالم بر میران سید علاء الدین
 افتاد و طلبیدند و بزرگونی خود نشانند و بوسه بر پیشانی او دادند
 و خرقه را بر دوشه بر کتف میران سید علاء الدین انداختند
 برادران همه بدل جان ریختند قطب العالم فرمودند از مادر لکیر
 نشوید از اشارت حضرت محذورم همانان و از امر پدر بزرگوار شما
 کردیم آنچه که دم بچهران روز میران سید علاء الدین و اکثر کما
 در مرد و زن مرید قطب العالم شد ندان غایت آن خرقه و کما

خرمن و کالنه بفرزدین میران مسید ملا والدین میراث رسیده
 خانه ایشان هست اکثر خلق را که نظریه پیشانی میران مسید ملا و
 افتاد و چنان میخورد که با که شماره در خشنده است سبب آن آن بود
 که قطب العالم بر پیشانی ایشان داده بودند اعلست که روزی قطب عالم
 در مشدول قسوج سوار شده میرفتند و در کوه مجزوبی رسیده
 گفت ای شیخ الانسان سری و صنعتی بر کشف که باران چه
 شده میردی چون که باران بماند بود قطب العالم می الحاح جواب
 را بیت کلام اندر فرمودند و لشک کالانعام بل هم اضل
 کافران همچو حیوانند بلکه از حیوانات گمراه ترند و جمع خوانند
 نفیست که بیکباری سالن رجولی و در سه قطب العالم عالمی
 میگرد علم بر کمال حاصل شود اما در صورت تغییر و تنگدست میبود
 شیخ انجمن نام مرد دنیا دار و ادب مفیدی هم داشت روزی
 قطب العالم شیخ انجمن را فرمودند که دختر خود شیخ مهلبا عقد
 کرده بدید شیخ انجمن عرض نمود که از قریب شما گرا چاره
 گذر است اما این تربیت و رشائی اول حق بر ما طلعه خوانند و میران
 قطب العالم فرمودند صورت را چه اعتبار است سیرت می باید و فقیر ظاهر
 این می بیند که این وزیر ادب شود دنیا بسیار باور و آورده

شما و خلق الله دیگر از دست نیفتد کرد و انداخته شیخ ابی الحسن جوابی محوایی
 از فرموده چاره ندیدند و خبر خود را بحواله او نمودند بعد از مرور امام سلطان
 سکندر لودی قطب العالم را حفظ و رسانا و سر که در شاگردان شما بدرس
 گفتن خوب باشد و علما خوش تقریر و برای تعلیم کردن شما نراده سلطان
 ابراهیم نیرسخه قطب العالم بکلماری مذکور را فرستادند ایشان شما را
 تعلیم میکردند و بنا بسیار رجوع کرد و از چون سلطان سکندر و عمر سلطان
 ابراهیم با دوشاه شد شیخ بکلماری را و ز سر خود ساخت و میان
 که وزیر سلطان سکندر بود و در به خوب کشت لیس این بود که در
 میان بود و سلطان ابراهیم روزی پرسید که ما دوشاه کلان از
 محمد خان که بمحاطب کالا بها و مشهور بود و مرد جسم و سیاه
 یعنی از محمد خان مشک سیاه چه ملاحظه میکرد و در میان نموده گفتند
 که با دوشاه او هم مشک سیاه بود که دامان وی دایمی شد عالم عرف
 میگشت شیخ فرید مردی در زرت و دوسرت مقرب الطهرت
 سلطان ابراهیم بمیان نموده ستارخ بود و وقت یافت گفت
 با دوشاه هم میان نموده چه جواب کشتا خانه گفت با دوشاه
 اعراض نمود و فرمود که میان نموده را در نه خوب کشید مقصود
 ازین همه آن بود اتفاقا قطب العالم اخرا شیخ بکلماری

شیخ بهکمار می و وزیر بادشاه شدند و شیخ انجمن و غیره و اکثر خلق
 از محبت و دولت او دنیا دار منعم حال گشتند و قطب که میرا
 سید خور و ساکن بهری اصل وطن ایشان در قصبه بیدلور خور و بودند
 در مدرسه قطب عالم در میان طالب علمان آمد و چندی خواندن شروع
 کردند و زنی نظر کسب اثر قطب العالم بر ایشان افتاد و طلبه سید
 کجا برائی و چه نام داری و چه میخواهی حقیقت احوال عرض کردند
 که نام خور و هست قطب العالم فرمودند که خود و بزرگ خوایی شجورد
 و بزرگ از تو سر و مندر کرد و من بعد پیش من بخوان در اندک مدت
 از تو به قطب العالم و التمجید شدند و ارادت آوردند و خلافت
 یافتند حکم فرمودند که در قصبه کسری رفته متوطن شوید طالب علمان را سیر
 گویند در آن زمان در کسری اسلام کم بود و حاکم بهری دبی بکجه نام نذر
 فتوح قطب عالم کرده بود آن دیر برای خرج طالب علمان بپیران مسجد
 عنایت فرمود و چون میران مذکور در کسری رفته مسکن ساختند جو در
 کافور در کسری بود مانند ایشان او را خوش نیامد و در عورت ایشان
 خواری بود و بد حسد پیدا کرد و میران مذکور را صورت که بود چندی مدت
 کدو دانه وقتی در غیر آباد آمد پیش قطب عالم عرض کردند که فقیر در کسری
 مسافر محرمی باشد اگر چند یکبار زمین و حویلی در قصبه می بود باغ و حوض

می ساختیم که برای طاعت علای فرقت شش قطب العالم فرمودند
 که شما بزرگواران این خاک را بدارید و در قطب العالم تقسیم می
 کنید و تشریف آوردن از حاکم قصبه کبری گفته فرستادند که دو حکمه
 زمین دار و قصبه جوئی بده حاکم سعادت کوئین خود دانسته با کرامت
 قبول نمود قطب العالم این اراضی را بمیران عنایت نمود و خود بدست
 بخیر امارت تشریف آوردند میران در آن اراضی باغ انبث زدند بعد
 چند روز که شستن آن کافر و رشب کسان را تعیین نمود که تمام انبث
 فسادند اندازین بر کرده در جایی که سر مطبله بود از زمین علی الصباح میران
 معلوم نمودند بر عاصمه بخیر امارت دادند حقیقت را پیش قطب العالم عرض
 نمودند قطب العالم فرمودند که میران شما و لکیر شوید که پنج دین شما با آب
 رسید و مستحکم شدن کافر بیا و خود برکنده است در آنکه است
 آن کافر مع خوشی تبارکد حاکمان جهان شد بل نحن منهم احدا
 و جمع بهم ذکر او قصیه تمام در تحت و تصرف میران و فرزندان
 ایشان شد که سرای باغات و حوضهای و حاکمای سبیل
 از امر دینی سر مه که میفرمودند کسی نفع نبود و انعامیت حکم فرزندان
 در آن قصبه بلکه در آن برکنه حاکم است بیشتر از اینها که حضرت
 قطب العالم اندر آن وقت که قطب العالم اکثر از خیر امارت و ملک و برادر

برای زیارت هر سنگی که خود میفرستد و در راه میست کند بوی نام
 منزل میفرمودند مقدم آن و پیر زمانه دار دنیا و اگر نام کشکاری بسیار
 میکرده و در این من پیدایش شده چهار وید دیگر اگر در پیش آن
 بودند سبب آبادانی آنها از غله آن بود زیرا که قطب العالم در آن و نیزه
 میفرمود آن مقدم خدمت صوفیان و طالب علمان میکرده و بکرته قطب العالم
 در آن و پیر رسیدند چنانکه باید کرد قطب العالم بر روی او انزگویدند احوال
 پیر رسیدند کسی ظاهر ساخت که درین نزدیکی این را حادثه پیش آمده که منهای
 گندم کرده و از دهنار من گندم در آن بوده باشند جمع کرد شبی و غنمان
 همه غنمانها سوخته خاکستر ساختند قطب العالم فرمودند جمع خرمن
 گفت یک خرمن نیم سوخته مقدار چهل پنجاه من گندم مانده است فرمودند هم محور
 این خرمن را پاک کرده در پاک کوفتی انداز و سراد بپوش و سوراخی بگذار
 هر چه ترا بایست شود از آن سوراخ بر آرد خداوند تعالی کفایت خواهد کرد چنان
 خود کرد تا آمدن گندم نو در سال آینده هر چه که از بر خردن و تخم ریزی
 کردن و مردم سه چهار وید دیگر که قرمن میدادند و کفایت کرد چون
 وقت گندم نو رسید مردم خانههای او گفتند که سر پوش کوفتی
 بر دارند به جنب که چه نذر گندم مانده باشند دیدند که نذر یک سوختن میکنند
 نذر چهار نذر گندم پیش نیست و رفع و مسرت خود نذر که اگر نمی بردستم

شدند بعد از آن هرگز ترک زیارت بعد از زیارت پسر و سطر لمحه
 نقلست که میان بدن مرد و صلبان الحسید و مرید قطب العالم در وید
 بر زمین که تعلق بر کس بای دارد متوکلین بود دیگر حاکم بای بر سر وید و
 رفته تا خست کرد و متاع و زخمت اسباب و غلظت و تبارج رفت میان
 که بحیثه و رفیر ادا داده عرض احوال خود پیش قطب العالم کرد قطب العالم
 خوشتن کرد بان حاکم شفاعت نامه نویسد میان بدن عرض کردند
 که آن ظالم مبادا قبول نکند و سخن قطب العالم بر زمین افتد فرمودند
 که یک سخن من بر زمین اندازد هم در زیر زمین افتد در آن وید چاه
 پراز غلظت بسیار برآمده بودند آن ظالم بر کناه یک چاهی سرگشته غلظت
 حکم کرده بودند و خسته نهان وقت خط قطب العالم رسید در ^{خفته}
 در آن چاه انداخت خوشت که بر خیزد و بالیش بلغزد از گردن ج
 چاه افتاد و دلش شکست و بر د نقلست که میان بدن همراه
 حاکمی بجانب کوهها که آب انجا از هر حال بود میرفت حالات
 آب آن چاهی منش قطب العالم عرض نمود یکی افتاد و یکی عتبات
 کردند فرمودند که آب ازین خورد و او را تا نیز نخواهد کرد اگر خلق
 از ما شیران آب ببلبل ببلک شدند و کسید زنده مانده بیمار و ضعیف
 چنان شد که بخوری و می ماها کشید که انجا که از آن افتاد

اب میخورد و نیز سلامت باز گشتند و جمع کس را از ضعف و نعلت
 که میخان حاکم خراب و الحالی سر می میخان حاکم مران مشهور است اما
 ساخته وی است نظام طبع بود و طبع را همه در عینت کمال رسانده بود
 و بر کنه بازی نیز در حکومت او در دست گیرنده از بازی قاصد شده متوجه
 حیران میشد که مردم ایام را از بخانده میانه نیم شهر تفرقه و طبعیم افشا و همه
 جمع اند و پیش قطب العالم عزم نمودند که واقعه چنین است و فرمودند
 که قول قطب الملک شیخ نظام الدین است که نهاده ملی و در دست باز منظر
 شده بعضی رسانند که نزد یک شهر رسید قطب العالم همان چواری
 که میخورد ملی و در دست چون نزد یک خانها و شهر رسیدند در عقب و
 نگاه کرده یکسوی سخن میگردد یکایک روی بجای نفس ناز اصرار است
 نمی شد که خواست که اطباء علاج نمایند فرصت نشد و خود نیست
 که این از یکاست پیش قطب العالم الحاح واری کرده فرستاد که
 روی ما چنانکه بود همچنان شود و قطب العالم انبه و رساندند و فرمودند
 که درین نگاه کنده وی او بحال خواهد آمد اما چه فایده که احبش رسید
 از میان شد اگر چه از دیدن انبه وی رست شد اما بعد از یکدور در
 نعلت خود سری خبر را و چهار بود که و نام در شهر قبضه است
 کاهی که پیش قطب السلام می آمد انکس میفرمودند و حرمش میدادند

میندازد و روی میان قاضی را با عزمی نمودند که قطب العالم چه بان کافر
 عالم عظیم فرمایند و فرمود که من این کار را بر شما بار میکنم من بعد بکنم روزی
 بمشور قطب العالم آمد اصلاً و قطعاً بجانب او نگاه کردند و گویید که رفت
 یک بلای بر سر همه خیرا و امانت که همه عاجزانه جمیع شده پیش قطب العالم
 داد و خواستی او کردند و فرمودند که من مانده بودم که من از برای شما حرمت او
 میدادم حالا چه چیزی باید کرد مردم تفرع و زاری نمودند که چیزی باید گفتند
 که ما از دست او خلاصی نمیشویم قطب العالم میان قاضی جبار عیش و
 فرستادند چون کافر از سستی دنیا بخود مغرور بود و بعد از شکایت گفت
 چه شما بسیار ترسانند که اگر استفتح شما پس من خواهد مرد قاضی
 را بجای این سخن پیش قطب العالم رسانیدند و فرمودند که هر چه در حق
 پسر میگوید البته مستجاب است اگر چه کافر باشد هر چه از زبان وی
 بر آید همان خواهد شد پس سرش جانی سوار شده بود و دور دووانید
 سبب از سبب جدا شد کردنش بشکست نیم مرده بخانه اش
 آوردند و در کور مش قاضی را جا زد و دیده آمد که پسر بار آورد
 بدیند من توبه میکنم قاضی را پیش قطب العالم عرض نمودند
 فرمودند که تیر همدست رسیدا حرممان روز مرد و عقلت که کرد
 مذکور بسبب مردن پسر خود را ایامه خیرا داد و دل کینه گرفت عالم خیرا داد

میفرمودند چون خانه میان رخورد از سرای قطب العالم واقع شد
 مردم سرای از دست آن ظالمان بجان آمده بودند پیش قطب العالم
 داد خواهی نمودند حکم فرمود خداوند تعالی روزی در دست ظلمت آن را
 بخشید و از آن حوض من آب بخوره شربت مرگ خوانند چشید و آب تر
 در آن حوض نخواهد ماند در چند روز آن پرده را در آن جوانه مرگ شد
 آب ما خورده الحال آن حوض موجود است اگر چه شقی دارد اما در
 بر شکان خشک میگرد و در شب شکی آن میان مردم حاصل عام مشهور
 همین است که مرقوم نمودند فطرت که میان رخورد از سرای
 که بودند مرد و زنان آخر رسیدند پیش قطب العالم روزی
 عرض نمودند که مراد آن که دشمن کرده خود یا صند الحال از دنیا ^{لا}
 میروم بر چه حکم شود فرمودند یک ستره خداوند تعالی خواهد داد عرض نمود
 که مضمون این آیه اتی و هن العظم و استقل الی سر شیا علم شد
 که قال ربک هو علی هین از دعا و قطب العالم در ازل بر او احق
 پسری داد که الحال بر او لاد نو باقی است فطرت که میان قاضی
 را جانزد یک خانه خود در سرای قطب العالم جاه کنده شروع کردند ظاهر
 حکم کردند بودند چون قطب العالم را خبر رسید که یک نگاه داشت عرایش
 منع نمودند حکم شد آب شور بر روی آب گرم کسی خواند خود و اکنون آن

موجود است بسیار شورش است و این خوردن نیست مردم همسایه او کجاست
 دیگری بریزد و برای خوردن آب از چاه قطب العالم می بردند و گفت
 روی در مجلس قطب العالم طعام حاضر آوردند خلق الله طعام خوردن
 معمول شد و میان می خات افغان شاکر و قطب العالم دشمنند ممتاز
 الاقران او نیز در آن مجلس حاضر بود قطب العالم و طریق مزاج استخوان
 از طعام برداشته بجانب ایشان التفات نمود فرمودند که این را دست
 مسدود از زبان ایشان ببرد که دیگر این چشم برین دوخته اند قطب العالم
 بداد فرمود که شما هم در مجلس کوشیدند باز ایشان را حالتی پیدا شده بود
 که کسی مریض مشاهده و ساجده بالبنان می کرد و میگفت چیزی از علمی می پرسید
 چنان لبسته دهن میشد که گویا عامی حرف انداخت باقی هم نخواهد و اگر
 بطریق خواندن شاکر می پرسش ایشان کتاب می آورد چنان بیان شاکر
 میفرمودند که راه بس گفتن میدادند هر علم بر کمال بود که حواشی کافی گفتند
 که فاضل شهاب الدین محسن برای گفته اند دیگر هیچ کس مقصود فاضل فقه در دست
 و مسن بودند و عمر دراز یافتند و مولف این رساله پیش ایشان شاکر می
 کرده است چرا که وطن ایشان لکهنه در لایر بود و بوده است و بریزد که از فقیر حقیر
 ایشان را طلبیده برای سستی گفتن فقیر و طالب علمان که در خانقاه
 استانه تبرک قطب العالم در گذشته بودند مدتی در انجا درس گفتند

و مشبهای خورشیدان که سرای کمال بود جانب جوی بر زمین توری
 در او کانی برشته افتاده دیدم که هر سرامی نالید و میله در میان حال داشت
 و دگر لنگندان برشته شده چون تنگ چوک حاکم شده بر سر او
 استاده شدند و مرا و هم بر حال او آه ها می آید و هشتم که با دیدم همه
 حال مردی سپه سوار بر دلداری گردانده و فراد بگوشتش رسید
 که در می ابریشمی بر کتف است و فی الحال ارگفت خود مرد است و
 بران انداخت و روان شد بخاطر غیر رسید که دنیا هم خوبتر است
 اگر در چنین جاها خرج شود علی الصباح در خدمت پیر دستگیر حاضر
 شدم فرمودند که میان سعه دنیا اگر در مصرت خرج شود خوب است
 شما هم تعرف او اعراض نکنند که خدمت شما خواهد کرد میفرمودند که
 این چیزی که ظاهر می بینید از بزرگت سلفقتن پیر دستگیر میدانم
 می آرند که جلده مایه در من سیده و زنده و زمره بود که برای ^{خالصا} _{بود}
 و صوفیان و قوالان و مجادان و مسادان خرج میشد و هیچ دوری
 که چهار هزار پنجاه و هشت گشتش نبود اگر مخاممی می آمد موجود نبود هر
 معتقدی حواله می داد که ترا نمی حاجت او بر نمی آید نقلست
 اکثر ترکش میدان که اسبان ایشان مرده اند و ساده شدند و در
 حال خود نموده و سب تفحص نمود و هر یکا که سیدانشد خوریده با و غایب

و بیای سبب عطا نمودن روزی جمعی پریشان روزگار در حالگاه
 آمدند و احوال خسته باز نمودند حکم شدند چند روز صبر گفتند بعد از این ایام
 سوداگران و دوسه طویل بسیار خوب در خیر امان دادند و خیر رسید
 حکم شد که همه بسیار را با مشخص سازند چند برابر رویت شدند
 بخاطر سوداگران رسید که ایشان مردم در رویش استعد در از گما
 موجود دارند که بسیار بکسیرند بر خاطر و مطلع شدند فرمودند و در
 دل هیچ اندیشه بسیار برگاه که تورا در کسبه خود نمی آید ترمان بسیار
 فدا طویل تو نمی آید بعد از بهای بدن سوداگران نوشته و در کسیر
 زن پرور بر سر عالم اینجا بده اگر عافیت از تو آید نماید
 بکیر و الا نه زد و برگردنم و زود که سوداگر بر در او رسید خیر شد
 که کسی کتابت از غیر امان قطب العالم آورده است بپی بر بند و دید
 سوداگر رسید بر پای می افتاد سوداگر را راه را و در خواند و بر سر
 دیده مال و ثناده همان لحظه تورا بشمرد و بگوید و چند هزار تنگ
 زیاده داد که هر شمار قدوم تو میدهم که این مقدار راه امدی سودا
 در آمد و تعرفت خود آورد قطب العالم در طرفه العین همه طویل است
 بختا جان بخشیدند قطب العالم میفرمودند که اکثر اولیای حقیقی
 معلوم قبول نمیکند اما عالم فی علم السلام کما قال علیه السلام

علیه السلام ما من نبی الا ولایا نظیر فی امتی معصی بی همچنان از قاضی
 کم دانی این اولیا رسیدن صفت که هم انکسایمون و الهامیون
 فی الاخذ والعطاء بنظر نقصان منکرند از نعمت اولیای کمال حرم
 می مانند ای کم دانی این عزت محمدی است که اولیا را امت محو الحیا
 پیشین تصرف در عالم حق گشتند کما حیا الموتی و اسرار الاکبر و
 و التصرف من الملک ادا من الله تعالی تعلست که قطب العالم اعمرو
 بی بی صابره نام در زهد و ورع و ربی صفتی مریم عصر بودند و نفی
 در خدمت ایشان بودند چون برادر ایشان را که بر قطب العالم باشند
 متولد شد فرمودند که در خانه برادر من پسر شده روزی قطب العالم متولد
 شد فرمودند که الحال در خانه برادر من پسر شد که قطب العالم خواهد شد چون
 وقت فوت رسید آن هفت پیری را حواله قطب العالم نمودند تا عایت حدت
 بکران علم و فن نظر است می بیند و میداند و مانند آن مادر کار بارشادی به
 ایشان باین طبع شیرینی و بان بر زبان نارسا میدهند تعلست
 که بی بی ملکه برادر زاده قطب العالم بودند و ایشان را که فرزند متولد شده بود
 چند ماهه گشتند مردن برین مدت برآمد که هیچ فرزندی نمیشد زنان قصید
 جمع شده این معنی را پیش قطب العالم عرض نمودند التماس دعا کردند
 بعد از تالی فرمودند هر چند که اندر گاه فرزندی طلب کرده شد حکم شد

که در باب او نوشته اند و خبری بی ملکه مذکور بی اولاد این عالم رفته
 نقلت از شیخ عبدالحکیم ساکن بلگرام که من خور و بودم که پدر بزرگوار مرا
 مرید قطب العالم ساخته بود و بعد از مدتی کلاه از من فوت چون ششم ^{مخصوص} اند
 اندیم که کلاه را بر خرش کرده بگیرم که وقتی عجیبی و حالتی غریبی خلق آمد
 جمع آمده هیچ کس ملتفت نه و مشغول بخدا بود ششم من متحیر
 یکبارگی جانب من توجه نموده فرمودند که شیخ عبدالحکیم خوب رسیدی
 کلاه که داده بودم کم کردی ای سر مبارک خود کلاه نیز صوته مرا گرم فرمود
 شیخ عبدالحکیم مذکور میگفتند که مرا چون مهمی پیش می آمد و حاجتی صحبت
 می نمود این رسم مخدوم شیخ می نمودم شیخ سعدی را با من می خوانم و مطلع
 میسم تکلیف میرسد اگر چه دیگران حاجات از اسرار اعظم سعی خواندن بر می آید
 مرا همین دو اسم است و خاکروب ستاره نو این رساله را نیز از عقیده بر کتاب
 که بر گاه بر مهمی این دو اسم بصورت دل و اخلاص بخوانم بالچشم منتهی بالقرآن
 نقلت که قطب العالم میفرمودند که قیام دنیا و ثبات او از برکت مخدوم شافع
 و طالبان حق تعالی است که در روز شب چهار ساعت است و در هر ساعتی
 نو و نزار او می آید و خود است در سال شصت که در و شهادت یکبارگی
 شصت نزار او می آید و خود می آید این میان نو و نزار عاشقان باقی بی
 نیز ایند پس نو و نزار عاشقان که دنیا بدیشان قائم است در هر سال حقیقتاً

حق تعالی در وجودی ارد و نو و هر راز و از غنا بد از لغای بر می آرد و از حضرت
 رسالت پناه صلی الله علیه و سلم روایت کرده اند که نور عشق در امر است
 البحرین که از عالم علوم در دنیا آمده است و در میان آسمان زمین مستغرق
 طریق ابر سعید شکل در یاد و حواله آمده است هر سال یکبار در کوه طور آن نور فرو رود
 منور شود و دعا کند بگوید مرا خبر کن که کدام نیکوکار را برای من افریده تا دلها
 ایشان سوی تو کشم بدان وقت نور بر آرزوهای از عاشقان فرو داند
 این کاغذ را دوست کند و در طلب آن کسان که نامهای ایشان در کاغذ
 باشد سعی کند و دل ایشان را ساعت بساعت خدمت کند بسوی حق
 کند که بزرگوار من جنات الله نوادمی من عمل الثقلین ای عزیز عشق است
 حسین عشق عبارت از علوی است یعنی عشق مستقامی از مکانی در مکان
 بهزاتقان طالع آمده تا دلها را ایشان را کامل گردانند و بحق کشد و شین
 عبارت از آتش شوق است که حق تعالی در دل مجبان خود افروخته
 شما بر چه که عشق باشد سوره و این شین عشق در فراق بستن آمده
 و در سوره هم عشق آخر بستن عشق که عین و شین و قاف است
 عین لباس آمده محرومان در نیابند بهیسی که در توریست هر جا که سین
 در قرآن بسین آمده است و در اول سوره قرآن بسم الله آمده و در آخر
 ششم التوهم آمده و ذکر موسی در قرآن بسین آمده است

چون حضرت موسی از لکنت زبان حروف شین را بسین میگفتند خداوند
 تعالی موشی نام ایشان بود و موسی میگفتند خداوند تعالی در قرین خود
 ایشان فکر کرد و در توریت شین ایشان یعنی موشی موش را
 گوید و زبان عربی و شعی خوب را گویند چون در لغت ذریعین خوب
 و اب بافتند موسی نام کردند تا بدانی که عین و سین و قاف حروف
 عشق است که حق تعالی در قرین یاد کرده است نقلت که در علم
 میفرمودند که وقتی مناجات کرد و خداوند فرومای قیامت حساب
 من بدست من و ده زیر که امتی دارم در غایت جور و بجا نباید که ایشان
 توضیح نشوند باری پیش من توضیح نشوند فرمان شرفروا قیامت
 حساب است تو پیش خویش خواهم دید ایشان پیش تو توضیح نشوند
 اگر ترا امتانند مرا بندگانند ایشان را پیش تو بر چه نصیحت خواهم کرد
 و درین محل سوال میکند که اگر چندین تکریم و شرف در باب کمال
 معاصی بچو و بجهت جواب گفته اند تا جرانه بکل علا ضایع نشود
 مترو که حق سبحانه و تعالی راه و خزان است یکی خزان بر تو
 یکی خزان بر رحمت اگر اعلاعت اری ثواب و اگر محصیت اری
 مغفرت و رحمت بگفتند که حق تعالی بنده را با محصیت مستلا
 با چشم اطمین برسد چنانکه بوستان خوب می باشد سره درویش

فصیح گفت از بهر چشم رخم و گفته اند که خداوند تعالی که بر بندۀ
قضا کرده است که تا دلیل پیرماکی عزت گفتند قضا ما و شما مان

بر صند و بر عزم المنزست علیه السلام زنی را به صیدی که در دام صیاد
نمی یافت سهل تر است سردانکه در دام افتد طعم نیز دارد و غلظت
قلب العالم سماع را از شعر علی اله علیه وسلم نبوت رسانده اند مفرمود
که و قتلک یغیر علیه السلام شنید که فقیر از امت من در می آید و بهشت

دشمن را اختیار نه بنمیرد زک یا قدر سال شد خوش شد نیاری را
طالبه ز آشنای برگوید و اظهار خوشی جوید ما را این شعر آغاز کرد و بالی

وادی نواز محمد علی قاسمی حیدر آبادی علی قاسمی علی قاسمی

ولا رازن الا العيب الذي تشرفت فمشده رقبتي تراق

حضرت معاصر خانی صوفیان متحرکہ مسند گامی بازون

نہام مشائستہ نا انگریز دوا و مبارک علاحدہ گفت و آن دوا می مبارک

قسمت یاران برو چه شکر کیموست در غوارن می آرد و حار صداره

ازان روای مشهور بود که قسمت سربازان خود و و هم ازین که صوفیان

منهاج را جایز دارند یکی از شیخانی می دانند لغات را کسی از قلوب العالم

پرسید کر قبل و بعد و محاسن قرآن خوانند از کجاست فرمود و کرد میثاق و میثاق

کہتے ہیں کہ شیخی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ فرمایا

رسول الله و منكر هستی از آن جماع که صوفیان میگویند فرمودند که من منكر
نیستم و لیکن بگو مرایش آن را که ابتدا و انتها بگوام الله کند پس گفتیم
من یا رسول الله منكر ان جماع مرا ایذا میکنند و بود تحمل کن یا ایا
علی که قطب العالم در خواب درود نموده مبالغه میخوردند و شرح مکیه
فرمودند که شبی بعد خواب زمانی بیدار شدم و وضو کرده بعد اای تمحمد
نخواستن سبقت شغلی نمودم و هنگام مطالعه چشم بر نمودن او نهادم گاه
و در در او دیدم که یکی بسوی دیگری اشارت بداد قال انه محمد رسول الله
هم در خواب بسوی مصطفی صلعم دویدم چنان جهان ارای اسادت و سادت
دارین دیدم و روی حقیر خود را زیر پای عزیز دی انداختم و بوسیدنی پای
مبارک می دولت منین و نگاشتم حضرت مصطفی صلعم هم عبارت
فارسی گفت داین درود را بر زبان مبارک گفت سهل تو این بخوان
لا اعم صل علی محمد بعد من صل علی علیه و صل علی محمد بعد من صل علی
علیه و صل علی محمد کما تحب و رضی ان و صل علی علیه و صل علی محمد
که معنی الصلوة علیه بر قصد و اما بجمعت ربک فحدث بنشین
و گفتن این بشارت واجب دیدم در یکی از این خوابها در صلوة مذکور
نمودم و سلف اعانت است که ترغیب اللطالین بعضی واقعات همی
و سادات تو مالی ایشا میزدند لایان را بسوی حضرت خدای بر باد

بر بایند خواجه احمد حبل خود وند تعالی را در بر کثرت که بخواند قرین پس
 بر سید قیما او تیر فیم گفت خدای تعالی منما او بغیر فیم مخفی خواهم چید گفت
 دیدم من سرور ما را خود را نو و نه کثرت پس گفتیم که نجات است گفت خدای تعالی
 از خواندن این دعا را اللهم صل علی الدنیا باعتبار عظیم عطا الیک فی قلوبنا و فقیما
 لم رضا الیک و مننا علی ویک باذ و الخلال و الاکرام برجتک بالرحم الهی
 نقلت قطب العالم من فرمودند دوست داشتن تو بر چیزی را که در گذشت
 و این حکایت فرمود بر روی رازی بود و دوستی و دوستی و مران
 یک چشم سفید بود و شوی او را ازین عیب خبر نبود چون در راهی راه
 مراد خویش را و بسیار عشق کمتر گفت سفیدی چشم بدیدن گفت
 اندر چشم سفیدی کی بدید گفت انگاه که محبت من از دل و نقصان
 گرفت نقلت که قطب العالم فرمود که از دی پیش جعفر صادق علیه السلام
 عرض کرد که مرا دیدار چون ممکن بنمای جعفر علیه السلام جواب داد که حق تعالی
 موسی را نمود ترا کی نماید ان طالب جواب داد که در وقت موسی عمر
 تحلی قدری بود و لا جرم من ترانی جواب شد و در عمرم تحلی و طهری است
 کی میگوید و اندر اعدا صی اراه و دیگری میگوید سبحانی ما اعظم شانی
 و دیگری میگوید بحسب فی حسی سوی اسد و دیگری میگوید لا اولیا اکثرت
 رویت فی الدنیا و الاخرة و حواجه ما محمد مصطفی صلعم بعد اعزاز و اکرام

معراج بروند و بشرف جمال مشرک گردند تو مرا بخواب من ترانی وضع میکنی
 جعفر صادق گفت راست میگویی ترانیدان سعادت رسانم بعده او
 بدن رسانید و قطب العالم فرمود که خدا را ستد کاند که همدرین دنیا
 چشم دل خدا بینند و همین چشمی که بر روی هست منعکس
 میشود چشم دل میگرد و در هم بدن چشم می بیند نقلست که قطب العالم
 میفرمودند که بلند منان مکانهاستند در امت محمدی که از خدا جزو است
 نخواهند پیری را گفتند خواهی یا خدا بر به بی گفت فی گفتند چه گفت
 چون موسی ^{اعظم بود} کوست نزد ^{موسی} صلی الله علیه و آله کوست دید پس کوست با حجاب
 از دیدار حق جل و علی نقلست که قطب العالم میفرمودند الشریعت
 کالسفینه والطریق کالبخر والحقیقه کالدرفین اراد الله و کنت
 فی السفینه ثم شرح فی البحر و صیل الی الله الرحمن ترکت التکلیف ^{ثم لعل}
 فی الله نقلست که قطب العالم میفرمودند که نفس بید حرکت و
 تلویحات انواع دارد گاه بگوید خدایا من بید آمدت فین منقطع
 شده است فنیاب شود و یا نشود درین تلویحات و حرکات
 اصلا صلعت نشود و خود را در شتی عشق نه امیدی تمام است که
 فضل غفار و کرم می که همیشه باقی است بگرانه رسی اگر از افعال
 مشایخ سلف و اهل طریقت ^{ایضا} مگردی از شنیدن و مطالعه کردن

ایشان هم مثل مشهور است که نوشتی علمی بر آن سر کمر رسیدن
 بکعبه نتوانم ماری از قبله رو گردانم اگر نفس تو کوه که این مردمان
 قومی بودند که افتد ایشان نوتن کرد و احوال زنمان که اهل عجله
 و در راحت و آسایش و تن آسانی بر خویش بسته بودند مطالعه کن
 و در آنگوی که این نقش تو عوی مردانگی و آری چه در غایت
 و کم اهمیتی باشد که کم از زنی باشی و این حکایت فرمود نقیست
 که رابعه بصری خانم بی در بند کسی گفت در بند کن تا شب را بفرخ خاطر بانی و بند
 موجود کرد و شب را بداد باید او را در بند را و در گردانید پسید چرا و در
 گفت چون در بند باشد خاک را تفرقه بستن در شود و اندر وقت ضایع شود
 رابعه در مباحثات گفتی ملکای بر نصیب رابعه است از دنیا شناسان خود و
 و هر چه نصیب رابعه از نیست بدوستان خود و رابعه را در دنیا اندوه تو عکس
 پس است و اندر نیست نام تو یا و کار پس نقیست نیز که در نیست جنبه
 پارسا در بازار رفت او را موضوعی بگوشه بازار بنشاند و برای بعضی حکام
 خود بر رفت بر آن کتیرا که گفت از اینجا دور شو ما من باز ایم چون باز آمد
 او را ندید پس بخانه با حشم رفت چون کتیرا او را دید و است کرد
 شد است گفت بر من تعجیل مفرمای تو مرا بجای نشاند و بودی
 که اینجا بچاکس خدای را یاد نمیکرد و هر رسیدم که انموضع خفت نکند

آن از سخن پادشاهی مستحجب و دوشی را از او گردانید گفت بدکردی ترا
 خدمت میکردم و خواب می یابتم اکنون یک خواب رفت نقیصت که
 قطب العالم فرمود که روزی صوفی جامه صوفیان پوشید و بر در صوفی بیاید
 از دختر وی ابی طلحیدوی گمان برد و سبب و ضمیمه طلبید و پیر کرده آورد
 آن صوفی پیش آن پشامیدن گرفت آن دختر عیش بدرووان رفتای
 پیر ساخته شو که قیامت نتر و یک سر سیده است پدر گفت ای عجزه چه
 میگوید چگونه ترا تحقیق نموده است که این میست و تحقیق تمام میگوید
 ای بدو دیدم که صوفی جامه صوفیان پوشیده در روز آب می آید
 عجب بود که صوفی جامه صوفیان پوشیده در روز آب خورد قیامت
 قائم نشو و نقیصت قطب العالم فرمود که خوابه حسن صالح کنیزک داشت
 اسرار و دخت بر قومی چون میان شب کنیزک برخواست و گفت
 ای اهل الشرع الصلوة و الصلوة ای ان را تعجب نمود و گفت صبح پدید
 آمد و شد کنیزک گفت شما بر نماز فرضیه و نماز دیگر نمیکردید گفتند بی
 کنیزک بخوابه حسن باز گفت گفت ای خوابه زهار مرا بر قومی
 فروختی که ایشان نماز تعجیل نکردند مرا از ایشان بازستان
 ای برادر نامدانی کنیزکان این زمان این صفت و در ^{عکاس} ~~ششم~~ ^{احد}
 این زمان راجه صفت خوابه و نقیصت که قطب العالم فرمود که

فرمود که بنده از شیطان خلاص نیامد مگر با صلح حق این حکایت فرمود
که عابدی در اتم سابق خدای راضی بر استیلا علی و از لیس شنید
که جماعتی اند بخدای در خستی راضی بر استیلا و بسبب آن در خشم شده

و تر را بر دوش نهاد و قصد آن در خست کرد تا او بر دایمیس بصورت
بهری پیش می بر آمد گفت رحمت الله کجا میروی گفت میخواهم کمان ^{خست}
برم گفت ترا بدان چه کار عبادت و مسخولی خود بیکر شستی و بغیر او ^{مست}
گفت این نیز عبادت من است ابلیس گفت من ترا اطلد ام پس باوی
جنگ کردن گرفت عابد او را بگرفت و بر زمین برزد و بر سینه اش نشست

ابلیس گفت مرا بگذار تا حکایتی بر تو گویم عابد از سینه او سر خاست
آغاز کرد خدای از تو این ساقط کرده است و بر تو فریفته نموده است

و تو از انمی پرستی و از غیر تو بر توجه واجب آمده خدای را بتغیر انداز
زمین اگر نخواهد ایشان را فرمان دهد تا او را بر بند عابد گفت مرا از بریدن
چاره نیست باز باوی جنگ شروع کرد باز بر و غلبه کرد و بنده ای ^{غمت}
و بر سینه او نشست ابلیس عابد را نشتر گفت ای عابد هیچ رنج نیست
در کاری که در میان من و تو مفصل کند و آن تر بهتر و سودمند بود
آن چه چهر نیست گفت مرا بگذار تا بگویم عابد او را بگذشت ابلیس
تو مردی درویشی چیزی نداری که از این بار سخته در دهانی من

توانی آن تحمل میکنی و شاید که دست واری که بر بردار آن خود ^{تقصیر}
 و بیایگان مواسات کنی و از مردمان بی نیاز شوی گفت ای گفت
 ازین کار باز گرد من نزدیک سر تو بر شوی و دنیا ز منم چون باها و خبری
 مرا بگری و بر نفس عیال نفقه کنی و برادران را صدقه دهی پس
 ترا و مسلمان را سود مشد بود ترا از بریدن این چه باشد که بجای آن
 دیگر باشند و بریدن ^{این} مرایشان را از میان ندارد و ترا سود ندارد پس عابد
 نظر کرد و گفت پیر است میگوید من پیغام بر نه ام که بریدن این درخت بر من
 لازم باشد و خدا تعالی مرا تفرجوده است که ترک آن عاصی شوم و اینی گفت
 منقبت بیشتر است عابد به محبت با زکشت چون شب گذشت بامداد
 و در دنیا ترزد یک سر خود دیدیم همچنان تا سه روز دنیا را یافت پس چون
 او باها و کبر جری اندید خشم و تهر برد و شش شهادت بلیس را بر صورت
 پیری کشید و بیاید گفت تا گنجی گفت درخت بستم گفت دروغ مگوی
 نمی آید توانی و ترا بدان را می نیست پس دست سری او برد تا او را بگیرد و خانه
 اول بار کرده بود ایلیس او را گفت بزرگ من از دوزیرهای خود چون کنی بگفت
 و بر سینه نو بنشست و گفت ازین کار باز باش و الا ترا بوج کتم پس عابد
 خود را طاعتی نذر گفت مرا غلبه کردی اکنون دست از من بردار مرا خیره
 که ترا چگونه غلبه کرده بودم و اکنون تو مرا غلبه کردی گفت اول بار برای خدا

برای خدا در چشم شده بودی رزیت تو آخره بود پس مرا مسخر و منور
 کرد و این بار برای نفس خود و دینار و چشم نشدی پس مرا
 غلبه کردم بر زمین انداختم این حکایت تصدیق قول حق تعالی است
 الا عیالک منهم المخلصین ^{تخلصت} و ملک العالم ^{عالم} از بود که مشایخ
 رزق را چهار قسم گفته اند رزق مضمون رزق مقصوم رزق مملوک
 رزق موهود و رزق مضمون آنست که آنچه بدو برسد از طعام و ثواب
 و آنچه او را کفایت است این را رزق مضمون گویند یعنی زیر قیام
 خدا تعالی ضامنست و ما من و ابته فی الارض الا علی الله رزقا ^{مضمون}
 آنست که از ازل قسمت شده است و در لوح محفوظ نوشته شده است
 رزق مملوک آنست که در خیره او باشد از درم و حایره و اسباب دیگر
 رزق موهود آنست که حق تعالی صالحی و عابدی را بداران وعده
 کرده است و من ترن اندی بجهل به خیر و رزق ^{مضمون} ^{مملوک} ^{مضمون}
 فرمودند که توکل در رزق مضمون باشد در رزق قضا دیگره زیرا که آنهم مقصوم
 در آن توکل چه کند و آنچه مملوک است در آن هم توکل نیست زیرا که آنچه
 وعده کرده است بخوار رسد خد توکل در رزق مضمون است یعنی
 بداند آنچه کفایت من است بخوار رسد توکل کند ^{تخلصت} ^{عالم}
 فرمود که عبادت مرا هر چه مرا می دهم باقی رسول الله

نهایی که هم ایشان میگویند و ذکر اهلان تعلقه و لا القلبیه و من
 قال لا اله الا الله فهو کافر پس گفتن ایشان باعتبار حال و مقام خود
 نه آنکه علم را مانع شوند و ذکر نهان و ذکر دل را باز دارند مردی سوال کرد
 که باشد بعضی سالکان گویند من قال لا اله الا الله فهو کافر نموده
 که این سخن صاحبان حال و اهل مگاشقه و مشایخه و شفق است
 قطب العالم فرمود معنی این حدیث اطلبوا العلم ولو باللسان و وجه شنیدیم
 علی گفت که سینه این با پسند آکوید و آن مقامی بیدست و در من است
 مقام بید عبور شده بیدست یعنی طلب کند علم را اگر آن علم درین جنب
 باشد و دم است که سینه سرور شر را گویند که سینه سرور و شیر محل ملاک
 و صفه بیان باختن معنی ظلم کنید اگر چه در جنب محل خوف و هلاک باشد فقلت
 قطب العالم فرمود و هرگاه عسی می را خداوند تعالی ببرد است بسوی آسمان هر
 آسمان نظر کرد و فرمود یا فتقدیمار صدقه بر آن مختلف تعجب کردند از آن
 پس گفت خداوند تعالی اگر چهار برابر مردی مراد از این بودی و منفر فرموده است
 شود و در دنیا بعضی هم چربی اردنیوی که این مر قه و کانه شکسته را بپزد
 اند پس دید مردی که آب منجم و پست خود پس انداخت آن کانه شکسته را
 و گفت من غنی هستم ازین مرد و فقلت قطب العالم فرمود یکی از مردان
 شیخ بنید رحمة الله علیه وقتی بر شیخ سوال کرد شیخ جواب میداد و میفرمود

اعتراف من ننمود شیخ گفت فان لم تؤمنوا الی ما تعمر لون وامن اعراض ان
 مرد غایت کم نمی بوده است که در کسنازل و مراتب شیخ ننموده است
 تعلست قطب العالم فرمود که چون آدم بم در زمین آمد از نشیانی که در دل آورد
 انگشت در زمین اداخت قی کرد و بام زمین و حشره عرصه از حیاست
 خزان که دل در خوردن آن آوردند قی نکرد ز زیر کام ایشان تعبیه گشت
 و سه بیان بطبیعت زیر بودگی پیوست بعد از آن بر کیمایی که در محفل حق میگو
 پیدا شده در روی خاصیت طبیعت زیر آمد مبینی که از عذای این لقمه
 یافته بود از آن قاسل که منشا رکفر و فساد گشت صودی نمود تعلست
 که قطب العالم فرمود که شیخ محمود استی رومی ارشد که مرییدی از مریدان خویش که
 وی را شیخ محمد کرمانی لقبندی اردو لایت باز چون بولایت باز میفرستاد
 دی را وصیت میکرد چون بولایت باز رسیدی حریص گرد و خلوت نخواستی
 که مشغول شوی ان شیخ محمد گفت شنیدم اگر وقتی مدوی مرا برادر سلطانی هم
 تا از آن بیا ساید احارست باشد چون این سخن بشنید شیخ محمود رسید
 در پیش افکند کسب از زمانی سر بر آورد گفت عجب دارم از حال کیمیکه
 ما را فقی ز سر در وی میدیدند و او میخواهد که خازن بانی دگر صبرون کند ادم
 عزیز من گفت خلق از جمله طاعت بزرگ ما براه خدائی در نمیکنند الا
 وقتی از مناسبت یا رسندی کند و این کار برآمد مردم متعجب بود و هر چند که

که گذران همه عین احوال باشد و نگردد با وجود همه طامات مرانی زیرا که مقصود
 مقصود است نقلست که قطب العالم فرمود که مطلق علم فرمودند که حقیم
 کفاره و نسب سببه بر دستگیر فرمودند که در کونیا آن یکسال باشد و نرمانده
 نقصان سر این است که این یکسال را بخورد و لا یموت بمقابر او نشان
 یکسال برود و نقل است قطب العالم فرمود و خواهد چندی و فنی مرعش شود و خواهم
 میگوید پس خودم من از برای که مرا شایسته صفت بخشد پس گفتند
 مراد در سر من لا تدخل بینی و بین نفسک یعنی میان من و میان خویش بود
 و در میان من ذات خود اندر هر طریقی بدارم باید نقلست قطب العالم فرمود
 که در تفسیر عین المعانی و معالم النیران گفته است که نام خضر بلایان مکان
 بوده است خضر لقب است و کنیت ابو العباس است پس خضر ^{طیلس} ^{طیلس}
 علی مرده حیره در تفسیر سوریان ده سوره گفت صفت خضر میگوید سری بلبل
 اند و خوش اند که سیری گردانیده کشیده موی مسک عارض کشاده ابرو
 درشت دشت پای اندک سختی نرم خوی غمزه پای ام القیاس
 سبک کامی کوتاه جامی غمزه و دستهای کند دشت جامه بی شکلی بی رعونی
 ناکمان در آمد حیا که نگران دشت که از کجا آمد ناکمان غلب شود چنان که
 نگران و دشت که کجا رفته و در تفسیر سبط ابوالعباس و معالم النیران میگوید که
 پسر فلک از ملوک بود است چندی خویش که در ایامی خود نشاند خضر

نکر و از پدر کریمت بخیر بر دریا سوخت بعضی میگویند که از نسل نبی است
 نقلست که قطب العالم فرمود که خواجہ فضل عاصم گفته است که اگر کسی
 گوید که از خداوند تعالی میترسی خاموش باش زیرا که اگر گویی نه کار شوی
 و اگر گویی آری دروغ گفته باشی نقلست قطب العالم فرمود که بزرگ آید
 که چگونه میباشی گفت چنانکه بیدار دگفت چگونه میدارد گفت چنانکه میخوا
 گفت مرا با خواست او چهار بند را در پایگاه حجر امید و ارباب بود با خود است
 او چه کار خواهد سلطان العاشقین و تسبیح سره گفت سی سال مکلفم
 کن چنان کن چون اول مرتبه بمعرفه رسیدم خدا یا تو مرا باش در هر خوبی
 بکن نقلست که قطب العالم فرمود که روزی ابو الحسن نوری خواجہ خبیر را بر سر
 سربید که خلق را سخن میگفت پس گفت ای ابوالقاسم خدا تعالی از عالم
 بعلم را خفی نکرد و ما او را اندران گنایا بدیعنی تا عامل نباشد مران علم را پس اگر
 تو عامل آن حلی انگاه این مقام لازم کبر و الاله فرو دای پس خواجہ خبیر
 در حال فرود آمد تا یکماه بر خلق سخن میگفت خواجہ در خود نظر کرد و این معنی که
 ابوالحسن نوری بدان اشارت کرد در خود دید یافت یکماه در خانه
 پس بیرون آمد و گفت اگر مرا رسیده بودی که حضرت رسالت شاه
 محلی علیه السلام فرموده است که در آخر زمان مستر شوای قوم خوارترین
 ایشان بودند بر کز یا شما سخن نگفتمی این اردوی اقرار دادن بود یعنی من

من آن کسی نام که استحقاق علم و فضل بکوهیم تا اگر اندر فراغات حق علم راست
 نباشیم اندر اقرار داون بتقصیر است باشیم نقیست غلبه العالم
 فرمود که علم خدا تعالی تازه بود چون علمار دنیا بدیدند خطی در اسلام فیه نور و زکی
 شیطان را بدیدند شسته بیکار غارح البال پرسید که عجب ترا فارغ می بینم
 گفت علمار دنیا بدیدند باز من حاجت نماد حق تعالی بدین را بجای من
 نشان نقیست غلبه العالم فرمود پس دستگیر این فقیر را اکثریت فرمودند و در جنت
 رعایت ادب میخواستیم از پیش سلامی کرده پس بنام باشاره مانع میشدند
 تا آنکه پیش نشسته ده کرده لا اله الا الله و حده لا شریک له لا اله الا الله
 بحسب و سوحی لایوت بیدر الخیر و حلی کل شیء تعدیه میخواندم در پای افتاد
 بخلو تخته میرغتم و مشغول میشدم بر دستگیر فرمود که بنجام بر علیه السلام فرمود
 که در عقب نماز باید که نور حکایت بگردد باشد و در انوار لا کرده باشد
 ده بار لا اله الا الله و حده لا شریک له تا آخر بگوید ثبت کرد اند حق تعالی در اسم اهل
 هر بار بگوید ده یکی و در آخر در پشت هر یکی از ان برای او درجه باشد و در یکی
 از ان ثواب از او کردن بند و ان روز و شب در هر دو حطه عصمت خست
 باشد از کرد و هیچ کناسی از شسته که و غیره بد و نرسد نفوذ بهر منافع است
 و طلب العالم فرمود که شب قدر را علامت بشناسد که ان خشم باشد یعنی مکاشف
 علم موجودات سجده میکند غیر حیوانات یعنی عبادات و غیر فرموده قاعده

معرفه لیله القدر و ذلک من قول الشيخ الی الحسن الخصال انه قال ما قال
 لیله القدر فی کل سنة مائة و عری و العا عدة فی ذلک جمعه انه اذا کان
 اول شهر رمضان یوم الاحد کان لیله القدر فی تاسع عشرین و اذا کان
 یوم الاثنين ففی حادی و عشرین و اذا کان یوم الثلاثاء ففی سابع و عشرین
 و اذا کان یوم الاربعه ففی تاسع و عشر و اذا کان یوم الخمس ففی ثامن و عشرین
 و اذا کان یوم الجمعة ففی سابع عشر و اذا کان یوم السبت ففی ثالث و عشرین
 نقلت قلب العالم فرمود که روح با دشا هست وزیر او عقل و شکر او ملک و حسنه
 حق است در جانب دیگر نفس با دشا هست وزیر او شیطان و شکر او است همه وقت
 محاربه آرند و ادام که روح غالب است بر آن شخص خیر است و طاعات و عبادت است
 در وجود او اگر عیا و اباد منهنش غالب شود فسق و فجور را زود در وجود او بد و
 بر طریق که غالب عیبه او را بود و عبادت و رباست صفت طیرانی حاصل است
 نفس با او که کسب چون در طبع روح است نیز او را طیرانی حاصل است بر دستگیر
 فرموده که اگر روح غالب است فرود است و راحت باشد چه که محبت روح است
 و اگر لغو و ابد منهنش غالب شود با او که روح میجواید با غفلت و بیگانه میشود
 صحبتش روح را نیز عذاب کند زیرا که روح اصل است و قیام می اومد بدو
 که اگر لنگی کوری در باغ بزدی نماید که لنگ بر کتف من سوار شود میوه
 از درخت غرور و آرنک هم چنان کند و این غرامت بر هر دو تن زیاده آن

ان وزدی بواسطه هر دو بوده تنها بر یکی نمیتوانستند فعل است و طلب العلم
 فرمود و در حق مصطفی علی اله علیه وسلم و ابوبکر رضی الله عنه یکجا بود و هر دو
 بیامد ابوبکر را دشنام داد و ابوبکر ساکت بود مصطفی صلعم در ششم بود بعد از آن ابوبکر
 بعضی را جواب مصطفی صلعم در غصبت برخواست برفت ابوبکر مصطفی صلعم
 و گفت یا رسول الله ان مرد مرا دشنام داد و تو ترسم میزدی ما چون بعضی
 گفت من وی را زد کردم و جوابی نداد و خود غصبت شدی بر عیاستی و برفت
 مصطفی صلعم فرمود یا ابابکر ان هنگام که تو ساکت بودی و نظر بر دشنامهای
 نگرفته بودی با تو در شسته از حمت تو دیر از دیگر دو جواب میگفت ما چون تکلم
 کردی و بران مرد بعضی زد کردی شیطان باید در فکرت شیطان باشد
 من چگونه باشم نفیست قطب العالم فرمود که لطیف است که ما خلق نرخی
 کنی نه در شستی روایت کرده اند از امیر المومنین علی کرم الله وجهه غلام خود
 جواب نداد پس دوم بار سوم بار پس خود برخواست و رفت دید که
 غلطیده است گفت ترا میخواهم نمی شنوی گفت می شنوم گفت
 پس چرا جواب ندادی مرا از تو اینی بکلی است جواب ندادم امر المومنین
 علی کرم الله گفت من ترا آزاد کردم نفیست قطب العالم فرمود که علی از
 هفتاد موفیان بزرگ دشمن من است یعنی انا که بر سحاه
 مشیخت نمیشدند یا هر که در عمر بزرگ باشد یا سزا بزرگ داری و در شست

ایشان عیسی بجا آری نو کفنه آیت سر اعدول نکنی می آرند و خوا

شفیق الخ و ابو سراج حسینی روزی بر سلطان العارین

بودند طعام پیش آوردند جوانی استاد خدمت میکرد و سرد و بزرگوار

گفتند ما با ما طعام بخوران جوان بواب گفت من صایم پس خواج

ابو سراج گفت بخور بواب کما یسئال گفت روزی بهر آن کشاد پس

شفیق گفت بخور بواب کما یسئال گفت آن نیز جواب ادل و ادح

بایزید گفت دست از دیندارید که اورانده حضرت است پس خور و بنمای

که اورا بزرگی گرفته و سرد و دشمن بد کرده اند قطب و قطب العالم

فرمودند که علی از اخلاق صوفیان رحمت کردن بر ظالم و دما کردن بر آن

ظالم است می آرد که خواج معروف گری بکار دهنه در آمد تا و صول کند

بر سامنه خویش نهاد و خود قوصی کردن مشغول شد عورتی آن مصحف

و جامه سر پوشید و آن خواج بدوید و گفت ای خواج من مصحف مراده

و جامه میر لعل قطب العالم فرمود که بر دستگیر و زینت وقت قبول در شب

معاذ بوده است با حضور تمام میوانده و اگر امر در میفرمودند و آن نیست

قبول کردم دین مسلمان را از انچه در دست برار شد هم از کفر کافر

و انچه در دست و اتوب الیه و قول استمدان لا اله الا الله و جوده لا شریک له

و شهادت محمد احمده و رسول الله بعد از آن سه گرت این میخوانند و الحمد لله

و شهادت محمد احمده و رسول الله بعد از آن سه گرت این میخوانند و الحمد لله

و شهادت محمد احمده و رسول الله بعد از آن سه گرت این میخوانند و الحمد لله

و شهادت محمد احمده و رسول الله بعد از آن سه گرت این میخوانند و الحمد لله

انی اعونک من ان اشرك بک شیوا وانا اعلم و استغفرک مما لا اعلم
 و انوب الیه و اقول لا اله الا الله محمد رسول الله نقلست ^{فصل} ^{در} ^{مورد} ^{در} ^{توبه}
 و ششکان بعضی گفته اند که همه ترششکان را در ویت باشد بعضی توبه کرده اند
 که در حق ترششکان نفس یافته نشد و منع باینکه بعد از لیل گفته اند فر
 حداد نبود که حیریل علیه السلام یکبار بحیث مصطفی علیه السلام در لیل و شبکی
 شمع شربت الدین عیسی منیری بول سی آورده است که فردا زیارت چنانکه
 مومنان را دیدار باشد کافران نیز باشد دل یکبار باشد بعد در عذاب
 و درخ در آرد برای آنکه نماند آنکه چه نعمت ازین فوت شد اما همین ^{نیت} ^{نیت}
 مومنان را برای کرامت شد کافران را برای سختی عذاب نقلست
 قطب العالم فرمود خواب که بیند تعبیر او از دانیان بپرسد و بر دشمن نکوید که
 که او بر حسب مطلوب خویش تعبیر کند خواب بیک تعبیر و بر صری بدی افکند
 و اگر خواب کرده ببندد بار او را بعد از شیطان الرجیم گوید هر بار
 جانب چپ اندازد زمین نفوذ و خوی انداختن شیطان را مطلوب
 و در جرم سازد و مطلوبی خواب دیده باشد بگوید آن مطلوبی دیگر خبید این
 بر کس نکوید و تعبیر آن از کسی بخوید تا خواب دور او را زیان نکند و او را
 در شقی و تضرتی نه افکند نقلست آورده اند که خوابی سبع شمع کامل بود
 مریدی از راهبان او را شیطان در خواب نمود که سری او را بیکویید

که ربع دوزخی است خلق را از وجهی میخواند و بریدند که بر او اندر مجلس معلوم
 و در اجرت کرده و حیران گشته و از وحشت او با مولنا که از دست رفته گفت
 خوابی دیدم مولنا که تغییر کن که از کسی نپرسید. ام خواب مذکور قهر بر کرد
 و روی نیز سر آورد در ربع رحمة الله معوذت و خست و گفت و سر بر افکند
 جانب چپ انداخت و سر را میگذارد گفت چیزی بد که دیدم خواب دیده
 شیطان است و این خواب نمودن ترا از آن هست که ترا از اعتقاد
 دور اندازد و از نعمت ارامه محروم سازد و برین چنین خواب اعتقاد
 نباید آورد و مستحیل را در معرض تحقیق نباید کرد و در ای مذکور ربع باز رسید
 خواب که دیده بود باز دید و گفت در شب یکسایه را پیش من آوردند بر
 پیشانی آن سکه داغ تازه کرده اند ربع گفت این نمود از آن
 شیطان است و آن شب تشویش داده بود و دل من خود من
 باب دهم از احتیاج بر پیشانی شیطان سه داغ تازه نمود
 فطرت قطب العالم فرمود که اخبار اقطار معجزه ما را اولیاء اقطار
 که است نشاید که از حجت و رشاد در بر و بر عیب ظالمی با آنکه خود و
 تعالی بمقتصد دل اختیار او بر روی ظاهر کنند یعنی بقلب و وقت با
 بغیر اختیار او از ذکر احمی ظاهر شود اخبار ما را که نیست او داده اند
 اقطار است شب با اقطار از حجت مادی و دوزخ در ماند و با اقطار حضرتی

معزقی در شرح محمدی و دین اسلام معزقی عام به سید هم نشد که اطمینان
 کند حکایت زندگی شیخ شهاب الدین که در دی قمر کس که از فواید
 آورده است که در قی فیلسوفی هزار نام بخیمت خلیفه بود که المستقر بالله
 داشت در راه و گفت خود را در خواست که خلیفه را از راه حق بگرداند و خلیفه
 هم علم او را غیب نمود این خبر شیخ شهاب الدین به سید و بعضی رسانیدند
 شیخ لطافت شد گفت هرگاه که خلیفه بدین فلاسفه میل کند چنان
 ظلمت گیرد این بگفت برخواست دبیر برای خلیفه او دیران زمان
 خلیفه بان حکیم به بحث خلوت کرده بود و هم بدین علم او بحث مشغول شده بود
 که خبر رسانیدند که شیخ آمده است شیخ را اندرون طلبیدند شیخ و راه خلیفه
 پرسید که این ساعت شما در چه بحث بودید خلیفه گفت در سخن دیگر
 بودیم بحث فلاسفه بنان داشتند شیخ فرمود که باید گفت که در چه بحث
 بودید چون الحاج شیخ بسیار شد آن حکیم گفت که ما این ساعت
 درین بحث بودیم که حرکت فلک طبعی است حرکات سه نوع است
 و ارادی و تسریست و حرکت طبعی آنست که بطبع خود و بجهت جنان
 سنکی را از دست بگذارد البته بر زمین افتد و حرکت ارادی آنست
 که براد خود حرکت کند به هر طرف که خواهد و حرکت تسری آنست که گاه
 بیکر و حرکت آرد و جباله مثلاً کی سنکی بر هوا اندازد و آنرا حرکت

گویند باز چون قوت کم شود هر آنکه بنجامینیت خود بر زمین اعتدال را حرکت
طبیعی اکنون مایلین منجبت بودیم که فلک طبیعی است شیخ فرمود منجبت
حرکت او حرکت قسری است گفت چگونه شیخ فرمود که فرشته ایست
صورت و برین نیست فلک او میگرداند و فرمان عذای خود را چنانکه در حدیث
آورده است حکیم در منزه شد بعد از آن شیخ خلیفه و آن حکیم را از زیر سقفی
که نشسته بود بیرون آورد و انگاه روی سوی آسمان کرد و گفت خداوند
اینچنینندگان خود را اینکای اینهارا بهم نامید از آن روی سوی خلیفه و حکیم کرد
و گفت نظر جانب آسمان کنید و در نظر جانب آسمان گردان فرشته را معانی
بدید که فلک میگرداند انگاه خلیفه از آن مذموب برگشت و بدین اسلام را شیخ
گشت و الحمد لله رب العالمین نقلت قلب العالم شریف شریف شهر مع الاول
سنة انتی عشرین و ثمانمائة کما صدقست ساله بعد از ذکر عزیر الوجود صاحب کم
و الوجود سراج الاسلام بنکی حضرت شیخ محمود نود اندر مرقد ایشان برادر از آفتاب العالم
بودند نام پدر ایشان شیخ محمد بن قاضی بهمن بود در ادب و خلافت از قطب العالم
و شریف و قطب العالم جبه سلطان العاشقین مخدوم شیخ سارک شریف
و خرقه بنکی مخدوم شیخ میاوه سارک که از بر و ستیگر قطب العالم باقیه بودند
بنکی مخدوم سراج الاسلام شیخ محمود عطا فرمودند و حالشین خود را بعد از خود
قطب العالم سراج الاسلام مذکور شد نوده ساله در قید حیات بود و در سجاده بود

جلوس فرمود نفیست که بنکی میان صفی خلیفه قطب العالم حضرت محمود و قطب العالم
 میکرد و بشال قطب العالم حضور یافته بودند قطب العالم هم ایشان را التفات
 در خاطر ایشان بود که قطب العالم حرة پر دستگیر من حواله خوانند که چون
 سراج الاسلام شیخ محمود عطا فرمودند و در پیشش بر این است که جامه که از پر
 می بایند هیچ خلیفه نمیدهند اگر چه بسیار خلفا میکردند و خلافت میدهند اما
 جامه تبر که پر خود در حلت بر کمر حکم بر خود می بایند میدهند میان شیخ صفی
 اگر در حیوه جامه خلافت عنایت فرموده بودند چنانچه بالا مذکور شد میان
 شیخ صفی سراج الاسلام شیخ محمود نقادی پیدا کردند یکبار عرس قطب العالم
 بودند در خانقاه مجلس جماع بود اکثر خلفا مردم اطراف جمیع آمده بودند و بنده
 شیخ محمود بجای خود رسیده بودند و عرس قطب العالم بود که طلوع روح پاک
 قطب العالم شد بنکی شیخ محمود را معلوم شد با دلب تمام عجبی خود خالی که
 حاسی کشید میان شیخ صفی هم بدین سر واقف شدند و بعد از آنکه ایشان را
 کشف است از آن باز آن حادثه بر طرف کردند و این بنا بر آن بود که سراج الاسلام
 تصرف دنیوی بسیار استند و کدای و سالی را کم از هزار تن که بر گزیده از قطب
 میفرمودند که فرزندم محمود جان عالی همت است که روزی خواهم بخشید از خود
 عالمی هستی بود که منظور نظر قطب العالم گشتند و حاصل آنکه از مردم ظاهر ایشان
 دنیا دار خیال میکردند و از احوال اهل این دنیا بی بهره بودند و قطب از زمان

شیخ الهدیه خور و خیر الای که مروی عالم و اهل سماع اراده و خیریت از بندگی
 سراج الاسلام شیخ محمود مدنی سراداشتند وقت رحلت از من حاضر بود
 که رنگ دلش بدو رفته و اندکین و مخزون کشته پمدرین حال بهوشی داشت
 بعد از ساعتی بهوشش بار آمد خوش و خورم بالش پرسیدم گفت اندیشه حیات
 میگردم دیدم که روح پاک پرین حاضر شد و مراد دست گرفته بحضور طلب العالم
 محمدم شیخ سعد قدس سرادان ایشان به سردستگیرندگی شیخ بنیاد قدس سراد
 رساندند از آن سلسله بسلسله بحضرت رسالت پناه مصطفی رساندند بران در
 حضرت بنامبر لثاقت بسیار یافتیم و حکم شد هر گرامیان میاد و میان سعد قبول
 کرده اند او در درگاه قبول است خاطر مجید را کنون خاطر من جمع شد و ارشاد
 رخصت میشودیم پمدرین بودم که و دعه حیات سپردند تعلقت که سراج الاسلام
 در صورت جمال بی مثال بودند بودند خلق انرا یوسف حق است می گفتند
 در سخا و کرم ثانی داشتند چنانکه بالا مذکور شد چون بخشش ایشان در حوا
 و عوام مشهور و معروف شد حاجتمندان از هر جانب جوع می نمودند و مظلوم
 بدست ظالمی بجهه زر گرفتار میشد پس ایشان می آمد اگر در موجودی بودند همان
 ساعت میدادند و الا غناش میشد او را خلاص میشاختند و بیرون عده
 از میرسانند نمی آرند که خودی سرگشته فقیر میان حیوانات که در موضع
 بنوا و مسکن است و مرید حضرت سراج الاسلام بود و حاکم بر همه

محمد بن محمد لکهنه اجازه گرفته بود وقت می رسیده است لکهنه سکه بروی باقی
 برآمد تمام مطالبه بر میگردد آن مردند داشت مضمون همین آیه بود میگفت
 لا یغرب عذاب احد ولا یوثق و ثاقه احد چون بسیار عاخر شد گفت
 مرا بخیر یاد پیش بر ما برید از اینجا وصول میکنم او را و ندو غنمو که بر این
 قدر در راه صاف من شوند بوجه یکماه رزق پیش رعیت هست تحصیل کرده
 و اما تمام حضرت سج از خزینه دار طلب نمودند و موجود نبود و اگر نه پیش
 ایشان چیزی نبود و از خط ضمانت نوشته دادند آن بی انصاف
 و اراجا که خلاص شد رفت گرفت سر چو کنج شک در باز دید از نفس
 قرارش نماند اندران کفش چو باد صبا آن زمین سیر کرد به سیر کرد باطن
 رسیدی بگرد چون و عد تمام شد آن حاکم بحسب تمام در خیر ابله
 و مطالبه بر نمود و گفت این زر را بدشاه است می باید داد و پیش پادشاه
 باید رفت و باید بخشا مدد هزاره مقدار یک لکهنه تنگ برآمد و اند باقی را تسویه
 حضور شدند از حاکم کثیر از خلفاء و علماء و طلب علم بسیار همراه شدند
 خلیفه وقت سلطان طاهر الدین محمد با بر پادشاه بود چون با یکدیگر ملاقات
 شد پادشاه به بدین دیدار بر انوار و شمعین گفت از ایشان بسیار
 راضی شد همان لحظه زده بخشش نمود و گفت این چنین مردم در جند
 هستند بعد از آن امام محمد طاهرین پادشاه که در آن وقت شهادت داده بودند

در بادشاه دگر شدند و در دلی رفته رفته بودند بعد از ملاقات دوم با شاه
 حضرت جوهر انگلیس نمود که شاه را در راه لاسا نموده بیاورد و در دست
 وقت در خدمت حضرت شیخ جوهر گفتند که ما و شاه آن را غیرت بسیار می یابا
 که هیچ عیسی و نسبت منظر ندارند اگر بادشاه قسم بیاورند که شاه را در راه لاسا
 بخیم من بروم بادشاه بگوید مصحف خود را در فرموده کسی از راه
 خود نخواهد هیچ وقت روان خود نخواهد چون حضرت شیخ جوهر شاه را در
 شاه را در این حقیقت پیش از رسیدن رسیده بود شاه را در
 مگر بسیار خوشحال شدند چون ملاقاتی شده در میان یکدیگر صحبت داشت
 بعد از دو سه روز متوهم ملا و دستا و شاسته بادشاه را دیدند و شاه مهربان
 بسیار فرمود حضرت شیخ جوهر را خطاب سراج الاسلام مخاطب ساجدین
 حضرت شیخ جوهر را بعد از آن بود که از بادشاه رخصت شوند که بادشاه بر خود
 رحمت و مکاری با بخدی رسید که رحمت حق پرست بر سر سلطنت و بر
 خلافت سلطان طاهر الدین محمد بنایان بادشاه اجلاس فرمودند که بادشاه
 کمان حضرت شیخ جوهر را خطاب سراج الاسلام مخاطب ساجدین
 بگذاشت ارضی مرد و محاسن در واقع نوشته شد و همان شیخ جوهر را در خدمت
 شیخ جوهر را بعد از آن خود شریف از زانی فرمودند که از دست
 مگر که مظهر و واقع است همه از فرمایش شیخ سراج الاسلام اگر چه مختصر

حضور قطب العالم اسحاق در طرح نهادن آیه خدایه در مقام ابراهیم و ایشا
 اتمام تسبیح خدایش خرد در آنکه این عبارت کرد و چه عجیب و غریب
 و چه مصداقها و چه جای بابوا که سیوان گفت لم یخلق فقلعانی البلاء
 نقلت از میان شیخ الحدیث بزرگ خیرامادی و من اصلی من تصحیه شد و بود
 سی سال بودم که پدر بزرگوار مرا همراه خود آورده و هر روز حضرت قطب العلم
 ساخته بعد از آن من رفتم تحصیل علم مشغول شدم بعد از فراغ کمال
 که نجافته ابراهیم از میان بر سر سجاده قطب العالم سراج الاسلام بنده کی شیخ
 نمود و خلوص فرموده بود و نزد محرم غفر از علماء و طالب علمان و موفیان
 و قوالان در عهد ایشان بیشتر از شریعت بود و مرا هم از سلسله طایفه
 خیرامادی متوطن ساخته من هم سبق طالب علمان مشغول شدم و مسائل شیخ
 نظام الدین سالن امینی نیز بعضی طالب علمان را سبق میبختند روزی
 میان نظام الدین و تفسیر مدارک مباحثه شد من کفتم سراج الاسلام را
 حکم سازیم بر من فرمایند ما هر دو قبول داریم و بنده کی سراج الاسلام با چهره
 آیه قرآن زیر شمع خواندند ششم در در نماز تراویح در زمان قطب العالم
 و بعد میگردید و در تفسیر عدم المثال بود و در روش ایشان چنین بود
 که بعد از ادا نماز جمعه تفسیر میفرمودند بعد از آن بحث علمی میشد و بعد از آن
 مساجد بعد از فراغ سراج الاسلام می آمد خلق و صد میخوردند و چون مباحثه

بیان نظام الدین پیش ایشان گزیده ام هنوز تقریر سخن تمام نکرده بودم که
 ایشان فرمودند که ساین شیخ البیه پس کشید که من خصمیدیم که حق با ما
 شماست سبحان الله چه طبع بزرگ داشتند این بیت در شان ایشان
 می رسید به چه خوش است خمرانی بر لب گفته وانی که سخن گفته شما
 سخن رسیده باشد نقلت بندگی محمدم سراج الاسلام بنایم سوم شهر صفر
 و بعد از آن الطوفان بودی سینه مان و غلغله و نوحه و ناله بود و ذکر سلطان العالی
 بر مان السالکین محمدمی مرشدی و سیدی صاحب الاجود الحال غریب
 محمد دم شمع کمال روح البدر و حه اصل المیافیه فیه اکره تعریف روح
 ایشان تناسب مرتبه امثال نیست چه بر کس بحال استعداد و قدر مرتبه خود
 از ایشان چیزی ذکر می باید بزم اندیشد که به مناسب مرتبه و استعداد و
 خواهد بود لیکن این فقیر از حضرت حضور بهره پذیرفته بود و در مقام را که از
 ایشان رسیده نسیم غایت از را من حق از رحمت فریده از حضرت
 ایشان بقدر استعداد و احوال مشایره میکرد و بنا برین بر مان صدق
 و شان عجز و انقیاد و مقصدی بیان شمه از احوال و احوال حضرت ایشان
 علیه الرحمه و الرحمن شد از رقتا الیه من احوال نقیبا حضرت ایشان
 سال بود که پدر بزرگوار ایشان سراج الاسلام بنی کی حضرت شیخ
 محمود مدحی را در دارالافتاء البعاری طاعت نمودند و خرقه منبر که حضرت

حضرت دلب العالم حواله ایشان نمود و اجازت پوشیدن فرمود و حلیه
و جانشین خود کرد و ایندگر کسی کوید استخوان و خلافت شخصی داد و
تفویض کردن بدو جلوه است جواب گویم در ذریع السعد ^{نقل از}
حراته العارفین آورده که حضرت رسالت پناه محمد مصطفی صلی الله علیه
و آله و صحبه وسلم از معراج رگشته به علی دل حرقه عطا شد پس بر
و صوره حور سالها بود یعنی علی چهار سال بعد از سه سال بود و ظاهر علم
حرقه مبارک آن روز که در بر حسین کرد و حسین شش ساله بود و
حضرت حسین حرقه خلافت و اجازت یعنی زین العابدین استخلا
و سیدنا زین علی اصغر سه و چهار ساله بود پس ثابت شد که خلافت انجمن
و نایب داد و تفویض کردن بدو جایز است حضرت ایشان را بر
مال تا مرتبه کمال از دغدغه عشق خالی بودند سایر احوال و حجاب
حال حضرت ایشان بوده است و کتمان سر عشق از لایم طریقت و طبیعت
ایشان بود که حضرت رسالت پناه صلعم فرمودند و القوت انما هو
و کتمان در اخفاء سر معنی پوشیدند و خود را در نظر انظار پوشیدند و
اوایل احوال که بحکم محبت صوری بصورت حمل امکان صورت گرفت
سینه از ایشان مخفی محترمی بودند بقدر قدرت امکان اخفا
نمودند و زینار علیه معنی عشق و استیلا و سر محبت ارساء زلال و از

شغل خاطرمان حال از خود بگشستندی سه کار با عشق خویش
 هر سو عالمی در پی اینکار او او بچنان در کار خویش در گاه که در
 حقیقت تو سل بطایر صوری میگردند و جمال مطلق را در صورت مقدمات
 مشاهده می نمودند و فرمودند چشمه آفتاب می بینم لیکه در پشت آب می بینم
 و غمت نیز ایشان درین معنی در نهایت کمال و خارج از اندیشه و هم
 خیال بود دست منشا محبت و امثال صاحب کمال و غده نفس روحا
 و سوسه خلوط نفسا منقود و حصول او و محبت است نه اندیشه خوشدلی

و راحت و عرض از عشق تو ام چاشنی در دو غم است در نه زهر غلاب
 اسباب تنغم چه کم است نفیست که حضرت الشیخ میفرمودند حکم نیست که
 کسی بمرتبه ولایت رسد الا که حق تعالی پرده بر سر او بپوشد و او را از
 حقایق پنهان دارد و معنی اولیای تحت قیامی اغیبت و این قیامی صفات
 بشریت است هر چه که با پس و غیره صفات آن است که در وعیسی ظاهر
 کند ما غیری را از چشم مردم غیب بر امام معنی لا یرفهم غیری اغیبت
 تا بوزاراده باطن کسی را منور نکند و یرانشناسد پس این نور انشائیه
 باشد و آنکس با دشامان وقت ایشان را تکلیف صحبت میگویند
 و قریب ایشان غنیمت می پندارند و خصوص که سلطان سلاطین
 الدین محمد اکبر با شاه تیمکیت آمدت است سال کم و زیاده در صحبت

خود داشته این مقامی هست که تکلیفات خلافت بر صاحب این مقام
 و در این زمان میگرد و در این رحمت اغیار و یار این مقام را معراج است
 و این مقام را در دنیا نام است و صاحبان این مقام را افراد میگویند که
 افضل از طلب مدارند از ادب جلی ذات اند و بجلی ذات از اعتبار و آثار
 کونین و آنچه در کونین است خبر نماند چنانکه در حقیقت بندگی شیخ
 نصیر الدین محمود اودمی سلطان میر و شاه مکلف صحبت کرد و
 حضرت شیخ با بادشاه فرمودند که در مدالتی رسیدند خدمت شیخ مطرب
 منور خواستند که برای ملاقات حضرت فرد حقیقت حدس سره بیرون
 حضرت خادم از سر ساندند که شما بیرون تا ایندایم انیم اسلطان
 اول با بوس شما بیاید که او را سعادت حاصل کرد و حضرت حضرت
 مخدوم رفتند چون سلطان شنیدند خود نیز خواستند چون نزد یک
 ساد حضرت مخدوم مولانا میر شسته بودند از سلطان می آمد از
 جهت بحوم حضرت مخدوم ملاقات شد و فرمودند که ای برادر مولانا
 منور و داعی است در وان شد تا ما خدمت شیخ مشور و داعی کرده بودند
 در انبار راه بادشاه بخیرت مخدوم ملاقی شدند فرمودند که امروز
 من نزد کرده ام که برود و بزرگوار در یک سجده شنید و من زانوی
 زخم و پیش شما شنیدم برای این معنی حضرت مخدوم اسلطان

باز بر من بفرستد چون بر خاستند خدمت شیخ منور حضرت مخدوم فرمود
 که ای ترا و مولانا نصیر الدین اکنون و داع است سلطان در تحجب مانده که لفظ
 اکنون چه بود از حضرت مخدوم پرسید حضرت مخدوم فرمودند که از شما و داع
 ایشان نگردم و بر خاستم اما ایشان و داع نگردید بودند از سبب آنکه میباشند
 که صحبت باقی است الی بود که شمارا باز بر وند و این بود که لفظ اکنون آوردند
 پس سلطان را تحجب دیگر پیش آمد عرض شد که ای مخدوم عالم ایشان را
 صحبت باقی و روشن بود شمارا چه شود حضرت مخدوم فرمود آری نبود از
 سبب آنکه من در ولایت ایشان بودم اما بر حوصله سلطان این جواب
 فرمودند هر گاه یکدیگر رسیدگی شود از در مقام خاص خلوة بر حضرت مخدوم
 برسد که ای مخدوم میاد و سرو و عالم این معنی چه بود فرمودند که ای فرزند
 من در تجلی ذات بودم که در فردا نیمه ستم مراجع از اخبار و انا معلوم نبود
 اما برادر مولانا منور در آنوقت در تجلی افعال بقصد اخبار قلبی عالمی الشیخ
 مدام روشن بود اما حاصل آنکه بعضی اولیاء الدین صحبت با ایشان
 و تکلفات ایشان بر خود روا میدارند اختیار میکنند و در اوایل حضرت
 ایشان را سکر غالب بود که ای سستی پیدا شدی که هیچ کس تاب ندارد
 برگ از در بیداری خود را بگوشه کشیدی از خوف ایشان خلق را خشت
 و وحشت افرویدی گویا شیر پیش بر دل که دل تواند که پوشیده دارد

و در چیزی را که پوشیدن آن چیز پیش ازین حال واجب است بعضی معاندان
 و متکبران که چنین حال میدیدند یا می شنیدند می گفتند که باد با خود دزد و خمار
 خالی بردند و سر بادا نامان چه افسر تو که بر دوستان خدا میکنند ازین ای
 برادر هیچ اثر نیست و هیچ زمانه خالی از مفسران و کذابان نبوده بر بغا بر
 صلح چه افسر که کافران نکرده اند چنانکه خدا بفرمان می آید
 افسری علی الله کذاب و بسیار جا با ذکر افسر که کافران در کلام الله مذکور است
 و هم کویا که در باره حضرت ایشان را انجمله باشد و حضرت ایشان از خود
 ریا برگزینش موافق نگذارند و تخرک شغفین در دند خوانده اند با وجود این
 در باطن استغراق جان داشته اند که یک لحظه از حق غایت حاصل نبوده اند
 میفرمودند که بر آنکه از وی بگزینان است و این دم کار است اما نه
 و از لغت دشمنان خلق شعور نداشته اند و مردم را جواب سوال میفرمودند
 که من گفتم انجیان که نه انم رنجودی در عرصه خیال که اندک دم رفت
 و میفرمودند که حضرت بغا بر در باب اما بکر صدیق رسمی الله گفته فرمود
 بر ترشد او بکر بر همه خلق بعد از رسل و انبیا کثرت صوم سلوة و لیکن بر
 چیزی که نزدیک که اند خداوند تعالی در دل وی آن چیز محبت و شهنشانی
 و سوز عشق است پس عمل اول است به عمل خوارج پس نایب که عمل
 محرکات است برتر است از عمل محرکات خوارج و هر یک که صدیق اکبر می گفتند

رفت میزد و قطرات مشک بزرگ سفید از چشم ایشان میخیزد و
 میگفتند و اکنون ایشان در مقام بزرگست و هم صاحب الامعه
 ... تذکره این خدمتی نقل کرده که حضرت امام محمد تقی ^{علیه السلام} در کافه
 الی الله تعالی بالعلوب الملع من رفقای الخوارج بالاعمال یعنی روی
 او روی بخدا تعالی برل تمام تر و نافع تر است از اهل دین در محنت
 الفت خوارج را با اعمال یعنی اصل کار توحید دل است بحضرت پروردگار
 و علی بن فرحان است تن میخورد دل حکمی روح جسد دارد و حضرت
 بادشاه را دل بر جهاد کافران بسیار بوده است و در جهاد کردن با دشمنان
 مذکور با کفار چطور شریک بودند و از سنک کلان مجروح هم شدند اگر خدا
 و خدا تعالی جیره بخشند اما گاه کاهی آن را ویدای می شد چیزی تر
 تنها با ذات واحد سرور شاه کافران تک تازی کرده اند و اکابر ایشان را
 کشته و در میان سد در سیاحت آورده و همیشه طلب می نمود
 که از دست کافران شهادت روزی گردد و در ایام فترت پادشاهان
 که کافران اطراف بر شهر غلبه میکردند و می آمدند خود دولت سوار شده
 بیرون شهر ایشان را مقابل می کردند تا آنکه از شنیدن نام حضرت ^{علیه السلام}
 لشکر کفار ریزد و برشته می شدند تا آنکه با مبارک ایشان می کردند و عذر خواه
 می نمودند و مرخص می شدند نمیدانم که خداوند تعالی در دلهای کافران

کار زن چهره سر و دست می انداخت عین ایبه کلام میداد می اندید و
 قدرت فی علو یحکم و العرب فریقا قتلون و ناسرون و فریقا و در محسن
 امام خود بنمایانده شمشیر خاکی کرده و سپرد دست کرده تمام شب کرد
 میگذشتند و مردم را متوجه نمودند که شما فراغت خواب کنید ^{استان}
 شما ایام و قتی بخاطر رسیدن مردم از در جنگلی گشتی میکرد فتنه و بر همه خا
 می آمدند و هرگز مغلوب نشده اند و دزدی این معنی بخاطر رسیدن فی الحال
 بر سر من مطلع شده اند فرمودند که سنت حضرت رسالت باشد ت علی
 علیه و آله و سلم من امر کما به اشیم هیچ نرسیدیم اما در فل من این سخن مجملید
 که دوری در لطافت از لطافت دیدیم و زبان نوشته است که حضرت معمار
 صلعم با بعضی اصحاب گشتی گرفته اند ناظر را طبعیان یافت و حضرت ^{الشان}
 بامر از علما و شعرا و فضلا مشکلم می شدند و رسید و سنت که درین من برادر ایشان
 کسی غیبت و عام می بیند است که غیر از سالی روزه و نماز دیگر خوانده و در
 همچنین بود که ظاهر علم تحصیل چندان نبود و اما ضیق الهی و مواجبه نامتناهی
 منقطع نیست و در علم کسوفی مهارت تمام در رشته اند که شعرا سی و شند و
 برورش نسبت اند که بر سر زبانها می افتد و روح طبعان و وز کار است
 ثانی امر خسر و دوی میگذشتند حضرت ایشان برگاه در رقص و حالت درمی
 آمدند در شهر از مسلم و کافر از مرد و زن هر که می شنید که حضرت این سماع است

بی احبار می دویدند و تا سنا میگردیدند که با کجاست ایشان را و چشمه شنی اند
 که سرگز خشک و حال جفا که سوزش در دلهای حاضران اثر میکرد و مجلس
 رفت نمی نمود و ایشان آن رقت بر منکران و معاندان واضح میسند
 و سرانجامان مقرر می شدند که ایشان عارف با ابد اند و از وضع لی قیدانه
 حضرت ایشان که منظره دیگر میباشند مستغرق می شدند و عفو نمیگرفتند
 می آمدند سرگاه که متردا و در علیه السلام زبور خواندن شروع میکردند و ملائکه از
 آسمان از خداوند تعالی اجازت میکردند و تسبیحین زبور می آمدند
 اعتماد این فقیر هم چنین است که در شهادت از اجازت رب العزت و برین
 حالات حضرت ایشان حاضر می شدند تا لایزال طالب الغالب که نزدین
 این هیچ مصالحه نیست میباشند باشد کسیکه دیده باشد لباس حضرت
 ایشان اکثر اوقات یکسای بودی مگر در روزهای عرس برای سر
 می پوشیدند و در ایام اعیاد حرائق برای پوشیده در عیدگاه شریف
 ارانی میفرمودند و در قلین الله مشرف بسیار حضرت میفرمودند که مراشم
 می آید که لباس چنین بزرگان بر کفایت بخوبی باشد و میباشند که نزد
 بدتر ازین لباس نیست که بنده خود را مقصود محرم نداند حضرت ایشان
 پیش از وفات یکسال بکلی از دنیا و اهل دنیا ترک و انقطاع کردند
 و عزت و انزوا اختیار کردند و خود را هیچ کس نمی نمودند و اگر چه

اگر چه بعضی محققان قریبی می اندند الحاح میوردند و قضا و اتفاق
 نمیکردند میفرمودند که چنان خیال کنید که فلانی در عالم نماند چون دست
 سبزه در وفات نماند خود را موضوع عمارت ظاهر می ساختند از اکل و
 شرب احتراز می نمودند و شنیدن سخنان خلق نمی شنیدند میفرمودند
 از بسکه بهارم سخن شنیدن مرا خوش نمی آمد مشغول ارسومی و در قطع
 شده بود مگر که جهاد را با نیکار دوست میداد شتند کاهی غیر میفرمودند که
 دوستان مسکن را میخواند و شعر در ملازمت حضرت از جنگ سلطان
 مسکن را با کافران میخواندم با سفت میخوردند که مرا خداوند تعالی شهادت
 نصیب نکرد و فقیر که ملاحظه میبودی دید که هیچ کاری ظاهری انداختند
 که چون دور از وفات نماند در همان دره دیرینه که از دست کافران
 حضور رسیده بود رسد اگشت عاقبت در همان رفته این عالم
 سبحان الله چه شرب عالی و استند بر هیچ کس از متقدمین و متخرین
 نند و شنبه مگر بعضی سخنان بی تکلفانه از شیخ نحرالدین عراقی
 در بعضی نسخه دیده شده است و اندام علم انبیا و ابرار و وفات
 حضرت ایشان در بیت سوم شهر شعبان بودی سینه نهصد و
 هشتاد و هشت و پنجاه سال بعد از پیدایش کوار در قید حیات بودند
 و بر سیاه و انبلا کسی فرمودند که حضرت ایشان پنجاه و سه سال

..... و خرقه صبر که بر آن که بحضرت الحشیش رسیدند بجهت نصرت
 و مرحمت شفقت و عنایت بفقیر کسر وقت و تقصیر مولف
 خواص کمال خاک و لب استانه حضرت قطب العالم از مودت و
 و احانت پوشیدن آن محمودند الحمد لله علی ذلک و الحمد لله
 پس فقیر قائل چنین امر بزرگ نبود عسا الله به عجب که نزد بزرگان
 بزرگی فرموده که همه خلق زنده از مرده میراث ببرند مگر این طایفه که
 از زنده میراث می بر فقیر ادا نموده نصیب این معنی گزشت که چنین
 بهمی بحرمت پس بر آن که درین در سال مذکور از مولف و ازین عالم فانی
 ما ایمان میرانی و بایشان رسائی و در زمره ایمان کردانی مصلحت خویش
 در اند که قودانی کارشان چنین ذات در صفت فعل خویش است ای خدا
 چه بود که جای ناز کنی در کار ساده تمام شد رساله که می به تحفه السعدیه بخط
 حمزه العباد حو جه عبداللہ عفی عنہ باریح و هم شعبان الحمد لعظم شمس بحر
 الحمد لله که این کتاب بخط بر خط مظهر علی سائل معیه مهوز ماری کیا است
 باقی باینده با تمام رسیدت شمس بحر

.... و خرقه متبرک بر آن که بحضرت ایشان رسید بعد بکف حضرت
 و مرجم و شفت و عنایت بقتیر کنیز و تقصیر مولد ^{سید}
 خواص کماش خاکروب استانه حضرت قطب العالم از مودند و
 و امارت پوشیدن آن مسمودند الحمد لله علی ذلک و الله اعلم
 و من فقیر قائل چنین امر بزرگ نبود عسایان عجب که بنویسد
 بزرگی فرموده که همه خلق زنده از مرده میراث ببرند مگر این طایفه که
 از زند و میراث می به فقیر ادا قعه نصیب این معنی گشت که چنین
 نمی بخرمت پس بر آن که درین در سال مذکور از مودت را ازین عالم قالی
 ایمان میرانی و با ایشان رسانی دوز مرده ایمان کردانی مصلحت خویش
 بر آنم که قودانی کارشان حریف ذات در صف فعل خویش است ای خدا
 چه بود که جایی ناز کنی در کار ساده تمام شد رساله اسمی به تحفه السعدیه بخط
 حضرت العباد چه چه عبداللہ عفی عنہ تاریخ و مسموعان المعظم ^{۱۲} سحر
 شد و گفت که من کتاب مخطوبه را منظر علی سائل قنیه مهنه باری کیا پس
 بدانی باشد با تمام رسیدت ^{۱۳} سحر

تحفة السعدا کے اس ترجمہ میں مترجم نے اصل سے
جایجا اعراض کیا ہے، کہیں صرف خلاصہ دینے پر اکتفا کیا ہے،
کہیں ایک آدھ جملہ چھوٹ گیا اور ایک آدھ جگہ مطلب سمجھنے
میں سہو بھی ہو گیا ہے، مگر مجموعی حیثیت سے ترجمہ اردو والوں کو
تصنیف کی درویدے گا۔

ویباچہ مصنف

تمام سرائیش اسی کیلئے ہے جو اس کا سر اوار ہے اور درود اس کے نبی محمد پر جو حق اور طریقہ حق کی طرف بلاتے والے ہیں۔ اللہ کا صلوة و سلام ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر ہو۔

قدوة العارفين، عمدة السالکين، قطب العارفين مخدوم شیخ خیر آبادی قدس سرہ کے آستانے کا چاروب کش، فقیر و حقیر، ضعیف و نحیف، گنہگار، امیدوار رحمت پروردگار، خواجہ کمال عرض کرتا ہے کہ ہمارے خیال ہوتا رہا اور یہ بات دل میں آتی رہی کہ اپنے پیران طریقت کے احوال، ان کے ملفوظات، کرامات اور ان کے ریاضات کو تشریح کے ساتھ سلک تحریر میں لاؤں کہ ہر خاص و عام کو فائدہ پہنچے۔ لیکن زندگی کے تعلقات کی کثرت، ذمہ داریوں کے بحوم کی وجہ سے فرصت میسر نہیں آرہی تھی۔ ۱۰۱۶ھ میں فرزند سعادت مند شاہ حمید الدین ابوالفیض کے دل میں بھی اسی قسم کی بات پیدا ہوئی جو ایک عرصے سے میرے دل میں پنہاں تھی، لہذا موجود نے مجھ سے استدعا کی۔ میں نے حتی الوسع پوری کوشش کر کے یہ کتاب لکھی اور اس کا نام تحفۃ السعداء رکھا۔ اللہ ہی اس کی تکمیل کی توفیق دینے والا ہے اور وہی لوگوں کی دشواریوں کو آسان کرنے والا ہے۔

ذکر بندگی شیخ قوام الدین لکھنوی مدثر

آپ کی جائے پیدائش اور ابتدائی تربیت گاہ، شہر کڑا نا پکپور تھا۔ وطن مالوی سے منتقل ہو کر لکھنویں قیام پذیر ہو گئے تھے۔
بندگی مخدوم شیخ مینا قدس سرہ کے والد مخدوم شیخ قطب الدین مخدوم شیخ قوام الدین کے چچا زاد بھائی اور مرید تھے وہ اپنے
وطن کڑا نا پکپور سے اپنے بھائی کے ساتھ لکھنویں میں آکر بس گئے تھے۔

اشارات: اس رسالے میں جہاں پیر و سنگیہ مرقوم ہو گا، اس سے مراد حضرت مخدوم شیخ مینا قدس سرہ ہوں گے اور جہاں
قطب العالم لکھا ہو اس سے مراد حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہ ہیں۔

منقول ہے کہ بندگی شیخ قوام الدین نے، سات ع کیے تھے ایک مرتبہ کسی وادی سے گزر رہے تھے ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس سے
جاں بلب ہو رہا ہے آپ نے فرمایا: کوئی ہے جو اس کتے کو پانی پلا کر سات ع کا ثواب لے۔ ایک شخص نے پانی پلا کر سیراب کر دیا۔

ہفت غیبی کی آوائی۔ جب تک تمہاری زندگی ہے ہر سال تمہارے نام سے حج میرور لکھا جائے گا، اس شفقت کی وجہ
سے جو تم نے اس کتے پر کی ہے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ قوام کو بیعت حضرت نصیر الدین محمود او دہلی (چراغ دہلی) سے تھی۔ خلافت مخدوم جلال الدین
جہانیاں سے ملی۔ ذکر و اشغال کی تلقین مخدوم جہانیاں کے علاوہ حضرت شیخ قطب الدین دمشقی (مصنف رسالہ مکہ) سے بھی تھی۔ نسخہ
”عیار الصوف“ تصنفہ بندگی مخدوم شیخ قوام الدین میں بھی یہی لکھا ہے۔

منقول ہے: مخدوم شیخ قوام الدین متاثر تھے آپ کے کئی صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادے کا نام نظام تھا۔ ایک روز کا

واقعہ ہے کہ شیخ قطب الدین جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے شیخ نظام بعد میں پہنچے اور جماعت میں شریک ہو گئے۔ اس اثنا میں کوئی ایسی بات ہوئی کہ شیخ قطب الدین کو تکلیف پہنچی شیخ قطب الدین نماز سے فارغ ہو کر یہ سوچنے لگے کہ مخدوم شیخ قوام الدین کے فرزند مخدوم کی موجودگی میں تو میری عزت کتنے ہی نہیں ہیں۔ مخدوم کے بعد میری عزت کیا ہوگی۔ دوسری نماز کے وقت حاضر ہوئے حضرت مخدوم کو ان کے کوفت کا سبب معلوم ہو چکا تھا۔ فرمایا جو شخص برادر مخدوم قطب الدین کو تکلیف پہنچائے گا وہ باقی رہے گا۔ اس جملے سے شیخ نظام الدین کو اس قدر تشویش اور پریشانی ہوئی کہ اسی میں ہلاک ہو گئے۔

منقول ہے: کہ ایک روز حضرت مخدوم نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا: کہ برادر مخدوم قطب الدین گاہ بگاہ کسی نہ کسی کام کیلئے میرے مکان میں آتے ہیں اور تم ان سے پردہ کرتی ہو، وہ تمہارے فرزند کے برابر ہے، اب سے سامنے ہوا کرو۔ مگر بی بی صاحبہ اس کو روانہ نہ کرتی تھیں مخدوم نے فرمایا ابیری بات نہیں مانتی ہو ایک وقت ایسا آئے گا کہ خود کو دکھاؤ گی اس حال میں کہ نہ سر پر دوپٹہ ہوگا، نہ پاؤں میں جوتی اور جا کر قدموں میں گر پڑو گی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ مخدوم کا وصال ہوا تو فاتحہ سیوم کے بعد شیخ قطب الدین نے کہا میں اپنے بھائی کی خاطر داری میں اپنے وطن سے جدا ہوا تھا اور مسافرت میں گزارا ہوا تھا، مگر اب کہ بھائی نہیں رہے اپنے وطن جاتا ہوں مسافرت اور محنت کا غم کیوں اٹھاؤں۔ بشہر خود رویم و شہر یا خود باشم اپنے شہر جاتا ہوں اور شاہی زندگی گزاروں گا۔

یہ خبر کسی طرح حویلی میں پہنچ گئی، ادب بی بی صاحبہ سے کہنے لگا کہ یہاں اس گفتگو کے سنتے ہی بی بی صاحبہ ایسی پریشان اور مضطرب ہوئیں کہ نہ دوپٹہ کا خیال رہا نہ جوتی کا دوڑتی ہوئی آئیں اور شیخ قطب الدین کے قدموں میں گر پڑیں۔ یہی وجہ ہوئی کہ شیخ قطب الدین بھی لکھنؤ ہی میں رہ گئے اور وطن کا ارادہ ترک کر دیا۔

انہیں شیخ قطب الدین سے یہ بات منقول ہے کہ: تصوف و سلوک بوالہوس نہیں ہے کہ فلاں شخص جامہ کوتاہ پہنتا ہے میں بھی پہنوں یا فلاں شخص نمازیں بہت پڑھتا ہے میں بھی پڑھوں۔

ایں کار کسانیت کہ خیزند ز سروجاں

ایں خانہ خرابی، رہ ہر بوالہوس نیست سیرغ تواند کہ کند خانہ بہ کوہ قاف

ترجمہ: یہ ان لوگوں کا کام ہے جو سروجان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ خانہ خرابی ہر بوالہوس کا طریقہ نہیں ہے سیرغ ہی کے بس کی بات ہے کہ کوہ قاف میں گھر بنا لیتا ہے۔

سلوک و تصوف یہ بھی نہیں کہ علم حاصل کیا۔ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ بحث و مباحثہ کی مجلس آراستہ کی جو خود صدر نشین ہو کر عزت و جاہ کا سند بچھائی ان میں سے کوئی چیز بھی سلوک و تصوف نہیں ہے۔

تصوف یہ ہے کہ علم حاصل کرے۔ عمل مشروع میں مشغول ہو مگر دل نخوت علم سے پاک ہے۔ عمل کرے مگر اپنے عمل کو ناکردہ کے برابر سمجھے احوال و مقامات حاصل کرے اور مقام مکاشفہ و شاہدہ تک پہنچے۔

مقصود گشت ثابت از گفتن و شنیدن بگذار سبق گفتن از قرب تامنی

ابرار سبق گوید نے صوفی معترب بے ترک سبق گفتن از مقرباں ندانی

ترجمہ: ان تمام گفت و شنید سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سلسلہ درس و تدریس کو چھوڑ دینے کا مقام قرب سے محروم نہ رہ جلیے۔

درس و تدریس ابراہار کا کام ہے۔ صوفیان مقرب کا یہ کام نہیں جب تک کوئی سبق گوئی کی روش کو نہ چھوڑے اس کو مقرباں حق

کی جماعت سے نہ جانیے۔

نصیحت :- شیخ کا قلب صیقل شد آئینہ ہے جو حضرت رب العزت کی ذاتی صفاتی، انفعالی، تجلیات سے روشن اور

تاباں ہو گیا ہے اور ہر لحظہ لطائف غیبی سے آراستہ ہو رہا ہے جب مرید صادق اپنے سچے اعتقاد سے اپنے دل کو شیخ کی طرف مائل کرتا ہے تو شیخ اپنے پر تو سے رنگ غیرت کو اس کے قلب سے دور کر دیتا ہے۔ ہر ایک مرید پر اس کی استعداد اور صلاحیت کے اعتبار ہی سے اثر پڑتا ہے۔ تجلیہ و تصفیہ کا یہ مقام مدتوں کی ریاضت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

نصیحت :- درویش خود کو سولی اور میاں ہے۔ عہد قدیم میں جو اولیاء اللہ گزرے ہیں وہ یوں ولی نہیں ہو گئے تھے

کس شیخ کے مجاز تھے یا کسی بزرگ کے جانشین تھے، اور یہ حسن عقیدت کہ اگر بزرگ نہیں ہوتے تو ایسے بزرگ کے جانشین کیے ہو جاتے، کوئی اصلیت نہیں رکھتی، یہاں مکان و زمان کا سوال نہیں ہے، ایک میاں مقرر کیا ہوا ہے۔ اِنْ اَکْرَهْکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ لَاقَاکُمْ۔ یہی اصل کوئی ہے جب دل ماسوی سے خالی ہو جاتا ہے تو قرب حق میسر ہوتا ہے۔

منقول ہے کہ بندگی مخدوم (قوام الدین) کے ایک کاتب تھے جن کا نام احمد تھا۔ مخدوم کے کتب خانہ میں اجرت پر کتابیں نقل

کرتے تھے شب کے وقت چراغ کے لیے جوتیل منگواتے تھے اور اس کی روشنی میں کتابت کرتے تھے جب کھانا آجاتا تو اس چراغ کو بجھا دیتے اس کی روشنی میں کھانا نہیں کھاتے تھے، پھر جب کھانے سے فارغ ہوتے تو چراغ جلا کر کتابت کرتے۔

نصیحت :- جس شیخ کا قول فعل، کتاب و سنت اور اجماع صحابہ کے خلاف ہو وہ شیخی و مقتدا کی لائق نہیں ہے ایسے

شیخ کا پیرو کا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ مردان خدا وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے رخت ہستی کو دریائے وحدت میں ڈبو دیا تھا۔ سب کچھ کھو کر دھلے دھلائے یکہ و تنہا باہر گئے تھے۔ انہیں لوگوں نے تقرب کی راہ پائی مگر اب تو قحط الرجال ہے۔

نصیحت :- کتاب ارشاد المریدین میں جو ان ہی (قوام الدین) کی تصنیف ہے۔ لکھتے ہیں کہ علماء شریعت مخلوق کو حق کی

طرف بلاتے ہیں۔ انہیں بزرگوں کا بتایا ہوا یہ سلسلہ ہے کہ ہمتقدیوں نے اس گمان پر کہ امام باوضو ہے۔ اقتدا کی بعد نماز یہ معلوم ہوا کہ امام

باوضو نہ تھا۔ مجنب تھا۔ اب تمام مقتدیوں کا فرض ہے کہ اپنی نماز دہرائیں اور باوضو امام کی اقتدا کریں۔ ٹھیک ہی خیال علماء طریقت کا ہے کہ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ جس شیخ کی پیروی کی گئی ہے وہ شیخ کی شرائط سے جاری ہے۔ تو امام باوضو کی طرح شیخ حقانی کی تلاش بھی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو کمال باطنی نصیب کرے۔

آپ نے فرمایا! ایسا شیخ کامل چاہیے جو چوگان طلب ہاتھ میں لے اس میدان کی گیند سے اس طرح کھیلے کہ کبھی یہ طلب کی گیند آسمان کی طرف جلتے کبھی لوح کی سمت کبھی قلم کی جانب، کبھی غایت علیٰ میں اور کبھی تحت الثریٰ میں تاکہ مادہ سعادت نمایاں ہو، سرا پر وہ عزت تک پہنچے۔ سالک پر اگر شاہی کا لباس چڑھا ہوتا ہے تو اس کے منہ پر مانتے ہیں اور اگر درویشی کا لباس ہوتا ہے تو اس کو خلوت خاص میں جگہ دیتے ہیں اور صدر میں بٹھاتے ہیں۔

کسے کہ انس حق جوید ممتا اوست ویرانی

زین زن تاج نخوت راس انگہ ترک عالم گو
کسے کہ قرب حق خواہد نہ خواہد عالم فانی
جو انس حق کا طلب گار ہے اس کا مقام ویرانی ہے۔ نخوت کے تاج کو زمین پر دے مارو اور اس سے ترک تعلق کرو۔
جو حق کا طلب گار ہے وہ عالم فانی سے دست بردار ہے۔

حضرت قوام الدین سماع سے بہت ذوق رکھتے تھے، صاحب وجد و حال تھے۔ اکثر اپنے مخصوص دوستوں کے ساتھ سماع سنا کرتے تھے ایک محفل میں سماع سن رہے تھے، ایک شخص پر انتہائی گریہ طاری تھا اور اس کی شکستگی نمایاں تھی، آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے پرسش احوال کرنے لگے کہ اے عزیز تم نے کیا سمجھا کہ تمہاری یہ حالت ہو رہی ہے۔

اس شخص نے عرض کیا کہ اے شیخ! آپ لوگوں کے فہم کا حال مجھے معلوم نہیں اور نہ میں خود کو اہل حال کے زمرہ میں شمار کرتا ہوں۔ لیکن میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور اسی خیال کی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہے کہ میرے وجود سے پہلے ہی مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا کہ میرا نام گنہگاروں کے دفتر میں لکھ دیا گیا۔ اور بندگی مخدوم سے پیش از وجود کیا طاعت انجام پائی کہ آپ کو عارفین کا ملین میں بنایا؟ اور تخت معرفت پر بٹھایا۔

اس گفتگو سے حضرت مخدوم پر ایک کیفیت مزید پیدا ہو گئی۔ اس شخص کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اگر صحیح ذوق پیدا ہوا ہے تو وہ تم کو ہی پیدا ہو جائے۔ حاضرین کو اور خود مجھ کو (قوام الدین) جو ذوق پیدا ہوا وہ تمہارے ہی طفیل میں ہوا ہے اور بار بار اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔ اگر اللہ ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہیں پاسکتے تھے۔

ان شوریدگان محبت کے حال کو کوئی نہیں جان سکتا یہ عاشقانِ رحمان ہیں۔ بیشتافانِ سبحان ہیں۔ بیشتافانِ یزدان وہ ہیں کہ ان کے جسم و جان آتش محبت میں موزنہ ہیں۔ ان دیوانوں کا عجب حال ہے ان عالموں کا عجب کمال ہے۔

اے عزیزان کہ احوال و اعمال کو دیکھو تا کہ ان کے جمال کے اسرار تم پر منکشف ہوں کہ ان کی طاعت ان کے نزدیک تمام ترک گناہ
مگر ان کی معصیت گناہ پوشوں کی گناہ پوش ہے۔

نصیحت :- الشیخ هو الذی قدسی الذات و فانی الصفات یعنی شیخ کو پاکیزہ نفس اور فانی الصفات ہونا چاہیے۔
اگر اتنا مقام حاصل ہے تو شیخ کی اہلیت رکھتا ہے۔

بندگی مخدوم قوام الدین کا وصال بستم ماہ شعبان روز دوشنبہ ۱۲۸۶ھ ہو چکا ہے۔

ذکر بندگی مخدوم شیخ سازنگ قادری

بندگی مخدوم سازنگ سلطان فیروز شاہ کے امرا میں تھے ملک سازنگ کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ جب دنیا داری میں تھے تو بارہ سو سوار آپ کی چاکری میں تھے۔

بیت حضرت مخدوم قوام الدین سے تھی ترک دنیا کے بعد حضرت مخدوم شیخ صدر الدین راجو قتال اور مخدوم جہانیاں سے خلافت حاصل کی۔

صدر الدین سید راجو کو قتال اس لیے کہتے ہیں کہ کسی میں اتنی تاب نہیں تھی کہ ان کی نظر کی تاب لاسکے۔ ان کی نیاں سے حیات نکل جاتی تھی قطع ہو کے رہتی تھی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ خود آپ کے صاحبزادہ نے ایک بے جرم کے سر کے بال اور داڑھی کے مونڈ دینے کا حکم دیا اس فریادی غریب نے حضرت کی خدمت میں عرض حال کیا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکل گیا وہ خود اپنی داڑھی تراشے گا۔ اسی وقت آپ کے صاحبزادہ پر ایک حالت طاری ہوئی: نائی کو بلایا اپنے رو برو بٹھایا اور حکم دیا کہ جلدی کرو، میری داڑھی تراش دو۔ نائی ڈرا، آئینہ اور استرا ان کے سامنے رکھ کر ہاتھ دھونے کے پہانے سے باہر نکل گیا اور کہیں چھپ گیا۔ ان صاحبزادے نے جب دیکھا کہ آئینہ سامنے رکھا ہے استرہ اٹھایا اور داڑھی مونڈ لی۔

منقول ہے کہ حضرت سازنگ بیت کے بعد حضرت قوام الدین کی قدبوسی کے لیے آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قوام الدین ایک کیفیت خاص میں تھے۔ فرمانے لگے ہلک سازنگ اکہرا کپڑا برساتی کی طرح بناؤ تم کو ذکر تلقین کروں گا۔ انہوں نے ان کا مشورہ قبول کیا۔ تلقین ذکر کے بعد فرمایا۔ یہی اکہرا کپڑا پہنو، انشاء اللہ کسی کسی وقت یہ تلقین کام آئے گی۔

بندگی مخدوم سازنگ نے اپنے دور متول میں بعض اشغال کی تعلیم حضرت راجو قتال سے سلطان فیروز شاہ کے عہد میں پائی تھی جبکہ حضرت راجو قتال خواہوں کے قضیہ کے سلسلے میں تشریف لائے تھے۔

خواہوں کا قصہ سیر العارفین میں اس طرح لکھا ہے کہ خواہوں کا ایک ہندو تھا جو فارسی نویس تھا۔ سلطان فیروز شاہ نے داروغہ کی خدمت پر مامور کر کے شہر ادب بھیجا تھا۔ انہیں دنوں حضرت مخدوم جہانیاں مرض موت میں گرفتار تھے۔ خواہوں ان کو دیکھنے گیا مخدوم جہانیاں کی خدمت میں آیا۔ اس کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ حضرت مخدوم کو اللہ صحت بخشے کہ آپ خاتم اولیا ہیں جس طرح محمد رسول اللہ

خاتم الانبیا تھے، مخدوم جہانیاں نے جب یہ بات سنی حضرت راجو قتال کی طرف دیکھ کر فرمایا سنتے ہو کیا کہتا ہے۔ مخدوم راجو قتال نے عرض کیا سن رہا ہوں۔

نواہوں نے سبھا مجھے مسلمان ہونے کو کہتے ہیں۔ اسی وقت اوچ سے بھاگ کر سلطان فیروز شاہ کے پاس دہلی چلا آیا، اور بمقام واقعہ کہ سنایا۔

سلطان فیروز شاہ نے کہا اگر ایسا ہے تو مسلمان ہو جاؤ۔

نواہوں نے کہا میں جان دیدوں گا۔ مگر مسلمان نہ ہوں گا۔

اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد مخدوم جہانیاں نے رحلت فرمائی۔ فاتحہ سوم کے بعد حضرت راجو قتال سواری کا انتظام کر کے دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب شہر کے قریب پہنچے سلطان فیروز شاہ کو تشریف آوری کی خبر ملی سبھا کہ اسی نواہوں کے قصبے کے سلسلے میں تشریف لاس رہے ہیں۔ سلطان نواہوں کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ دو تین علما کو جو شہر میں بہت ممتاز تھے بلایا۔ اور نواہوں کا واقعہ بیان کر کے ان سے دریافت کیا کہ شرعی اعتبار سے اس واقعہ کی کیا حیثیت ہے؟ قاضی عبدالمقدر کے ایک بیٹے جن کا نام محمد تھا، بہت ذہین تھے انھوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ خود حضرت کے استقبال کے لیے جائیے اور پہلی ملاقات میں حضرت سے پوچھئے کیا آپ اسی کافر کے قصبے میں آئے ہیں، جب کہیں ہاں اسی کافر کے قصبے میں آیا ہوں، تو ہم استفسار سے بری ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ چند علما کو ہمراہ لے کر استقبال کیلئے گیا۔ پہنچنے کے وقت ہی اس نے پوچھا کیا حضرت مخدوم اس کافر کے قصبے میں آئے ہیں۔ حضرت شیخ راجو قتال نے فرمایا ہاں اسی سلم کے قصبے میں آیا ہوں۔ شیخ محمد نے کہا، اب تک اس کے اسلام کا ثبوت شرعی طریقے پر نہیں ملا ہے اور آپ اسلام کا حکم لگا رہے ہیں۔ آپ نے ان کی طرف تیز نظر کی اور زبان مبارک سے فرمایا۔ تمہاری باتوں سے دیانت کی بو نہیں آتی جاؤ۔ آپ کے کہتے ہی ان کے پیٹ میں سخت درد ہوا اپنے مکان میں لے جائے گئے۔ قاضی مقدر دوڑے اور حضرت سے عرض کیا کہ یہ ایک آنکھ ہے اس کو بخش دیجیے۔ آپ نے فرمایا، اس کا وقت پورا ہو گیا اور وہ جاچکا البتہ اس کے گھر ولادت ہوگی اور وہ بہت اہل تقویٰ ہوگا۔

اس کے بعد شیخ محمد انتقال کر گئے ان کی اہلیہ امید سے تھیں، جب ولادت ہوئی تو ایک صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام ابو الفتح رکھا گیا۔ یہ اپنے وقت کے درویش کامل ہوئے۔ ان کا مقبرہ جون پور میں موجود ہے۔ نواہوں کے معاملے میں اس رگڑے جھگڑے کے بعد یہی ہوا کہ لوگوں نے اس کی گردن مار دی شیخ بھی دہلی سے اپنے وطن واپس آ گئے۔

اس حکایت کے لکھنے کی غرض یہ تھی کہ حضرت راجو قتال اسی تقریب سے دہلی آئے تھے۔ مخدوم شیخ سازنگ کو انھوں نے پسند کیا اور بعض اشغال کی تعلیم دی۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ بادشاہ حضرت راجو قتال کے پاس کھانا شیخ سازنگ ہی کی معرفت بھیجا کرتے تھے بندگی مخدوم نے چند قلمی اسی کھانے کے اپنے ہاتھ سے حضرت شیخ سازنگ کو کھلا دیے۔ چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایک جذبہ پیدا

کر دیا۔ کلیشہ ان کا دل تمام املاک، مال و متاع، گھر باسے پھر گیا۔ تمام اشیاء و ریشوں میں تقیم کر دی اور خانہ کعبہ کی طرف چل پڑے۔ حج اور روضہ مطہر حضرت مسالت پناہ سے فارغ ہو کر اپنے مقام کی طرف لوٹے اور ایک گاؤں موضع پچکوان میں مقفل مقیم ہو گئے یہ فتحپور کا ایک دیہات ہے لکھنؤ سے بارہ کوس پر واقع ہے یہیں مختلف ریاضات و طاعات میں مشغول رہے۔

انہیں ایام میں حضرت راجو قتال نے اوچے سے جارہ خلافت اور مثال آپ کے پاس بھی شیخ سازنگ نے اس عذر کے ساتھ واپس کیا کہ میں ایک نو مسلم ہوں، مجھ میں یہ صلاحیت کہاں ہے کہ درویشوں اور اولیاء کا لباس پہنوں میں خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا میں اس لباس کے محافظت کی صلاحیت نہیں رکھتا ہوں۔

اس کے جواب میں حضرت راجو قتال نے لکھ بھیجا کہ میں نے یہ خرقہ و مثال خدا کے حکم، رسول اللہ کے فرمان اور پیران سلسلہ رضوان اللہ علیہم کے حکم و ارشاد سے بھیجا ہے کسی دوسرے اور دغدغے کو دل میں لائے بغیر بے فکر ہو کر پہنو۔ اللہ تم کو مبارک کرے اس کے بعد شیخ سازنگ نے خرقہ خلافت پہن لیا۔ اس کے بعد ہر وہ شخص جو بیعت و ارادت کی نیت سے سرکار لکھنؤ کے اطراف سے حضرت راجو قتال کے پاس پہنچتا اس کو لوٹا دیتے اور فرماتے کہ میں نے اس جگہ شیخ سازنگ کو متعین کر دیا ہے۔ تم لوگ کسی لیے اتنی مسافت سفر طے کر کے یہاں آتے ہو۔ وہیں جاؤ اور شیخ سازنگ سے مرید ہو۔

نقل ہے کہ شیخ سازنگ کی ایک سو بیس سال کی عمر ہو گئی تھی شیخ خانی ہو گئے تھے۔ رمضان کے روزے رکھنے کی طاقت نہیں لکھتے تھے۔ رمضان میں کچھ کھا رہے تھے۔ پیر دستگیر مخدوم شاہ مینا قدس سرہان کی خدمت میں ان کے روبرو کھڑے تھے ان کے دل میں یہ بات آئی کہ مخدوم اپنا پس خورہ غایت فرادیں تو میں فوراً کھاجاؤں۔ کھانے کے ساٹھ روزے رکھ لوں گا۔ حضرت مخدوم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا شیخ مینا تم قطب ہو کیا یہ مناسب ہے کہ میں کہیں کسی نامناسب شے کا حکم دوں۔ مجھ کو شریعت نے روزہ نہ رکھنا مباح کیا ہے۔ اگر رات میں کوئی چیز کھاؤں گا تو کچھ اس میں دوں گا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ منصب قطبیت حضرت مینا کو اپنے پیر دستگیر سے حاصل تھا اور مدت دراز سے رئیس درویشیاں اور محب عارفان شیخ قوام الدین بھی تھے جیسا کہ پیر دستگیر شاہ مینا کے ذکر میں مذکور ہوگا۔

حضرت مخدوم شیخ سازنگ کے دو خلیفہ تھے۔ ایک پیر دستگیر شیخ مینا اور دوسرے مخدوم شیخ حسام الدین صوفی فتحپوری۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیر شیخ مینا کے بھی دو خلیفے ایک مخدوم عالم شیخ سعد قدس سرہ اور دوسرے آپ کے برادر زادہ وجائش شیخ قطب الدین اور کوئی دوسرا خلیفہ نہ تھا۔ حضرت شیخ سازنگ عیال دار تھے۔ کئی صاحبزادے تھے کہ ان صاحبزادوں کی اولاد موضع پچکوان میں ان کے روضہ کی خادمی اور بجا رو بی کرتی ہے۔

شیخ سازنگ قولا و فعلا اپنے شیخ، حضرت قوام الدین کے تبع تھے ایک مرتب شیخ سازنگ طویل جہ برساتی نما جیسا کہ علماء میں مروج ہے

پہنچے ہوئے تھے۔ مخدوم شیخ میاں نے دریافت کیا حضرت شیخ قوام الدین بھی اس قسم کا جبہ بارانی پہنتے تھے شیخ سارنگ نے فرمایا یاد نہیں اور فوراً آثارِ کر دئی کہ اس کو تراش کر شلواری بنا دو۔

بندگی مخدوم شیخ سارنگ کی وفات شبتِ پنجشنبہ اور دفن روزِ پنجشنبہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری میں ہوئی۔
جس روز حضرت مخدوم شاہ سارنگ کا وصال ہوا پیر تو گیارہ شاہ میاں نے خیال کیا میرے پیر نے ایسی جگہ انتقال کیا ہے کہ
کوئی شخص نماز جنازہ میں شرکت کیلئے بھی حاضر نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ جگہ ویران ہے اور حضرت کو از وہام خلق پسند بھی نہ تھا حضرت
مخدوم نے فوراً چہرہ سے کفن ہٹلایا اور فرمایا شیخ میاں فکر نہ کر اللہ کفایت کرنے والا ہے۔
جب جنازہ تیار ہو گیا برقعہ پوشوں کا ایک عظیم لشکر ہر طرف سے آنا شروع ہوا، باجماعت نماز پڑھی دفن کیا اور غائب ہو گیا۔

ذکر بندگی مخدوم شیخ محمد قطب المشہور شیخ مینا لکھنوی قدس اللہ تعالیٰ فر

جن کا قول یہ ہے کہ خراب دل سے اگر ایمان بھی صادر ہو کفر ہے اور اگر آباد دل سے کفر صادر ہو تمام تر ایمان ہے۔
منقول ہے کہ جب پیر دستگیر شاہ مینا پیدا ہوئے تو بندگی شیخ قوام الدین نے ہندی زبان میں فرمایا "اوامور امینا" اسی سبب سنان کا عرف مینا ہو گیا۔ بعض لوگوں سے اس طرح منقول ہے کہ پیر دستگیر (شاہ مینا) حضرت قوام الدین کے انتقال کے بعد پیدا ہوئے مخدوم قوام الدین نے ایک روز اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ میرے بعد برادرم قطب الدین کو ایک بیٹا پیدا ہوگا جو قطب ہوگا اور میری پرسی خاندان اسی سے جاری و رoshن ہوگا۔ تم اس کو دودھ پلاؤ گی اور میری خانقاہ اس کے حوالہ کر دو گی۔ بی بی صاحبہ نے کہا مدت ہوئی میرا دودھ خشک ہو گیا۔ بندگی مخدوم شاہ نے فرمایا تم کو کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ جب پیر دستگیر پیدا ہوئے بی بی صاحبہ کو بندگی مخدوم کی وصیت یاد آئی گو دیں لے کر سینے سے قریب کیا۔ دودھ اس طرح رواں ہوا کہ تمام دیکھنے والیاں حیران تھیں۔ لوگوں کا بیان ہے کہ چالیس سال کے بعد یہ دودھ پیدا ہوا تھا۔

منقول ہے بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ جس وقت میں بے وضو ہوتی تھی ریاں مینا دودھ نہیں پیتے تھے۔ اور تمام مدت شیر خوارگی میں ہی حال رہا۔

بی بی صاحبہ یہ بھی فرماتی ہیں کہ جب تین سال کے ہوئے تو جو پرندہ گویا وغیرہ کی قسم سے ان کے سامنے سے گزر رہا ہوتا اس کو بلاتے فوراً چلا آتا اور ان کے سامنے بیٹھ جاتا۔ جب تک اس کو جانے کو نہیں کہتے نہیں جاتا تھا۔ جب چار سال چار مہینے کے ہوئے۔ ان کو مکتب میں بٹھایا گیا۔ معلم کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ولی اللہ ہیں، اس سبب سے ان کی تعلیم نے فکر مند نہیں رہتے تھے۔ دوسرے لڑکے پڑھتے تھے اور یہ مشغول رہا کرتے تھے۔ جب فرصت کا وقت ہوتا اور لڑکے استاد کے پاس پہنچ کر یکبارگی سلام کر کے روانہ ہوتے۔ دعا و سلام کی آواز پیر دستگیر حاضر ہوتے اور معلم کو سلام کر کے رخصت ہوئے۔

جب آپ کی عمر دس سال کی ہوئی بندگی مخدوم راجو قتال کے ایک خادم لکھنؤ آئے ہوئے تھے معرفت میں کمال نسبت مہل تھی۔ انھوں نے پیر دستگیر (مخدوم مینا) کو بعض اشغال کی تعلیم دی۔ جب بارہ سال کے ہوئے قطب وقت ہوئے۔

ان کی قلبیت کا اعلان حضرت شامدار کے واسطے سے ہوا اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ قاضی شہاب الدین ساکن مقام چیلانی جو دیباہ کا ایک دیہات ہے بعض قاضی شہاب الدین کی جگہ قاضی محمود کنٹوری کا نام لیتے ہیں جو شامدار کے مرید تھے اور شہاب الدین

آتش پر کالے مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے پیر سے ملنے جا رہے تھے راستے میں جب لکھنؤ پہنچے اکثر مخلوق اپنی حاجات کے سلسلے میں ان کی خدمت میں آئی۔ قاضی شہاب نے کہا میں اپنے پیر کی ملاقات کو جا رہا ہوں تم میں سے ہر ایک کی حاجت کو لکھ کر ان کے سامنے پیش کروں گا تاکہ جو جواب آئے دیا ہی کیا جائے۔ قاضی شہاب حضرت شاہ مدار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند روز ٹھہرے پھر رخصت کے وقت ہر ایک کی حاجت کو جو کاغذ پر لکھی تھی پیش کی۔ حضرت شاہ مدار نے فرمایا کہ قاضی شہاب تم کو معلوم نہیں کہ ولایت شیخ مینا کے حوالہ ہوئی ہے ان لوگوں سے کہو کہ شیخ مینا سے جو عہد کریں۔ قاضی شہاب نے کہا شیخ مینا کون ہیں حضرت شاہ مدار نے فرمایا کہ تمہاری آنکھوں پر تو مرغ کی پر پی چڑھ گئی ہے۔ کیوں کہ قاضی شہاب کے پاس تذویر و فتوح میں مرغ بہت آیا کرتے تھے۔ پھر حضرت شاہ مدار نے بتایا کہ یہ ایک کم عمر بچہ ہے جس کی عمر بارہ سال ہے اور ان کا حلیہ بھی بتایا۔ اور یہ فرمایا کہ یہ قطب ہیں۔ اور تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ولایت میرے حوالہ ہے لیکن وہاں کے لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ تم جاؤ اور تمام لوگوں کو خبر کرو کہ لوگ اپنی حاجتیں ان کے سامنے پیش کریں۔ تم بھی ان سے جا کر ملاقات کرو اور میرا دعا و سلام پہنچاؤ اور ایک مصلیٰ دیا کہ میری طرف سے شاہ مینا کو نذر پیش کرو حضرت شاہ مدار کا نام بدیع الدین ہے اور مدار لقب۔ یہ بزرگ اسی نسبت تھے۔ سادات مینوی سے ہیں۔ والد کا نام ابوالحسن ثانی اور والدہ کا نام بی بی ہویداجہ بزرگوار حضرت زین العابدین ابو موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر ابن زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم بعضوں نے شجرہ طریقت اس طرح لکھا ہے۔

شاہ بدیع الدین مدار ہوجاز من شیخ عبداللہ الکی ہوجاز من شیخ طیفور الشافعی ہوجاز من ابی بکر الصدیق ہوجاز من فاکم ابنہ بن علی بن ابی طالب
نسبت علویہ۔ بعضوں نے شیخ عبداللہ الکی ہوجاز من شیخ ابوریح المقدسی ہوجاز من شیخ عیین الدین الشافعی ہوجاز من اسد اللہ الشافعی
علی بن ابی طالب۔ وافتداعلم۔

تاریخ وفات "ساکن بہشت" ہے کہ جس سے آٹھ سو اڑتیس برس ہوئے۔

جب قاضی شہاب الدین لکھنؤ واپس آئے حاجتمند جمع ہوئے قاضی شہاب الدین نے کہا کہ میرے پیر نے فرمایا ہے کہ وہ ولایت شیخ مینا کے سپرد ہوئی ہے۔ وہ قطب ہیں ملوک ان کے پاس اپنے مہات میں جایا کرو اس وقت قاضی شہاب الدین تمام حاجتمندوں کے ساتھ مجدد مینا کی خدمت میں حاضر ہوئے ملاقات کی اور دعا و سلام کے بعد مصلیٰ پیش کیا اور حاجتمندوں کیلئے سفارش کی اور موعوب بیٹھ گئے۔ ایک حاجتمند فوراً کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا میرے پیر بیمار ہیں۔ پیر دستگیر نے دوات و قلم طلب کیا اور ہر حاجتمند کو دعا و توفیق وغیرہ دینے لگے۔ ایک حاجتمند جس نے پیر کی علالت کے متعلق عرض کیا تھا، اسی طرح کھڑا ہوا۔ بندگی مجدد نے سر جھکایا پھر بہت دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا "بابا جو صبر کرو ہر چنداں کشفائیں نے درگاہ حق سے چاہی مگر حکم ملا کہ ان کی عمر اس قدر تھی اور یہ سو بیٹھ پڑھا۔
ٹوٹی پیتا اس جنت جوڑوں نہ بڑے جنہ سر جن کی آس لیے سر جن دو جن بھی

نہی اوپر سے ٹوٹ چکی ہے میں جوڑ نہیں سکتا۔ دوست نے دشمنی ابھار دی دوستی کا رشتہ توڑ دیا۔
اب آپکا کام روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ اس کے بعد آپ مخدوم شاہ سازنگ کی خدمت میں گئے اور مرید ہوئے اور سالہا سال
ان کی خدمت کرتے رہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سازنگ نے مخدوم مینا کو کسی کام سے کسی دیہات میں بھیجا، اس کام کو بحسن و خوبی انجام دے کر
واپس ہوئے۔ مخدوم شاہ سازنگ نے فرمایا، اس دیہات میں ایک بزرگ بھی رہتے ہیں ان سے بھی ملے تھے؟ آپ نے عرض کیا نہیں۔ مخدوم
شاہ سازنگ نے فرمایا جب کہیں جاؤ وہاں کے بزرگوں سے بھی ملا کر وہ آپ نے عرض کیا ہے

ہمیشہ ہر پرزغبان ہم و خصال اے چکنم کہ چشم بدخون کند کس ننگاھے
بندگی مخدوم شاہ سازنگ نے پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا کو اجازت و خلافت عطا فرمائی کہ آپ اپنے مقام پر جاؤ اور ادا حق میں مشغول ہو۔
منقول ہے کہ پیر دستگیر (شیخ مینا) کے والد کے دو صاحبزادے تھے۔ شیخ احمد اور شیخ محمد المعروف بہ شیخ مینا۔ پیر دستگیر حضور ہے جسکو
اس کو کہتے ہیں جو قدرت کے باوجود عورت کے قریب نہ جائے تاکہ نفس شہوات سے محفوظ رہے۔ شیخ احمد کے دور کے ہوئے۔ ایک شیخ
قطب الدین دوسرے شیخ فرید۔ شیخ قطب الدین کو پیر دستگیر (شیخ مینا) نے اپنا متبشلی بنالیا تھا۔ آخر میں انہی کو انہوں نے اپنا خلیفہ اور
جانشین بنایا۔ آج کل ان کے نواسوں کے ہاتھ میں آستانہ کی عمارت ہے۔

منقول ہے کہ پیر دستگیر کو بیعت و خلافت سلطان العارفین شیخ سازنگ سے تھی۔ جلد حرکات و سکنات میں اپنے پیر کے متبع تھے۔
اپنے پیر کے سوا کسی دوسرے کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ فرماتے تھے۔ مرید اگر اپنے پیر کی زندگی میں کسی دوسرے کی اتباع اور تلقین کی طرف
متوجہ ہوتا ہے تو بہرہ ور نہیں ہوتا۔ پیر کی موجودگی کے باوجود کسی دوسرے سے محبت ہونی اور خلافت قبول کرنی جائز نہیں ہے اگرچہ
اپنے پیر کے ساتھ محبت و رابطہ قلبی بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو مگر ترقی زیادہ نہیں ہوتی۔

جو رنج و مشقت کہ حضرت پیر دستگیر سے راہ خدا میں دیکھی گئی ہے وہ طاقت بشری سے باہر ہے جو عنایت الہی حاصل نہیں ہو سکتی۔
جاڑے کے موسم میں جبکہ سردی شدت کی ہوتی بیدار رہنے کے لیے کہ نیند کا غلبہ ہو۔ پانی میں لباس ترک کر کے جسم پر ڈال
لیتے اور حضرت قوام الدین کے صحن خانہ میں جہاں سردی و اہمیت تیزی سے آہی ہوتی وہاں بیٹھ جاتے۔ سردی شدت سے جسم پر اثر انداز
ہوتی اور نیند کا غلبہ دور ہو جاتا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ اپنی ٹوپی پانی میں تر کر کے اپنے منڈے پر پہن لیتے۔ کبھی سنگ ریزہ جمع کر کے اس
پر بیٹھتے۔ تمام رات عبادت خدا میں مشغول رہتے۔ جب بھی نیند کا غلبہ ہوتا ان سنگ ریزوں پر لوٹتے یہاں تک کہ نیند جاتی رہتی۔ معلوم ہے
کہ سنگ ریزے پر کیا نیند آئیگی اور کیا آرام ملے گا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ بلند دیوار کے سرے پر بیٹھ جاتے تھے۔ گرنے کے خوف سے نیند نہ آتی تھی تمام
رات اللہ کی یاد میں گزرتی تھی۔ بعض اوقات جبکہ پانی گرم کر دیتے تھے اور نفس اس کی گرمی سے قدرے آرام حاصل کرتا، یا کچھ کاہلی اثر انداز

ہوتی یا یہ خطرہ دل میں گزرتا کہ وضو میں قدم سے تاخیر ہو جائے گی فوراً اٹھ جاتے گرم پانی چھوڑ دیتے اور سر و پانی سے غسل کرتے۔ کتنی راتیں صلوٰۃ معکوس میں گزرتیں صوم طے اکثر رکھا کرتے تھے کھڑاؤں پہنتے اور بار بار ہاتھ کوں پیدل چلتے تھے۔

مردان بستی ورنج بجائے سیدہ اند توینبر کجاری از نفس پروری

قطب العالم حضرت سعد خیر آبادی فرماتے ہیں کہ پیر دستگیر کے عرس میں جو میں اس قدر طعام داری کرتا ہوں یہ مخلوق کیلئے کرتا ہوں ورنہ مجھ کو پیر دستگیر سے شرم آتی ہے کہ کبھی بھی پیر دستگیر نے بلا ناغہ کھانا نہیں کھایا۔

پیر دستگیر کو چرب دار کھانے سے نفرت تھی یہاں تک کہ چربی یا روغن کی بواگرو داغ میں پہنچتی تو تحمل نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اس کو مس کر سمجھتے تھے۔

منقول ہے کہ پیر دستگیر نے اربعینیات بہت کی ہیں لیکن ان کی شہرت نہ تھی صائم اور مشغول رہا کرتے تھے۔ لوگوں سے ملنے کیلئے باہر آتے تھے۔ خانقاہ میں تھوڑی دیر ٹھہرتے اور پھر حجرہ میں چلے جاتے اور مشغول رہتے۔ بعض اوقات آئینل روز گزرنے کے بعد چائناک کوئی عزیز یا معتقد آپکا جو ٹھایالی طلب کرتا۔ چوں کہ پوشیدگی کا لحاظ رہتا تھا اسلئے نہیں کہتے تھے کہ میں روزہ دار ہوں۔ جو اس کی خوشی ہوتی وہی کر دیتے تھے۔ پھر نئے سرے سے اربعین کی نیت کرتے۔ اس قدر نفس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اربعین کی تکمیل سے نفس مغرور نہ ہو اور ایک سلمان بھائی کی دل شکنی نہ ہو۔

بزرگان بیان کرتے ہیں کہ حضرت پیر دستگیر کی عادت تھی کہ نیند سے بیدار ہوتے ہی تیمم کرتے تھے پھر وضو کیلئے مستعد ہوتے۔ فرماتے تھے کہ آدم کی اصل خلقت مٹی اور پانی ہے۔ انہی دونوں سے آگ بھتی ہے۔ کل قیامت میں بھی بڑی امید ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آخرت کی آگ کو بھی ان دونوں کی وجہ سے بجھا دے گا۔

حضرت پیر دستگیر کو اگرچہ ہر وقت وضو ہوتا تھا مگر ہر ایک دو گھنٹے کے بعد اٹھتے وضو کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے تازہ وضو قسود ظاہری اور تاریکی قلب کو دور کرتا ہے اور ایک تازہ نور دل میں پیدا کرتا ہے۔ کہ شیطان جب اس کو دیکھتا ہے کڑھتا ہے جب تک یہ پانی برتن میں رہتا ہے وضو کا ثواب اس شخص کے نام سے لکھا جاتا ہے۔

قطب العالم مجدد و شیخ فرماتے ہیں کہ بیس سال تک میں پیر دستگیر کی خدمت میں رہا۔ لیکن کبھی میں آپ کو پاؤں کھڑا کر کے یا پاؤں پھیلا کے بیٹھتے نہ دیکھا۔ ہمیشہ قبلہ رخ نماز کے ارادے میں بیٹھ رہا کرتے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز اپنے لیے طلب کر کے کھائی ہو یا اپنے لیے کوئی فرمائش کی ہو یا اپنی خواہش اور پسند سے کوئی کپڑا اپنے لیے سلوایا ہو۔ یا یہ کہا ہو کہ یہ کپڑا اچھا نہیں ہے یا درزی پر خفا ہوں کہ یہ کپڑا ایسا کیوں سیایا یہ کپڑا ایسا کیوں کر دیا۔ فرماتے تھے صوفی ہوائے نفس سے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ کپڑا پہنتا ہے۔ حاشا کلا ایسا شخص صوفی نہیں ہے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرن ہے۔ کبھی اپنا ہوتا قبلہ کی طرف نہ رکھتے تھے نہ آمارتے

منقول ہے: فرماتے تھے جو شخص کھانا پانی بغیر وضو کے کھاتا پیتا ہے شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جس کھانے میں شیطان شریک ہو اس سے طہارت باطنی اور سلامتی سینہ کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

آپ کی عادت تھی کہ جب کھانے کا ارادہ کرتے وضو ہوتے ہوئے بھی تازہ وضو کر لیتے تھے: فرماتے تھے جو کھانا کہ با وضو کھایا جاتا ہے، وہ دل میں تسبیح کرتا رہتا ہے اور وہ کھانا دل کو منور اور روشن کر دیتا ہے عبادت میں کاہلی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ جب کھانے سے فارغ ہوتے تھے اس وقت بھی وضو کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو وضو کھانے کے بعد کیا جاتا ہے، گرائی شکم سے محفوظ رکھتا ہے۔ نور علی نور کا جلوہ دکھاتا ہے۔

پیر دستگیر کی یہ بھی عادت تھی کہ بے وضو گفتگو بھی نہیں کرتے تھے، نہ بے وضو کبھی سوتے تھے: فرماتے تھے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص با وضو سوتا ہے اس کے برابر فرشتہ سوتا ہے اور جب تک وہ سویا رہتا ہے فرشتہ دعا کرتا ہے اے خدا اس بندے کو بخش دے کہ یہ بندہ با وضو سویا ہے۔

یہ بھی عادت تھی کہ جب پہلو پر سوتے تھے بیدار ہوتے تو پھر دوسرے پہلو پر بے وضو نہیں سوتے تھے۔ اٹھ جاتے وضو کرتے دو گنا ادا کرتے پھر سوتے، یا ذکر میں مشغول ہو جاتے: فرماتے تھے جس طرح قرآن، ایمان و اسلام نور رکھتے ہیں وضو بھی نور رکھتا ہے۔

منقول ہے: فرماتے تھے، بہت زیادہ نماز پڑھنی، کثرت سے روزہ رکھنا، کلام مجید کی تلاوت کرنی ہر شخص سے ممکن ہے۔ لیکن درد محبت کا حاصل کرنا جو اس راہ کی اصل ہے ہر ایک کے بس کی بات نہیں، اس وقت یہ شعر پڑھا کرتے تھے:۔

ما را زمرید درد خواں می باید

صاحب درد سوختہ جان می باید

اس درد سے متعلق یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے:۔

در سینہ چو در دیار دارم

لے در درم و ز سینہ بیرون

صد ملک درین دیار دارم

ز نہار کہ با تو کار دارم

ایک مرتبہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ مولانا عمدہ بدایوں جو بہت بڑے عالم صاحب عزت و جاہ تھے حضرت نظام الدین اولیا کے زمانے میں سیر سیاحت میں مشغول رہا کرتے تھے، عنایت الہی جو ان پر ہوئی تو سب کچھ ترک کر کے طریقہ طاعتیہ اختیار کر لیا۔ زمانہ لباس زنا و سنوار، بناؤ کر کے ایک گال سیاہ ایک گال سرخ کے حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زانو سے زانو ٹاکا کر روبرو بیٹھ گئے، اور کہنے لگے مولانا نظام الدین آپ سے یہ سب کچھ ہو گا جو میں نے کیا ہے؟ ہمیشہ سجادہ کبر اور نہالچہ رعونت پر بیٹھتے رہتے ہیں اور خود کو سالکان، طالبان اور صادقان میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیا خوش ہے۔ مولانا عہد نے کر رہی بات کہی پھر کہا مولانا جواب کیوں نہیں دیتے؟
حضرت نظام الدین اولیا نے فرمایا "جو کام آپ نے کیا ہے سہل ہے۔ یہ بیوہ عورتوں اور غنٹوں کا کام ہے۔ لیکن مردان خدا کا کام دوسرا ہے۔"

مولانا عہدہ کو تعجب ہوا۔ پوچھا کہ وہ کیا کام ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا نے فرمایا: "مردان خدا کا کام یہ ہے کہ ہمیشہ خدائے تعالیٰ کے درو عشق کی آگ میں جلتے ہیں۔ دل کے پاسباں رہتے ہیں کہ خطرات سے محفوظ رہیں۔"

حضرت پیر دستگیر (مینا) نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص شیخ الاسلام حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک بزرگ کا تذکرہ کرنے لگا۔ کہ وہ ایسا کشف رکھتے ہیں اور ایسی ہی ان کی کرامتیں ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیا نے دریافت فرمایا "آں دارد؟" یعنی عشق ہونیا کی اصطلاح میں عشق کیسے ہو؟ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین (چراغ دہلی) فرماتے ہیں "چوں محبت شد ہمیشہ" جب محبت ہوتی تو سب کچھ ہوا اور آپ نے یہ بھی فرمایا "ہمارے خاندان میں دو چیزیں ہیں، ایک محبت دوسرے اتفاق" ایک مرید نے پوچھا محبت کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ آپ (چراغ دہلی) نے فرمایا اللہ کی عنایت سے۔ مرید نے دریافت کیا۔ اس کے علاوہ دوسری چیز؟ فرمایا "احسان" مرید نے پوچھا کوئی ایسا ورد نہیں ہے جس کے پڑھنے سے اللہ کی محبت پیدا ہو؟ آپ نے فرمایا "جو شخص بعد نماز عصر پانچ بار سورہ نبا یعنی سورہ عم روزانہ پڑھے گا اس کو اللہ کی محبت حاصل ہوگی اور آپ (چراغ دہلی) نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیا سے سنا ہے کہ جو شخص سبعت عشر کے بعد یہ دعا پڑھے اللھم الودقنی مجالکے امتنی مجالکے عشقونی تحت اقدام اجنابک اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر اسی دعا کو پڑھے۔ اللہ اپنی محبت میں اسے فرمائے گا۔

پھر فرمایا انسان کو اپنی کوشش جاری رکھنی چاہیے عطا و بخشش کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے۔

اندریں رہ اگر توان کنکن جان بدہ جان بدہ زبان کنکن

اے عزیز سالکان راہ طریقت نے عشق و محبت کے درمیان فرق بتایا ہے۔ عشق انتہائے محبت کو کہتے ہیں۔ محبت کی ابتداء موافقت سے ہے۔ (پھر مدارج ہیں) پھر میل کا مرتبہ ہے اس کے بعد موافقت ہے پھر مودت پھر مواصلت کی منزل ہے۔ اس کے بعد مقام خلوت ہے۔ اس کے بعد محبت۔ اس کے بعد شفقت اس کے بعد مرتبہ وہم، اسکے بعد مرتبہ ولا اور آخری مرتبہ عشق ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی تشریح رسالہ مکبہ کی شرح میں موجود ہے۔

پیر دستگیر نے فرمایا لفظ عشق عشق سے ماخوذ ہے یا ایک بیل ہے جو ترو تازہ درختوں پر لپٹی ہے۔ درخت کو خشک کر دیتی ہے اور خود ترو تازہ رہتی ہے۔ یہی حال عشق کا ہے جس جسم پر لپٹ گیا غیر محبوب کو خشک کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا، عشق و محبت خدا یا میر

شرعی امور سے رہائی اللہ کی مدد اور توفیق ہی سے حاصل ہوتی ہے، اس کے بعد ایک عجیب و غریب اور نصیحت آموز واقعہ بیان فرمایا۔
 ایک مرتبہ قاضی شہاب الدین شاہی شکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ راستے میں پڑاؤ تھا۔ قضاے حاجت کی وجہ سے صبح کی طرف
 گئے۔ باہ میں قحبہ خانے کی طرف سے گزر رہا، ایک خیمے سے رونے کی آواز آرہی تھی، حیرت ہوئی اس طرف آباد میں گریہ و زاری کیسی؟ آواز
 آتی دل دوزخ تھی کہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی گھوڑے کو روک لیا۔ اتر پڑے، دیکھتا ہوں کہ بے مخلوق کے خوف اور لوگوں کی بدگمانی
 کے ڈر سے خیمے کے اندر جانے کی ہمت نہ ہو رہی تھی لیکن جب دیر ہوئی تو طبیعت نہ مانی، خیمے کے اندر چلے گئے۔ دیکھا ایک طوائف بیٹھی
 رو رہی ہے۔ آپ کو دیکھ کر اس نے کہا جاؤ جاؤ میں آجکل اچھی نہیں ہوں۔ یہ میرے ایام ماہواری کے دن ہیں ہندو رہوں، تم سے پہلے بھی
 ایک آشنا آیا تھا اس کو بھی یہی کہہ کر واپس کر دیا ہے۔ تم بھی واپس جاؤ۔

قاضی شہاب نے کہا دیکھو میں ایک سن رسیدہ آدمی ہوں میرے لباس کو بھی دیکھو صالحین کا لباس ہے۔ میں بد وضع بد قماش
 نہیں ہوں جو تم ایسا گمان کرتی ہو۔

اس نے پوچھا تم کس لیے آئے ہو؟

قاضی صاحب نے کہا مجھ کو تمہارے رونے کی آواز کینچ لائی ہے۔ آخر تمہارے رونے کا سبب کیا ہے؟ اس نے کوئی جواب نہیں
 دیا جب آپ نے بہت اصرار کیا تو اس نے کہا محترم! آج میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دنیا میں لوگ مجھے فاحشہ کہتے ہیں بلکہ قیامت میں
 خلائے تعالیٰ اس نام کی بنا پر مجھے عذاب نہ دیدے۔

قاضی صاحب نے کہا نام کا کیا اعتبار ہے جبکہ تم ایسے قبیح فعل میں مبتلا نہیں ہو۔

اس نے کہا لغو ذی اللہ منہا لوگ آتے ہیں، میں نوح بنوع صیلے کر کے ان کو لوٹاتی ہوں اور خود کو
 اس فعل قبیح سے بچاتی ہوں۔

قاضی صاحب نے پوچھا اے ولیہ تم آزاد ہو یا کسی کی باندی ہو۔

اس نے جواب دیا، ایک شخص کی باندی ہوں اس کے کہنے کے مطابق یہاں آکر بیٹھی ہوں تمام روز مصلے پر بیٹھی عبادت
 الہی میں مشغول رہتی ہوں۔ جب شام ہوتی ہے یہاں سے روانہ ہوتی ہوں۔ چار چیل درم جو روزانہ میرے آکلنے مجھ پر مقرر کیا ہے۔
 مصلے پر پاتی ہوں اور اپنے آقا کو جا کر دیدیتی ہوں۔

پھر مخدوم قاضی شہاب نے پوچھا اگر کوئی آشنائیات کے وقت آتا ہے اور تمہارا مالک تم کو اس کے پاس بھیجنا چاہتا ہے
 تو کیا کرتی ہو۔

اس نے جواب دیا کہ میں اٹھتی ہوں کہ مکان میں جاؤں لیکن اتنا شدید بیمار آتا ہے کہ مجھے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا۔ بالکل بے خبر

ہو جاتی ہوں۔ اس طرح بفضل خدا اس قیامت سے بچ جاتی ہوں۔

پیر دستگیر نے فرمایا، صوفیا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی ان پر جو روستم کرتا ہے، یا چوران کا مال لیجاتا ہے تو اس کے لیے بددعا نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی بدعا کرے گا تو توکل باطل ہو جائے گا۔ اگر چوری ہو یا مال گم ہو جائے تو غمگین ہونے کے بجائے یہ کہے اس میں دین و دنیا کی کوئی بھلائی پوشیدہ ہوگی جب ہی مال چوری ہوا ہے یا گم ہوا ہے۔

ایک مرتبہ سرینے آپ (شیخ مینا) کو ایک گھوڑا نذر کیا۔ رات کو چور آئے اور چرا کر لے گئے۔ جب چوروں کو یہ خبر ملی کہ یہ گھوڑا مخدوم شائینا صاحب کا ہے، تو کہلا بھیجا کہ آپ کا گھوڑا ہمارے پاس ہے کچھ دیجئے تو میں آپ کو واپس کر دوں۔

آپ نے جواب دیا کہ خدا کا منشا یہی تھا کہ گھوڑا چوری ہو جائے۔ اس میں کچھ بھلائی ہی پوشیدہ ہوگی۔ میں نے تو چوری ہی کے بعد یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جس نے چرایا ہے میں نے اس کو دیدیا ہے۔ دی ہوئی چیز واپس نہیں ہوتی۔ میں گھوڑے سے درگزر ا۔ اس کو بچھا اور کھاؤ۔ مجھے اس گھوڑے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

منقول ہے کہ کی حاضر مجلس نے حضرت پیر دستگیر سے دریافت کیا کہ حضرت سری سقلی کا قول ہے کہ بندے کو اپنا گناہ فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اور توبہ میں مشغول رہے۔ اور حضرت جنید فرماتے ہیں کہ گناہوں کو فراموش کر دینا چاہیے۔ ان دونوں قولوں میں تضاد ہے۔ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا تضاد نہیں ہے۔ سری سقلی نے مبتدی کے متعلق کہا ہے توبہ میں مشغول رہے تاکہ عبات و ریاضت میں عجب و غرور نہ پیدا ہو۔ اور جنید منتہی کی بات کرتے ہیں جس کو اللہ نے مقابلاً بلند پر نواز دیا ہے۔ اس مقام میں گناہ کو فراموش کر دینا چاہیے۔ وہ مقام قرب کا ہے۔ وہاں ایسا ذکر جائز نہیں ہے۔ لان ذکر الجفاء فی حالة الوفاء جفاء ورنہ اس مقام سے الگ ہو کر سب ہی کیلئے توبہ استغفار ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز ادب کا ذکر نکل آیا پیر دستگیر نے فرمایا نفس ادب کے باب میں لوگوں کا تین گروہ ہے۔

اول اہل دنیا۔ ان کا ادب یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت، علم اور اسرار و معانی کو حاصل کریں، جن میں یہ خصائل نہیں ہوتے ان کو بے ادب کہتے ہیں۔ زہے کم بین و نادانی کہ بس اس ادب میں رہتے ہیں اہل شریعت اور اہل خصوص کے ادب کی حصول کی ہمت نہیں کرتے ہیں۔ دوسرے اہل شریعت و دین ہیں۔ علوم کی تحصیل، ریاضت نفس، اعمال جوارح کا لحاظ، طبیعت کی پاکیزگی۔ حدود و الہی کی نگہداشت۔ ترک شہوات و شہات سے کنارہ کشی، حسات و غیرات کی طرف میلان یہ اہل شریعت کا ادب ہے۔

تیسرے اہل خصوص کا ہے ان کا ادب دل کی نگہداشت، کہ ہمیشہ دل کی پاسبانی کرتے ہیں۔ اور ان اسرار کی نگہبانی جو اللہ کی طرف سے ان کے دلوں پر منکشف ہوتے ہیں۔ یہ کام سب سے مشکل ہے۔ وہ تفاق سے دور ہیں، ظاہر و باطن میں یکسانی کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ہے کہ بعض اہل سلوک صفت و تفاق کے دور کرنے میں عاجز رہے ہیں تو انہوں نے کمر میں زنا را باندھ

لی ہے اور کہا ہے۔ اگر مسلمان نہ رہوں گا تو منافق بھی نہ رہوں گا۔

منقول ہے حضرت سعد خیر آبادی نے حضرت پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا قدس سرہ سے دریافت کیا کہ ”علما اور مجتہدین دنیا میں بہت ہوئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟“

حضرت مینا قدس سرہ نے جواب میں فرمایا، ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا میں نے خواب دیکھا ہے۔ حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا کیا خواب دیکھا ہے؟

اس نے کہا میں نے دیکھا ایک خیمہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ اس خیمے کی چار طنائیں ہیں اور ایک ایک طنائے ایک ایک شخص کے ہاتھ میں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، معلق خیمہ دین اسلام ہے اور چار طنائیں جو دیکھیں یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے بندہ ہونگے۔ منقول ہے کہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا۔ ایک تیرہ برس کے لڑکے نے بارگاہ الہی میں مناجات کی۔ الہی وہ عبادت سکھا دے جس میں تکلیف و مشقت ہو۔ رب العزت کا حکم ہوا لا الہ الا اللہ کہو ہوئی نے کئی ہزار مرتبہ پڑھا۔ پھر درخواست کی کوئی ایسی عبادت کی تعلیم دیجئے جس میں انتہائی مشقت ہو اس کلمے سے تو مجھے راحت و مسرت کا احساس ہوتا ہے۔ فرمان الہی پہنچا۔ اے موسیٰ اس کلمے کے رنج و مشقت کو فرعون سے چھپو۔ میں نے تم پر آسان کر دیا ہے۔ تمہارے دل کو پاک صاف کر دیا ہے۔ اس لیے یہ کلمہ تم کو آسان معلوم ہوتا ہے۔

منقول ہے کہ پیر دستگیر نے فرمایا۔ مصطفیٰؐ نے فرمایا ”الدنيا خمر الشيطان فمن سكر منها لا اصابها بذهاب“ دنیا شیطان کی شراب ہے جس پر اس کا نشہ چڑھا وہ ہوش میں نہیں آتا۔ مگر اسی دن جب وہ یہاں سے چلا جائے گا۔ نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ الدنيا جيفة و طایبھا کلاب دنیا مڑا رہے اور اس کا طلبگار کتا ہے۔

منقول ہے پیر دستگیر فرماتے تھے، عشق آمدنی بھی ہے اور آؤر دنی بھی۔ آمدنی یہ ہے کہ از خود بے اختیار اور بغیر کسب کے اللہ اپنے بندے کو اپنے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آؤر دنی وہ کہ اپنے اختیار اور کسب سے حاصل کرتے ہیں کہ خانہ دل میں منتظر بیٹھے ہیں۔ ع۔

روحانہ رعب کہ شاہ سحر گاہ آید (کنز)

حضرت پیر دستگیر نے فرمایا۔ طعام حلال اور چیز ہے اور طعام پاک اور چیز ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ ایک بزرگ ایک بادشاہ کے دسترخوان پر مہمان ہوئے۔ جب دسترخوان چن گیا۔ ان بزرگ نے اپنی آستین سے چند روٹیاں نکالیں اور کھانے لگے۔ بادشاہ نے کہا یہ کھانا حلال طریقے پر فراہم کیا گیا ہے کیوں نہیں کھاتے۔ کھائیے۔

ان بزرگ نے کہا واللہ اعلم حلال ہو گا، پاک نہ ہو گا، کیوں کہ میرا دل اس پر فتویٰ نہیں دے رہا ہے۔ بادشاہ نے رعونت سلطانی میں آکر کہا بار بار کہ رہا ہوں، مگر آپ کھاتے نہیں ہیں۔ کھائیے اس کھانے سے آپ کا ایمان نہیں جائیگا۔ ان بزرگ نے فرمایا ایمان نہیں

جائے گا مگر حلاوت ایمانی چلی جائے گی۔

پیر دستگیر نے فرمایا، درویش کو چاہیے فضول گفتگو سے احتیاط کرے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ ایک بزرگ نے چاہا کہ ایک مرید کو خرقہ خلافت پہنا کر دعوت و ارشاد کیلئے متین کرے۔ چند بزرگوں کو جمع کیا کہ ان کی موجودگی میں خرقہ خلافت پہنائیں اور مسند ارشاد و ہدایت پر بٹھلائیں۔ ہو اگر تم تھے اور آفتاب کی تابش تیز تر تھی۔ اس شخص کی زبان سے نکل گیا کہ کس قدر سخت گرمی ہے۔ ہر ایک بزرگ جو جمع ہوئے تھے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یہ شخص اس لائق نہیں کہ کام کر سکے لہذا وہ بات کرنا ہے اس گفتگو میں کیا نفع تھا۔ منقول ہے کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فضول گوئی سے بچنے کے لیے روزہ منہ میں رکھا کرتے تھے۔ جو نماز ذکر اور کھانے کے وقت منہ سے نکال لیتے تھے ورنہ کسی وقت بھی منہ سے نہ نکالتے تھے اور یہ سب اس لیے کرتے تھے تاکہ لائیں گفتگو سے محفوظ رہیں۔

منقول ہے کہ حضرت مخدوم مینا قدس سرہ جب کسی کو مرید کرتے تو یہ ہدایت فرماتے جو کچھ اللہ نے حکم کیا ہے اس پر عمل کرو۔ جسم سے منع کیا ہے اس سے بچو۔ غسل جمعہ، نماز باجماعت روزہ ایام بھین اور چار رکعت نماز چاشت کا اپنے کو پابند بنالو۔ حضرت پیر دستگیر جب اس آیت کی تفسیر بیان کرتے تو فاذا ذکر اللہ قیاماد قعودا علیٰ جہنوبکم، تو یہ دوہرہ بھی پڑھتے تھے۔
اوٹھٹ بٹھٹ سب کیجیے کسی پور کھ امر نہ کیجیے

پیر دستگیر مخدوم مینا قدس سرہ نے اپنی تصنیف کردہ کتاب نوادسا میں میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں میں حضرت یوسف چشتی کی خدمت میں تھا، بزرگوں کا تذکرہ چھڑ گیا۔ اسی اثنا میں ایک شخص حضرت یوسف چشتی کی خدمت میں بیعت کے ارادے سے آیا قدس سرہ ہوا، حکم ہوا بیٹھ جاؤ، کیسے آئے۔ اس نے بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس وقت خواجہ یوسف چشتی کسی اور عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا ایک کام کرو تو میں مرید کر لوں۔ اس نے کہا فرمائیے آپ نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہو۔ اسی طرح ایک بار اقرار کرو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ چوں کہ وہ مرید راسخ تھا اس نے اسی طرح کہہ دیا۔

اس کے بعد آپ نے اس کو مرید کر لیا۔ خلعت و نعمت عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا میں کون ہوں، میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اصلی کلمہ یہی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن یہ جانچنے کیلئے کہ تم کو کس قدر میرے ساتھ اعتقاد ہے۔ یہ سخت امتحان میں نے لیا۔ جب تمہاری عقیدہ مندی کی تصدیق ہو گئی تو مجھے اطمینان ہوا تو میں نے مرید کر لیا مرید کو ایسا ہی راسخ العقیدہ بنانا چاہیے۔

حضرت مخدوم مینا قدس سرہ دوپہر کے وقت مکروہ وقت میں سجدے پر سجدے کرنے لگے۔ (نماز پڑھنے لگے) یا ران و مصاحبان میں جو لوگ موجود تھے کہنے لگے مکروہ وقت میں سجدہ منع ہے۔ حضرت دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر کہنے لگے۔ عزیز و خدا کیلئے کچھ نہ کہہ رہے خود شرم رہا اس وقت معشوق نگاہوں میں ہے اس وقت مجھ میں تاب نہیں ہے کہ اس کو دیکھوں اور سجدہ نہ کروں اس کے بعد آپ نے یہ دوہرہ پڑھا۔

سائیں جب چڑھے جب آئے ریت کریت نہ دیکھیں جائے
پیر دستگیر قدس سرفہ فرمایا۔ صغایے باطن کے ساتھ جب ذکر کیا جاتا ہے تو بلاؤں کی سختی فراموش ہو جاتی ہے۔ اس کے
بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔

حضرت کلیت بنجاری نے ایک روز اپنے ملازم سے فرمایا: دیکھو میرے جسم میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جو گرم نہ ہو، مگر زبان جو
گرم نہیں ہے۔ ملازم نے کہا: ایسا ہی ہے۔ حضرت کلیت بنجاری نے فرمایا: ہاں کلیب ایسا ہی ہے کہ تمام جگہ گرم ہے۔ مگر زبان کو ذکر و شکر کیلئے
مخصوص کیا ہے اور دل کو فکر و حضوری کے لیے جس کی وجہ سے بلاؤں کی سختی بیچ ہے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت کلیت بنجاری کسی سفر میں ایک میدان میں مقیم تھے۔ ایک رات چند افراد گئے اور ان کے گرد جمع
ہو گئے کہ اس حالت میں خدا سے وہ کیا کہتے ہیں کان لگائے ہوئے تھے۔ لوگوں نے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ میرا نام کلیت ہے۔ بخیر و برکت سے موسوم ہوں
میری غذا فاقد کشی کے بعد ہے۔ تو جبریل علیہ السلام اس میدان بلا میں کہاں ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ دعویٰ محبت میں میرا مقابل کون ہے۔
لوگوں نے یہ حکایت بھی کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مشاد دینوری بیابان ہوئے۔ بلاؤں میں مبتلا تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کی
تکلیف کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا: تکلیف سے پوچھو کہ وہ مجھ کو کیسا پارہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کے دل کا کیا حال ہے؟ فرمایا: تیس سال ہوئے کہ دل
گم کر چکا ہوں، سختی، تکلیف اور دل کا حال کیا پوچھتے ہو؟

منقول ہے پیر دستگیر نے فرمایا۔ کسی مرید نے اپنے پیر سے کہا چاہتا ہوں کہ ایک اجنبی کی طرح اس مکان میں جاؤں اور کچھ روز
رہ کر ان (مردمند) کو دیکھوں۔ پیر نے کہا اگر وہاں سے واپس نہ آنے دیں تو کیا کر دے؟
منقول ہے کہ پیر دستگیر میں جو شان حلیمی تھی مصطفیٰ کے واثق و زاد درہی میں ہوگی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک عجم ہاتھ میں اینٹ لیے ہوئے غصے سے بدست گالیاں دیتا ہوا آپ کے پاس آیا، آپ نے کچھ رقم
اس حرکت کے جواب میں اس کے ہاتھ میں رکھ دی اور چھٹکارا حاصل کیا۔ وہ دودھ لے آیا اور آپ کے قدموں میں گر گیا۔
منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں تحفہ کھیرے لایا۔ آپ نے چکھا۔ سخت تلخ تھا خود کھا گئے۔ اسی طرح ہر ایک
کو چکھا سب تلخ کسی کو نہ دیا۔ یہ بات چوں کہ خلاف عادت تھی اسلئے لوگوں کو تعجب ہوا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سب تلخ تھا اسلئے نہیں دیا کہ
حاضرین مجلس میں کوئی تلخی کی شکایت کرے اور لانے والے کو شرمندگی نہ محسوس ہو۔

منقول ہے حضرت پیر دستگیر فرماتے تھے۔ جس زمانے میں میں حضرت قوام الدین قدس سرفہ کے رہنے پر مقیم تھا بہت پریشان خاطر
رہا کہ اکیس ایسا ہوا مسافران بہت آجاتے کھانا تھوڑا ہوتا وہی سامنے رکھ دیتا پھر چراغ کی روشنی درست کرنے کے بہانے سے اٹھتا، چراغ
بجھا دیتا، تاریکی میں سب کھانے میں مشغول ہوتے ہیں ہاتھ ڈالتا لیکن کھانا نہ تھا۔ تاکہ سب سیر ہو جائیں۔ میں اسی طرح بھوکا رہتا ایک

روز کی فقیر مخدوم کی درگاہ میں اترے۔ والدہ حیات تھیں میں نے کہا مہمان آگئے ہیں کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے فرمایا ہوگا تلاش کرو۔ میں نے تلاش کیا بہت مختصر سا آٹا ملا۔ میں نے کہا روٹی پکا دیجیے۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ مگر اس مختصر آٹے کی روٹی پکنے میں بہت تاخیر ہوئی۔ جب کھانا تیار ہو گیا والدہ کے پاس گیا اور دریافت کیا اتنے مختصر آٹے پکانے میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔ فرمانے لگیں تمہارے سب ہی بھانجے جاگ اٹھے تھے۔ میں نے خیال کیا ان کے سامنے پکاؤں کی تویہ بھی مانگیں گے اس طرح مہمانوں کے کھانے میں اور بھی کمی ہو جائے گی۔ بچوں کو سنانے میں مشغول ہو گئی جب سو گئے تو اس وقت روٹی پکائی۔ لیجا کر مہمان کو کھلاؤ۔ میں نے وہی مختصر کھانا مہمانوں کو کھلایا۔ لیکن ان بچوں کے بھوکے رہنے سے دل بہت محزون رہا۔

پھر مخدوم فرمانے لگے۔ اس وقت یہ فارغ ابوالی جو مجھے حامل ہے۔ وہ میرا گمان ہے کہ اسی رات کا صدقہ ہے اور یہ روشنی جو اس وقت نظر آتی ہے، وہ والدہ کی خدمت کی بدولت ہے۔

منقول ہے پیر دستگیر نے فرمایا۔ ایک بزرگ خراسان سے شام گئے دریافت کیا یہاں کوئی عالم متقی ہے کہ میں ملاقات کروں۔ لوگوں نے شیخ سعد الدین منصر کا نام لیا۔ جب وہ بزرگ وہاں پہنچے دیکھا گوبر پانی میں گھول رہے ہیں تاکہ مکان کی دیواریں پس۔ یہ دیکھ کر وہ فوراً واپس لوٹ گئے اور کہا کیسے عالم متقی ہیں کہ ایسی پلیدی کو دیوار میں لگائیں گے۔ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

منقول ہے ایک مرتبہ حضرت سعد قدس سرہ اپنے پیر شیخ مینا سے رخصت ہو کر اپنے وطن اوزام میں اپنے والدین سے ملاقات کیلئے جا رہے تھے۔ برسات کا موسم تھا۔ جب قصبہ موہان کے قریب پہنچے دیکھا ہر طرف جل تھل ہے۔ جدھر نگاہ جاتی پانی ہی پانی، سیلاب ہے کہ اپنی شدت سے رواں ہے فراتے تھے میں گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے چاہا کہ گھوڑے پر چڑھے ہوئے ہی پانی پار کر لوں۔ گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ ابھی چند ہی قدم گیا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ میں گھوڑے سے گر پڑا۔ پانی غرقاب تھا۔ ڈوبنے لگا۔ پیر دستگیر کو یاد کیا ان کو اپنا شفیع گردانا۔ اور اللہ سے دعا کی۔ حضرت پیر دستگیر کو قریب پایا۔ انہوں نے اس غرقاب سے نکال کر آگے ڈال دیا۔ میرے وہ ساتھی جو تیرنا جانتے تھے، کھینچ کر باہر لائے۔

حضرت سعد خیر آبادی اپنا ایک دوسرا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ تھا، مجھے سخت بیمار آیا ہوا تھا۔ چند روز فاقے بھی کیے حالت نہ بدلی۔ تب غالب ہی رہی تیر ہویں رمضان شریف کو حالت بہت تشویشناک ہو گئی۔ بے چینی سخت تھی۔ نہ زمین میں قرار نہ آسمان میں چین۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ ایک شخص کو پریشانی کی حالت کہ پیر دستگیر کی خدمت میں بھیجا۔ پیر دستگیر حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے عرس کیلئے کھانے کے انتظام میں مشغول تھے۔ بلچند کہ یہاں سے تقریباً ایک روٹی روغن اور شکر میں تیرہ تر آئی ہوئی تھی ایک روٹی میرے پاس بھیج دی اور فرمایا سب کی سب کھا جاؤ ایک ذرہ بھی نہ چھوڑو۔ طبیعت نامسا زاس پر کی دونوں کا فاقہ طبیعت کھانے کی طرف بالکل مائل نہ ہوتی تھی۔ مگر حکم کی پابندی اور عقیدہ تمتدی کی وجہ سے طبیعت پر جبر کر کے میں سب کھا گیا۔ غذا کرنی تھی کہ مجھے

نیند آگئی۔ میں نیند ہی میں تھا کہ مجلس سماع شروع ہو گئی۔ میری آنکھ کھل دیکھا ہمارا بالکل نہ تھا۔ میں اٹھا وضو کیا اور محفل سماع میں حاضر ہو گیا۔ صوفیان سماع سن رہے تھے میں کھڑا تھا۔ قوال نے یہ شعر پڑھا۔

رقم بہ کلیسائے دترسائے جہود ترساؤ جہود رارخ بتو بود

مجھے ذوق پیدا ہوا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سماع سننے لگا۔ جب دیر کے بعد میں بیٹھا تو پیر دستگیر نے مجھے کپڑا اور اپنے کمرے میں لے گئے وہاں مجھے قرا آیا۔ محفل سماع درخواست ہونے کے بعد اپنی سیاہ دستار اپنے سر سے اتار کر مجھے عنایت فرمائی۔

منقول ہے پیر دستگیر نے فرمایا۔ ابدالوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی کو اپنی جماعت میں لینا چاہتے ہیں تو تصفیہ قلب کیلئے زعفران آتش میں ملا کر اس شخص کو پلا دیتے ہیں۔ اس کو اثر ظاہری و باطنی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس ایک پیڑ اور بھی پائی جاتی ہے جو پانی کی طرح ہوتی ہے۔ یہ کی رنگ کی ہوتی ہے ہر فیض بھی سرخ بھی زرد بھی اور سیاہ بھی۔ ہوزن چند درم یہ بھی مستعمل ہے سیاہ، روشن اور خوش منظر ہوتی ہے۔ یہ چیز ایسی خوشبو ہوتی ہے کہ کیا کوئی چیز ایسی ہوگی۔ نہایت مغرور قلب، ان لوگوں سے لوگوں نے پوچھا یہ کیا چیز ہے۔ ان لوگوں نے کہا۔ بن اسرائیل ایک درخت ہے یہ اس درخت کا پانی ہے۔

منقول ہے ایک بڑھیا شدید کھانسی میں مبتلا تھی کہ زندگی دو بھر حضرت سے اس نے عرض حال کیا، فرمایا گائے کا گھی کھاؤ۔ چند روز اس نے کھایا بالکل صحت مند ہو گئی۔

پیر دستگیر حضرت مخدوم شیخ میا قدس سرہ کا وصال ۸۸۴ھ میں ہوا۔ در بستی ۲۲ سوم ماہ صفر سنہ اربع و ثمانین و ثمانماتہ۔

ذکر مخدوم قطب العالم شیخ سعد خیر آبادی قدس سرہ

آپ کے جد علی قاضی قدوہ دوم ہندوستان آئے تھے۔ بادشاہ وقت نے اور دھکا ایک علاقہ جاگیر میں دیدیا تھا۔ اور اسی شہر میں ان کا دفن بھی ہے۔ ان کے ہمراہ کثیر جماعت آئی تھی جہاں علماء بھی تھے۔ بلکہ کئی دایہ اور غلام بھی دانشمند تھے۔

مشہور ہے کہ ایک دانشمند ایک مسئلہ میں بہت غلطیاں دیچیاں تھے کسی دانشمند سے وہ مسئلہ حل نہ ہو رہا تھا۔ قاضی قدوہ کے دروازے پر آئے۔ قاضی صاحب زبان خانہ میں تھے۔ ایک ماما دروازے میں جھاڑو دے رہی تھی۔ دانشمند نے کہا قاضی صاحب کو خبر کرو۔ کنیز نے پوچھا کیا کام ہے؟ دانشمند نے کہا تو کیا جانتی ہے جا اور قاضی صاحب کو خبر کر۔ جب کنیز کے درمیان دو ایک گفتگو ہوئی تو دانشمند نے اپنا مقصود بیان کر دیا۔ اس نے فوراً مسئلہ کا جواب دیا، اور کہا یہ قاضی صاحب سے پوچھنے کی کون سی چیز ہے۔؟ میں آپ کے جواب کیلئے کافی ہوں۔ دانشمند کو انتہائی حیرت ہوئی اور اپنے مکان لوٹ گئے۔

ہندوستان میں قاضی قدوہ کی اولاد بہت ہوئی اور اب بھی موجود ہے۔ قطب العالم نے اپنے رسالہ شرح رسالہ ملک میں یہ عبارت لکھی ہے۔

”اکثر شجرہ قاضی قدوہ کہ من یکے از اولاد قاضی منذ کو نور اللہ مرقدہ (ہستم) بہ بین، بدالی عین صورت لوح

محفوظ است“ (یعنی سب ہی شجرے یکساں ہیں کوئی فرق نہیں)۔

اولاد کی تفصیل اس طرح ہے۔ قاضی قدوہ کے تین بیٹے تھے۔ قاضی موفق، جو قصبہ اوزام میں متوطن ہوئے۔ قاضی ابر الدین راولی میں قیام ہوئے۔ قاضی نظام الدین نے سرسند میں بود و باش اختیار کی۔

قاضی موفق کے چار لڑکے ہوئے۔ قاضی علار الدین، قاضی نصیر الدین، قاضی تاج الدین، قاضی زین الدین حضرت سعد

خیر آبادی قاضی موفق کی اولاد میں ہیں۔ قطب العالم شیخ سعد خیر آبادی بن قاضی بدھن بن شیخ محمد بن مسعود بن زین الدین بن موفق

بن قدوہ بن داؤد شاہ بن مبارک شاہ بن علامبرک شاہ بن عمر شاہ بن مزد شاہ بن سلیمان شاہ بن یہودہ شاہ بن یعقوب بن غیر علیہ السلام۔

حضرت قطب العالم (سعد خیر آبادی) بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ علم ظاہر و باطن میں کمال حاصل تھا بلکہ پایہ اجتہاد تک پہنچے

ہوئے تھے۔ تصانیف بہت ہیں۔ ازاں جملہ شرح حواشی کافیہ، شرح حواشی مصباح، شرح اشعار لباب الاعراب جس کا نام تحفۃ المسود یہ

ہے۔ یہ کتاب اپنے بھتیجے شیخ محمود کیلئے لکھی تھی۔ یہی صاحبزادے بعد میں آپ کے جانشین ہوئے۔ اس رسالہ کے دیباچہ میں اپنا نام اس طرح لکھتے ہیں۔

”ضعف العباد واللہ القوی العالی سعد بن کرم المعروف قاضی بدھن اہلجی العرشولی“

اور بعض جگہ اپنا نام یوں بھی لکھا ہے ”سعد الدین بدھن“ ان کی تصنیف شرح رسالہ مکہ تمام علوم کو جامع ہے ایک رسالہ باحت سماع میں ہے۔ اور بھی متعدد رسالے ہیں۔

حضرت قطب العالم کو بیعت و خلافت پر دستگیر مخدوم شاہ مینا قدس سرہ سے تھی۔ پیر دستگیر شاہ مینا قدس سرہ کی پیروی قولاً وفعلاً ہر حال میں کرتے تھے۔ فرماتے تھے صدق و اخلاص کے ساتھ جس شخص کو پیر کا اتباع حاصل ہے تو سب سے لوگ ان کو دونوں جہان کی دولت حاصل ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت قطب العالم کہیں جانے کیلئے اپنی خانقاہ سے اٹھے، جو تا موجودہ تھا۔ ایک شخص نے اپنا ”پافازہ“ (ادبچی ایڑی کا جوتا) پیش کیا۔ کچھ دوڑ چلے پھر یہ کہہ کر تار دیا کہ خلاف سنت ہے۔ پہلے پیر نے کبھی پافازہ جوتا نہیں پہنا ہے۔

اس عالم ظاہری میں حضرت قطب العالم کے استاد، ملک العلماء بدر الصلحی قاضی مسیح بن شیخ مرتضیٰ تھے۔ یا استاد الاممہ منتخب بن عمار کے بھتیجے تھے۔ قطب العالم پچاس برس تحصیل علم میں مشغول رہے۔ اس کے بعد اپنے وطن امام کو چھوڑ کر لکھنؤ آئے۔ بیس برس اپنے پیر مخدوم شاہ مینا کی خدمت میں رہے۔ اپنے پیر دستگیر کے وصال کے بعد بھی چھ برس تک لکھنؤ میں رہے۔ اس کے بعد خواب میں بشارت ہوئی کہ تم خیر آباد میں جا کر اقامت گزریں ہو جاؤ۔ اس کے بعد خیر آباد میں آکر اپنا مسکن بنایا۔ قیام میں رہے۔ اس اثناء میں ایک عالم کو علم ظاہری و باطنی، دینی و دنیاوی سے مرتبہ کمال پر پہنچاتے رہے جس طالب علم نے ایک سبق بھی پڑھ لیا، آخر ایک روز عالم ہو کے رہا کہتے ہیں کہ حضرت قطب العالم کی زبان مازون حکمت ہو گئی تھی جو بات بھی زبان مبارک سے نکلتی تھی یقیناً ہو کے رہتی تھی۔

حضرت قطب العالم کے اوتیس خلفائے تھے۔ سب سے پہلے گیارہ خلفاء کو حضرت مخدوم شیخ مینا قدس سرہ کے اس اشارے سے جو آپ کو خواب میں معلوم ہوئے تھے ایک ہی روز خلافت عطا فرمائی۔ بقیہ دیگر کو ان کے بعد جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ قطب العالم نے اپنا خواب نامہ اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ خواب نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم دائی کا فاضل اسلام سعد کہتا ہے کہ چودہویں ماہ صفر ۹۰۵ھ غس و تسعات شب جمعہ کو خواب میں پیر دستگیر قطب العالم مخدوم شیخ مینا قدس سرہ کو دیکھا کہ اپنی خانقاہ میں سجادہ پر بیٹھے ہیں یہ فقیر سامنے آکر بیٹھ گیا۔ فرمایا جاتا ہے کہ تم محزون ہو؟ مرد خدا بنے رہو غیر خدا کے کچھ معنی نہیں ہیں۔

گمراہیچ نباشد نہ دنیا و نہ عفتی
چوں تو دارم ہمہ دارم دگرم یسح مباد
میں کچھ دیر غموش رہا۔ اظہار محبت اور التفات بہت فرماتے رہے۔ میں نے صوفیوں اور عوام کی طرف نظر کی۔ میرے دل

میں یہ بات آئی کہ جو عزیزان میرے زیر تربیت ہیں۔ ان کو حضرت کے سامنے پیش کروں جنکو جو حضور قبول فرمائیں ہر ایک لباس خرّہ کر دوں۔ میں نے عرض کیا بعض صوفی میرے زیر تربیت ہیں جن کو آپ قبول فرمائیں میں ان کا لباس خرّہ کر دوں تاکہ مخلوق مستفید ہو میرے خیال میں یہ صورت اچھی ہے آگے جو حضور کا فرمان ہو۔

پیر دستگیر (شیخ مینا) نے فرمایا: "کجاشنی کجا درویشی کجا پیری کجا مریدی" پھر میں اوپر دستگیر تکٹے تھے، گریہ کے بعد دیر تک مراقب رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا: ہمیں یاد ہے کہ میں نے کہا تھا کہ تم مقبول خدا ہو گئے، فرشتے گواہی دیتے ہیں۔ میں دوڑ کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ عرض کیا اس کیسے نفس کے سوا میرے پاس کیا عمل ہے۔

فرمایا جس کو تم قبول کرو (اجازت و خلافت دو) تو پیروں کی سنت کو پیش نظر رکھو۔ اس کے بعد تین مرتبہ وَأَفْوَضَ الْمَرْحُومِي إِلَى اللَّهِ پڑھا۔

اس کے بعد اس فقیر نے نظر دوڑانی شروع کی سب نے پہلے شیخ محمود بلخی لکھنوی پر نظر پڑی میں نے مخدوم کے روبرو پیش کیا یہ شیخ محمود بلخی شیخ مکرم کے لڑکے ہیں۔ ان کا لباس خرّہ ہو چکا ہے آپ بھی عنایت فرمائیں۔ مخدوم نے ایک خرّہ نہا لپچے کے نیچے سے کھینچا اور پہنا دیا اور فرمایا مخدوم زادے تم اس خرّے کے زیادہ متحق ہو۔ اس لباس کی حرمت نگاہ میں رکھو اوقات ضائع نہ کرو اور تلقین فرمائی خوف خدا سے آنکھیں تر رکھو خصوصاً وقت سحر بارگاہ الہی میں گریہ و زاری کرو اور ایک سفید کاغذ بھی ان کے ہاتھ میں دیا۔

پھر میں نے شیخ مبارک کو پیش کیا اور عرض کیا ان کے باپے میں کیا خیال ہے۔ فرمایا میں کہ چکا ہوں جس کو تم قبول کرو گے اس کو میں بھی قبول کروں گا۔ ایک خرّہ نہا لپچے کے نیچے سے نکالا اور پہنا دیا اور فرمایا علم حاصل کرو۔ اور اس لباس کا حق ادا کرو اپنے کو صحیح معنوں میں اس کا مستحق بناؤ۔ وقت ضائع نہ کرو۔ وقت سحر کیلئے ذکر بھی تلقین فرمایا اور ایک کاغذ بھی عطا فرمایا اس کے بعد ہاتھ پکڑ کر کان میں دعا بھی پڑھی۔ اس کے بعد قاضی محمد کو طلب فرمایا۔ بولے وضو کر کے حاضر ہوتا ہوں۔ اس کے بعد شیخ ملک حسین آبادی سامنے آئے میں نے ان کو پیش کیا نہا لپچے کے نیچے سے ایک خرّہ نکال کر پہنا دیا۔ اور فرمایا جاہ و مرتبہ کے طلب گار نہ بنو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ لائیں بالوں سے پرہیز کرو بوقت سحر ذکر جہر کی تلقین فرمائی۔ اور ایک کاغذ ہاتھ میں دیدیا۔

اس کے بعد میں نے چاہا کہ قاضی محمد جو حاضر مجلس تھے ان کو پیش کروں۔ قاضی محمد سامنے آئے۔ قاضی محمد مدن بن شیخ احمد عرف قاضی محمد بن امین ساکن کاکوری کو پیش کیا۔ دیر تک مراقبے میں رہے پھر فرمایا قاضی محمد تمہارے باپے میں، میں بہت متروک ہوں۔ خرّہ نیچے سے نکال کر پہنایا اور فرمایا، زیادہ غصہ اور تضحیح اوقات سے دور رہو۔ کسی کی اہانت اور غیبت نہ کرو۔ جاہ و منصب کے طلب گار نہ بنو جو میں کہتا ہوں کان کھول کر سنو وقت سحر ذکر کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد قاضی محمد بھی حاضر ہوئے واما شیخ احمد سے کہو سفید کاغذ بھی دیں۔

اسکے بعد شیخ مبارک لکھنوی کو میں نے پیش کیا فرمایا تم میرے دوست کے لڑکے ہو شیخ محمد مولانا پین پھوڑ دو۔ درد عاشقانہ کے ساتھ گریہ و زاری میں آگے رہو۔ رعایت شب کا لحاظ رکھو، ذکر جہر بوقت سحر کی تلقین فرما کر خرقہ تنہا لپچے کے نیچے سے نکالا اور پہنا دیا۔ اور آہستہ سے میرے کان میں کہا زیادہ بقی سے منع کرو۔ سفید کاغذ بھی عطا فرمایا۔

اس کے بعد میں نے شیخ چاند کو بھی پیش کیا فرمایا مخدوم زادے رعایت شب کو ملحوظ رکھو۔ صفت مولانا کی سے بانا جاؤ۔ بال پوں کی محبت دل سے نکال کر اس راہ میں آؤ۔ ہمارا عاشقانہ وصف بالذاری ہے۔ ذکر جہر بوقت سحر کی تلقین کر کے تنہا لپچے کے نیچے سے خرقہ نکال کر پہنا دیا۔ اور سفید کاغذ ہاتھ میں دے دیا۔

اس کے بعد قاضی راجہ یعنی راجہ میاں خیر آبادی کو میں نے پیش کیا فرمایا، رعایت شب ملحوظ رکھو۔ جب نیا کو چھوڑ دو طریقہ صحت پر کاربند رہو۔ صفت عاشقانہ گریہ و زاری اختیار کرو۔ ذکر جہر بوقت سحر، کہہ ہی اس راہ میں بنیاد ہے۔ اس کا التزام کرو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ اس کے بعد خرقہ تنہا لپچے کے نیچے سے نکالا اور پہنا دیا۔ کاغذ بھی ہاتھ میں دیدیا۔

اس کے بعد میاں سکندر کو میں نے پیش کیا۔ فرمایا شیخ سکندر نصر اللہ خیر آبادی بذات خود صاف ہیں مگر ان کی مجلس میں دنیا کا ذکر بہت ہوتا ہے۔ رسم و رسوم میں مبتلا ہیں ان سے دور رہی رہو۔ اس کے بعد خرقہ تنہا لپچے کے نیچے سے نکالا اور پہنا دیا۔ اسکے بعد فرمایا، تلقین پر کاربند رہو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ ذکر جہر بوقت سحر کی ہدایت فرمائی۔ اور کاغذ بھی دیدیا۔

اس کے بعد قاضی بڈھ کو پیش کیا۔ فرمایا قاضی پڈھ عماد الجرائی، مقتدائی کی صلاحیت بہت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو تصفیہ عطا فرمائے گا۔ ان سے کہ دینا سترے سے صاف کر دیا کریں۔ اس کے بعد جب وہ آئے تھے تو سر منڈا ہوا تھا شیخ بڈھ کو دوبارہ ہدایت فرمائی۔ مخدوم نادے سنت جدی کا لحاظ رکھو۔ وقت ضائع نہ کرو۔ جاہ و منصب کے درپے نہ ہو۔ ذکر جہر بوقت سحر کی تلقین کے بعد تنہا لپچے کے نیچے سے خرقہ نکال کر پہنا دیا۔ سفید کاغذ بھی ہاتھ میں دیدیا۔

اس کے بعد ایک اور شخص کو میں نے پیش کیا، یاد نہیں وہ کون تھا۔ فرمایا بہت ہوا۔

اس کے بعد روانگی کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا ہر ایک کے ہاتھ میں سفید کاغذ کس غرض سے دیا گیا ہے؟ فرمایا ہر ایک کو جس طرح تم کو اجازت نامہ دیا گیا ہے نقل کر کے دیدو۔ مجھے فرصت نہیں، میں نے عرض کیا کیوں فرصت نہیں ہے؟ فرمایا مجھے ہر شب جمعہ کو بارگاہ عالی میں حاضری دینی ہوتی ہے اور شاہمے میں مشغول رکھتے ہیں۔ چوں کہ تم بہت زیادہ میری طرف متوجہ تھے۔ اس لیے کچھ دیر تمہارا پاس آگیا۔ اب میں وہیں جا رہا ہوں۔ اسی اثنا میں شیخ شاہین اودھی پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا شیخ شاہین اودھی آئے ہوئے ہیں۔ فرمایا وہ اپنے شیخ سے اجازت و خلافت رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ خلافت کیلئے نہیں آئے ہیں بلکہ ملاقات کیلئے آئے ہیں۔ بند کی مخدوم دوزر کر گئے مصافحہ کیا اور اس گرم جوشی سے ملاقات کی کہ آپ کی دستا مبارک سے سر گر گئی میں نے اٹھا کر پیش کیا۔ فرمایا تم بلند ہمت ہو سامان

تو منع بھی لاؤ۔ اس کے بعد ایک گزینہ میں لایا کیوں کہ زمیننا موجود نہ تھا۔ فرمایا "الموجود صغیر" گزینہ کا ٹوکڑا میں نے لایا تھا۔ وہ آپ نے ان کو دیدیا۔ پھر جانے کا ارادہ کیا۔ السلام علیکم سے عزیزان فرما کر چند قدم چلے، پھر واپس ہوئے شیخ شاہین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا شیخ شاہین تم خوب جانتے ہو کہ خراب دل سے اگر ایمان بھی طلب ہو تو وہ محض کفر ہے۔ اور اگر آباد دل سے کفر بھی صادر ہو تو وہ محض ایمان ہے۔ ان تمام عزیزوں سے کہو دردمند ہوتا کہ تمہارے دل کو آباد اور معمور کر دیں کہ غیر کی گنجائش نہ رہے اسلئے میں عاکر تہا ہوں۔ دعا کے بعد اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر اور تنہا روانہ ہوئے معاف کیا۔ ہاتھ پکڑ کر دعا رخصت پر بھی استودع اللہ دینک و دنیا دخواستہ عملک و من معک و ما معک۔ اسی حال میں تھا کہ میری نیند ٹوٹ گئی، عشا کی نماز پڑھی تھی فوراً اٹھا۔ وضو کیا اور عشا کی نماز ادا کی۔ خواب کی باتیں پوری طرح یاد تھیں۔ چراغ اور کاغذ منگو کر اسی شب میں نے لکھ کر رکھ لیا۔

اس خواب کے بعد آپ نے ان لوگوں کو جن کو خواب میں دیکھا تھا۔ دو مزید شخصوں شیخ ابراہیم بھوچوری اور شیخ ابراہیم راجو (جو حضرت سعد کے بھتیجے بھی تھے) ان تمام لوگوں کو ایک ہی روز خلافت و اجازت سے نوازا جن کے نام یہ ہیں میاں شیخ صفی عالم ساکن ساپور شیخ کدن خیر آبادی، شیخ منظم گوپاوی میران سید حامد لکھنوی۔

نکے بعد تین اور آدمیوں کو ایک ہی روز اجازت و خلافت عطا ہوئی۔ بندگی شیخ محمود محمد صاحب بجاہ شیخ نصیر الدین راجو راور زادہ شیخ اعظم ساکن قلعہ نوا۔ بعدہ میران سید کشائین بخاری ان کے بعد میران سید خور و ساکن کھیری۔ ان کے بعد شیخ نواز سخی بجنوری لکھنوی ان کے بعد چار دوسرے افراد جو ایک ہی روز مجاز ہوئے۔ شیخ قاسم ساکن اہولی، شیخ بدھن مبارک میر، میاں شیخ علار الدین ارڑنی میاں قادر بخش، ساکن دانٹو۔

ان کے بعد دو آدمی اور بھی ایک ہی روز مجاز ہوئے۔ شیخ مبارک ساکن ردولی، میران سید پیالے بجنوری، اس کے بعد شیخ کدن مصلح لکھنوی، میاں شیخ برہان رحیم اللہ تعالیٰ۔

یہ انتیسل مفاوہ ہیں جو اپنے وقت کے عالم باللہ اور مقتدرائے دین تھے دوسرے مریدین کی فہرست کا یہ مختصر رسالہ متحمل نہیں ہے۔ اس کرامت و بزرگی شہنی و مقتدرائی کے باوجود حضرت قطب العالم کا یہ حال تھا کہ گریہ کرتے اور فرماتے اگر اس ماہوار زمانے میں ہر لوگ سلامتی ایمان کے ساتھ اس دنیا سے چلے جائیں تو گویا جہنم شہلی کے مقام کو پالیں اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

یہ طفلے بر سر ما من نہ برنائے سر کوئے
نیپرے بر در سجد ہیں خالی ہماں خالی

اپنے تلقین ذکر کے متعلق حضرت قطب العالم نے شرح رسالہ لکھی میں اس طرح لکھا ہے۔

"(حضرت) سعد بن بدھن ثبیتہ، اللہ علی صراط المستقیم۔ • حضرت شیخ محمد بن قطب المعروف بہ شاہ مینا۔ قدس سفر۔ حضرت برہان السالکین شیخ سازنگ قدس سفر۔ حضرت مخدوم یوسف ایرچی قدس سفر۔ حضرت مخدوم جہانیاں جلال الحق الدین قدس سفر۔

• حضرت شیخ امام الدین گازی قادیان سرہ • حضرت شیخ اوصال الدین عبداللہ بن مسعود قادیان سرہ • حضرت شیخ اصیل الدین قادیان سرہ •
 • حضرت شیخ کن الدین ابی القاسم قادیان سرہ • حضرت شیخ قطب الدین بن ابی رشید احمد بن محمد بن صفی نہری قادیان سرہ • حضرت شیخ
 ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاسم بن عبداللہ سہروردی قادیان سرہ • حضرت شیخ ابی احمد غزالی قادیان سرہ • حضرت شیخ ابی عوض عمر بن
 محمد عمویہ قادیان سرہ • حضرت شیخ مشاد دیوڑی قادیان سرہ • حضرت شیخ جنید بغدادی قادیان سرہ • حضرت شیخ سقراطی قادیان سرہ •
 • حضرت خواجہ معروف کرمی قادیان سرہ • حضرت شیخ خواجہ داؤد طائی قادیان سرہ • حضرت خواجہ حبیب عجمی قادیان سرہ • حضرت خواجہ
 حسن بصری قادیان سرہ • حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الشریف • حضرت خواجہ کائنات خلاصہ موجودات
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بندگی مخدوم شیخ سارنگ کی تلقین بسطرح حضرت یوسف ایرچی سے ہوئی ہے۔ بندگی شیخ قوام الدین سے بھی ہوئی ہے
 لیکن شیخ یوسف ایرچی سے ترک اشتغال دنیاوی کے بعد ہوئی ہے اور بندگی شیخ قوام الدین سے مشاغل دنیوی کے زمانے میں جیسا کہ
 ان کے ذکر میں آچکا ہے نیز خود حضرت قطب العالم نے اپنے رسالہ شرح رسالہ الکیہ میں اپنی تلقین کا ذکر کیا ہے۔

”جب حضرت پیر دستگیر مخدوم شاہ مینا نے میری تلقین کا ارادہ کیا۔ صوم روزہ کی شرائط مذکورہ (در کتب) کی پوری
 تعلیم دی۔ پھر نماز عشاء کے بعد غسل کر کے حاضری کا حکم دیا۔ خود قبلہ کی طرف پشت کی اور مجھ کو قبلہ رو بیٹھایا۔ تھوڑی خوشبو بھی منگوائی۔ اس
 فقیر کو دی اور خود بھی ماسن شریف میں لگائی اور سند تلقین اکابر اراغن اکابر پڑھ کر سنائی۔

حضرت قطب العالم حضرت پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا کے وصال کے بعد چند برس اور کھنوں میں مقیم رہے، اس زمانے میں اکابر علما
 اور نادیم لکھنؤ میں بہت تھے۔ اس حد تک کہ اگر کوئی دعوت کرنی چاہے تو بیس ملشت کھانے کا انتظام کرے۔

ایک مرتبہ کسی نے دعوت کی۔ اکابر کی ایک بڑی جماعت مجتمع ہو گئی۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور قطب العالم کا نام لیکر
 کہا یہ ایک بیرونی آدمی ہیں ہمارے شہر میں اگر ضد نشین بن گئے ہیں آج کوئی بھی ان کو صدر میں بیٹھنے کی جگہ نہ دے جب حضرت قطب العالم مجلس
 میں تشریف لائے۔ ان لوگوں کے بھید سے واقف ہو گئے۔ اور پائین مجلس میں بیٹھ گئے۔ ابھی کھانے کا دسترخوان نہ چٹا تھا کہ خبر ہوئی سید
 خاں لودی کہ جو سلطان لودی کے امرا ہیں تھے اور دس ہزار سوار اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے قصبہ رنبیر پور جو ایک مشہور قصبہ ہے وہاں سے
 حضرت قطب العالم کی ملاقات کیلئے لکھنؤ آئے تھے۔ حضرت سے ملاقات نہ ہوئی تو اسی راہ اس مجلس میں آکر قطب العالم کے قدموں
 ہوئے اور قطب العالم کے قریب ادب سے بیٹھ گئے۔ شکریوں نے وہ ہجوم کیا کہ کسی اکابر کو اپنی جگہ پر بیٹھنے کی گنجائش نہیں رہی۔ ان کی
 جگہ پر شکریوں نے قبضہ کر لیا۔ کتنے اکابر کی دستار تک گم ہو گئی جو لوگوں کے قدموں سے روندی گئی۔ اس کے بعد کھانا کھا کر مخلوق اپنی اپنی
 جگہ پر روانہ ہو گئی۔ تمام اکابر قطب العالم کی کرامت کے قائل ہو گئے اور اپنے کردار و خیال سے توبہ کی اور سخت شرمندہ ہوئے۔

اس کے بعد حضرت قطب العالم کو خیال ہوا کہ اس شہر کے بسنے والے حاسد ہیں یہاں رہنا اچھا نہیں ہے! اسی زمانے کے لگ بھگ پیر دستگیر کا اشارہ بھی ہوا کہ خیر آباد میں سکونت اختیار کرو جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

منقول ہے کہ شیخ قوام الدین کا مقام جو حضرت پیر دستگیر شاہ مینا کو ملا تھا وہ آپ نے قطب العالم کو عطا فرمادیا تھا۔ جب حضرت قطب العالم خیر آباد کی طرف متوجہ ہوئے تو اس محلہ اور خانقاہ کو برادرزادہ شیخ نصیر الدین کو عنایت فرمادیا۔ شیخ نصیر الدین کے بعد ان کے فرزندوں نے اس اراضی کو جو اس محلے میں خانقاہ قوام الدین سے متعلق تھی بیچ کر کھا گئے۔ اس محلے اور ان اراضیات پر دوسرے لوگ قابض ہوئے کہ اب تک قابض ہیں بجز حضرت قوام الدین کے روضہ کے کوئی جگہ باقی نہیں رہی ہے۔

قطب العالم نے اس خانقاہ کے علاوہ ایک دوسری خانقاہ لکھنؤ میں دریا کے کنارے اور اکی کے قریب ایک سرائے بھی بنوائی۔ اگرچہ اب خانقاہ باقی نہ رہی لیکن سرائے کی تھوڑی آبادی ابھی باقی ہے۔ اس محلے کے باشندوں میں بعض صنعت کار ہیں۔ فی الحال وہ سرائے حضرت قطب العالم کے نام سے مشہور ہے۔ خانقاہ اور آستانہ حضرت مجدد شاہ مینا جو فی الحال موجود ہے وہ حضرت قطب العالم کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ اور ایک خانقاہ ناگڑو میں بھی بنائی تھی، جو اپنے بھتیجے شیخ ابراہیم کو عنایت فرمائی۔

منقول ہے کہ قطب العالم جب خیر آباد میں تشریف لائے اس وقت خیر آباد کے حاکم میاں راجی اور میاں موسیٰ تھے جو سکندریہ کے داماد بھی تھے۔ جس جگہ قطب العالم نے خیر آباد میں سکونت اختیار کی وہ ویران تھی قلعہ شہر سے آپ کی جائے قیام تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ شہر میں بھی شرفا اور معززین کم تھے سب ہی قطب العالم کی وجہ سے ہر جانب سے آکر بسنے لگے۔ میاں راجی اور میاں موسیٰ کے وکیل جن کا نام برخوردار تھا قطب العالم کے مرید ہوئے۔ ایک روز دونوں بھائی میاں راجی اور میاں موسیٰ شکار کو نکلے۔ بارش نہیں ہو رہی تھی مخلوق پانی کی حاجت مند تھی، دونوں بھائیوں نے میاں برخوردار سے کہا، اگر آج بارش ہو تو ہم تمہارے پیر کی کرامت سمجھیں، عین بارش میں اسی راہ سے جائیں اور مرید ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں کو جہاں کانا کلاہ عطا کریں۔ بحکم قضا و قدر یکبارگی ابراہیم وار ہوا اور پانی برسنے لگا۔ اسی لباس میں عین بارش میں آئے اور مرید ہوئے۔ دونوں بھائیوں نے اپنی خواہش کے مطابق کلاہ پائی۔ ایک کو سبز اون کی ایک کو زرد اون کی۔ دونوں بھائیوں نے دو گاؤں ایک دوسرے برابری خرچ خانقاہ کیلئے دیدی۔

منقول ہے کہ امیر سلطان سکندریہ میں ایک شخص قطب العالم کا مرید تھا۔ سلطان اس سے غفہ ہوا اور حکم دیا کہ اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی جائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ قطب العالم خیر آباد میں اپنی خانقاہ میں درس دینے میں مشغول تھے کہ ناگہاں قطب العالم کے دونوں ہاتھوں کی پشت پر سلائی سے جلنے کا سیدھا نشان الف کی طرح ظاہر ہوا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی۔ چند دنوں کے بعد سلطان کے لوگوں نے بتایا کہ اس شخص کی دونوں آنکھیں سلامت اور بینا ہیں۔ اس شخص کو بلا کر حقیقت پوچھی اس نے کہا سلائی پھیرنے کے وقت اپنے پیر کو میں نے یاد کیا تھا۔ دیکھا کہ میرے پیر کے دونوں ہاتھ میری دونوں آنکھوں پر ہیں اور میری آنکھوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لوگ

کہتے ہیں یہ تقریب تھی کہ سلطان نے قطب العالم کو طلب کیا کہ ایسا شیخ میری حکومت میں ہو اور میں اس کو نہ دیکھوں۔ اس بلاوے پر قطب العالم آگہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ سرائے بردہ میں فروکش ہوئے سرائے کے قریب ایک تالاب تھا جس کے کنارے ایک بتخانہ تھا۔ ہر طرف کے لوگ بارہ بارہ تیرہ تیرہ کو سسکتے تھے اور شیر بن نج (فیرنی) پکا کر لاتے تھے اور بتخانے میں بت کے آگے لاکر رکھتے تھے۔ قطب العالم کے ہمراہی صوفیوں میں ایک صوفی میان بنی تھے۔ وہ تالاب کے کنارے جا کر دیکھ رہے تھے اس بتخانے میں چلے گئے دیکھا کہ کئی طباق جھونپڑیاں تھالی کہتے ہیں شیر بن نج سے بھرے ہیں چاہا کہ اٹھالیں ان کا ہاتھ بندھ گیا بایاں ہاتھ اٹھایا وہ بھی بندھ گیا۔ حضرت قطب العالم کے نام کو دسیل بنایا دیکھا کہ قطب العالم کی صورت نمایاں ہوئی اور بتخانے کے ایک گوشے سے ایک دیوار و فریاد کرتا ہوا ایک گوشے سے برآمد ہوا کہ مجھے چھوڑ دیجئے پھر کبھی ادھر نہ آؤں گا۔ میان بنی تمام فیرنی کی تھالیوں کو خالی کر کے اٹھا کر لے گئے اور حضرت قطب العالم کے سامنے قصہ بیان کیا۔ اس واقعہ کے بعد لوگوں کا بیان ہے کہ وہ بتخانہ منہدم و معدوم ہو کر مٹی کے برابر ہو گیا پھر کبھی اس جگہ کسی نے بت پرستی نہیں کی۔

جب قطب العالم آگہ پہنچے ایک جگہ قیام کیا بادشاہ کو خبر ملی طلب کیا۔ قطب العالم تشریف لے گئے، بادشاہ کسی کام سے اندر گیا ہوا تھا۔ جب نماز کا وقت قریب ہوا، آپ بھی کھڑے ہو گئے اور اپنی قیام گاہ میں چلے گئے سلطان اس خبر کو سنتے ہی قطب العالم کی قیام گاہ کی طرف گیا۔ شام کے وقت قطب العالم تو اہل میں مشغول تھے۔ سلطان دیر تک کھڑا رہا لیکن قطب العالم اپنی نماز میں مشغول ہے اس کی حالت کی طرف متوجہ نہ کی۔ دیگر ہو کر اپنے محل واپس لوٹ گیا۔ دونوں کے درمیان صحبت راست نہ آئی۔ بارہ دنوں تک قطب العالم آگہ میں مقیم رہے مگر ملاقات کی کوئی صورت نہ ہو سکی۔ ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے بادشاہ کے دل میں کینہ بیٹھ گیا۔

بادشاہ کے ایک شکرے ایک دیہات کو جو مطیع الاسلام تھا نوٹ کر اس کی اشیاء بازار میں لے جا کر بیچتے تھے اس لیے مایا سخت پریشان تھی۔ قطب العالم کے دائرے میں خوب لوگ موجود ہوتا تھا۔ لوگ کھاتے تھے مگر آپ خود نہ کھاتے تھے کھانے کے وقت موجود رہتے تھے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ جیسا ہتے ہیں تو کھاتے بھی ہوں گے۔ یہاں تک کہ بارہ روز اسی صورت میں گزر گئے۔ بارہویں روز قاضی محمد بن من احمد کو خبر ہوئی۔ بادشاہ کے لشکر میں یہ ایک ایسے امیر تھے کہ اکل حلال میں بہت احتیاط رکھتے تھے حتیٰ کہ کلونج کی مٹی بھی کسی غیر کی زمیں سے نہیں لیتے تھے۔ یہی قاضی محمد اپنے گھر گئے اور کچھ کھانے کا سامان لائے تو آپ نے کھایا۔

حاصل کلام جب قطب العالم اور بادشاہ کے درمیان صحبت راست نہ آئی اور ملاقات نہ ہو سکی تو آپ اپنے وطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ بادشاہ نے پوشیدگی سے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ جس وقت شیخ کشتی میں سوار ہوں اور کشتی غرقاب میں پہنچ جائے تو مست ہاتھی کو لے کر کشتی کو غرق کر دیں۔ ان بد بختوں نے ایسا ہی کیا جب کشتی غرقاب میں پہنچی ایک مست ہاتھی کہیں سے لے لے کر کشتی کو غرق کر دیا۔ تمام اہل کشتی دریا میں گر پڑے۔ جاسوسوں نے بادشاہ کو خبر پہنچائی کہ کشتی غرق ہو گئی میان بنی اور میان موسیٰ دونوں قطب العالم کے مرید اس مجلس میں موجود تھے۔ بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا تمہارے پر غرق ہو گئے۔ ان دونوں نے کہا میرے پر ایسے نہیں ہیں کہ

ایسی ندی میں غرق ہو جائیں۔

ہرگز از بحر بگذرد چوں برق سے کہ ز سیل نہار گردد عسرت

جو سمندر سے بجلی کی طرح گزر جاتا ہو وہ ایسی ندیوں کے سیلاب سے کیا غرق ہو گا۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کو پایا کر دیا۔ قطب العالم اپنی پوری جماعت کے ساتھ کناہے آگئے مگر صرف ایک صاحب میاں قاضی خان جو حضرت کے مرید صادق، عالم فاضل اور بہت خوش طبع تھے کشتی میں سوار ہوتے وقت خوش طبعی سے بولے اگر ہم سب غرق ہو جائیں تو کیا خوب ہو عذاب قبر سے بچ جائیں۔ میاں قاضی راجو جو قطب العالم کے خلیفہ بھی تھے بولے اے سید زبان کیا بد فالی کرتے ہو۔ میاں قاضی خان نے کہا میں تو اپنے لیے میں کہ رہا ہوں۔ تم سب سلامت گزر جاؤ۔ آخر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا۔ ہر چند ملاحوں نے ان کی تلاش میں کوشش یلغ کی مگر کوئی نشان ان کا نہ ملا۔ اگرچہ غرق ہونے کے وقت بعض دوستوں نے ان کی مدد کی ہاتھ پیر مار کر کھینچا مگر زمین میں پہنچ گئے۔ قطب العالم نے فرمایا، ان کو چھوڑ دو، ان کے ملنے سے ہاتھ اٹھا لو۔ خضر علیہ السلام نے ان کے دونوں پاؤں پکڑ لیتے ہیں۔

منقول ہے قطب العالم دہلی سے خیر آباد کی طرف لوٹا ہے تھے۔ بدایوں سے گزر ہوا۔ حضرت مخدوم شیخ بدر الدین جو اس دیار کے صاحب ولایت ہیں۔ ان کے مزار کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے چند دنوں میں سوار مقبرہ کی چہار دیواری میں داخل ہوئے ایک خادم اپنی چھوٹی بچی کو گود میں لیے بات کر رہا تھا۔ جب مخدوم قطب العالم کی طرف نظر کی تو کہا اے شیخ ادب کرو۔ چند دنوں سے اتر جاؤ۔ قطب العالم نے فرمایا تم بچوں سے کیسلنے میں مشغول رہو۔ اس کے بعد ہر ولادت جو اس کے یہاں ہوتی کل بچیاں ہوئیں یہاں تک کہ تعداد سات آٹھ تک پہنچ گئی۔ آخر حضرت بدر الدین کی بارگاہ میں التجا کی کہ کوئی لڑکا پیدا ہو جو آپ کے آستانے کی خدمت کرے۔ خواب میں شیخ بدر الدین کو دیکھا فرماتے ہیں کہ یہ شیخ سعد کے نفس کی تاثیر ہے، ان کے پاس جاؤ اور انہیں سے التماس کرو، وہ خیر آباد آیا قطب العالم نے اس کو دور سے دیکھا فرمایا، برادر مخدوم شیخ بدر الدین نے بھیجا ہے۔ جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو ایک بیٹا عنایت فرمائے گا۔ آخر اس کو ایک لڑکا ہوا۔ ایک مدت تک آستانہ کی خدمت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میرے باپ کو کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا تھا میں حضرت سعد کی جوتیوں کے صدقے میں ہوا ہوں۔

منقول ہے کہ لکھنؤ میں ایک شخص نے حضرت قطب العالم کی دعوت کی آپ پاپادہ ہی روانہ ہو گئے راستے میں ایک درزی کی دکان تھی جس کا نام سلیمان تھا وہ بیٹھا ہوا کپڑا سی رہا تھا۔ اس کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا شیخ جو کام میں مشغول ہوں ورنہ آپ کی تعظیم کیلئے میں اٹھتا۔ قطب العالم نے فرمایا بیٹھے رہو۔ اس کے بعد وہاں سے نہ اٹھ سکا دلیسے پڑا رہا۔ اور یہ نقص اس کی اولاد میں بھی سرایت کر گیا۔ البتہ اس کی زریات میں ایک دو شخص کو یہ تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں پر حضرت بایزید بطانی کی حکایت یاد آتی ہے۔ ایک شخص ان کے پاؤں پر چڑھ گیا۔ چند دنوں کے بعد اس شخص کے پاؤں میں تکلیف پیدا ہوئی۔ اس کا اثر اس کی اولاد میں بھی سرایت کر گیا کسی شخص نے حضرت بایزید سے عرض کیا گناہ کوئی کرے اور سزا میں دو ستر بھی پکڑے جائیں؟ آپ نے فرمایا لڑکی کمان کا تیر بہت دور تک جاتا ہے فی الواقع ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے صد بدعتی، یا بطور تمسخر کوئی نازیبا حرکت آپ کے مقابلے میں کی ہے اور زبان مبارک سے کوئی جملہ نکل گیا ہے تو وہ ہو کر رہا ہے۔

منقول ہے کہ ایک شخص پرگتہ امر وہ کے اطراف کاہنے والا نہایت موٹا سیٹھ لومیاں ناک، وضع قطع بھی عجیب خیر آباد کیا اور قطب العالم کی خانقاہ میں ٹھہر گیا۔ آدمی خوش خلق اور خوش آواز تھا، گاہ بگاہ حضرت قطب العالم اس کا گانا سنتے تھے، اہل تواحد کیساتھ وجد بھی فرماتے تھے حضرت کے وصال کے بعد ہندی زبان میں آپ کی مدح بھی لکھی ہے جو اس علاقے کے قوال گایا کرتے ہیں۔ قنوج کی ایک مطرب نہایت صاحب جمال خیر آباد آئی ہوئی تھی۔ میان مدن دیکھتے ہی ریشہ خطمی ہو گئے اور ایسے ٹوٹے ہوئے کہ عقد کا پیغام بھی بھیج دیا۔ وہ مطرب بالکل راہنی نہیں ہو رہی تھی حضرت قطب العالم کی خدمت میں اس بات کو پیش کیا۔ قطب العالم نے ان کیلئے سفارش کر دی۔ اس نے کہا قطب العالم کیا اس سیاہ منکے کو قبول کر دیں آپ نے فرمایا، اگرچہ مٹکا سیاہ ہے مگر شربت سے بھرا ہوا ہے۔ اس سے جو اولاد ہوگی وہ شاہی درباروں میں مقبول ہوگی۔ مطرب نے کچھ سوچ کر منظور کر لیا چنانچہ ایسا ہی ہوا، عقد کے بعد متعدد اولاد ہوئی اور دوشاہی درباروں سے منسلک ہی فی الحال میاں مدن کے پوتے سندھاں یادہ کے مقرب گویے ہیں۔

منقول ہے کہ یوسف خاں غازی نے جو گزشتہ بادشاہوں کے امر میں تھے شہر خیر آباد کو آباد کیا۔ اہل اسلام کر بسایا، اور قلعہ کی تعمیر کی ان کا مقبرہ بھی خیر آباد میں واقع ہے۔

جب یوسف خاں غازی کا انتقال ہو گیا، لشکری مختلف اطراف و جوانب میں شکر گئے۔ شہر میں اہل اسلام کمزور ہو گئے۔ جس زمانے میں حضرت قطب العالم تشریف لائے ہیں اس وقت یوسف خاں کے ایک بیٹے نصرت خاں نہایت پیر فروت زندہ تھے ملاقات کے لیے آئے اور کہنے لگے میرے والد کہا کرتے تھے کہ میں تو محض حاکم ہوں، ایک گھر بنا رہا ہوں، لیکن وہ دوسری شخصیت جو اس کی مالک ہوگی وہ میرے بعد آئے گی۔ کئی برسوں کے بعد قطب العالم کی شکل صورت بھی بیان کی تھی۔ اب تحقیق ہوئی کہ وہ آپ ہی کے بارے میں کہا کرتے تھے، یہاں کے صاحب ولدیت آپ ہیں جو تشریف لائے۔ قطب العالم بہت تواضع سے پیش آئے اور بہت تعظیم و اکرام کے ساتھ ان کو انکے گھر رخصت فرمایا۔

منقول ہے کہ ایک روز ایک جوگی حضرت قطب العالم کی خانقاہ میں آیا چند روز ٹھہرا، اس نے دیکھا کہ خانقاہ میں صوفیوں، طالب علموں، مسافروں اور مجاوروں کے لیے خرچ بہت ہے مخلوق خدا کو کھانا کھلاتے ہیں مگر خود لاغر ہیں۔ اس نے سوچا یہ لاغری متعلقان کے خوراک کی فکر کی وجہ سے ہے اور اسی لیے غمگین رہتے ہیں۔ حضرت کے پاس آیا اور ایک سلائی جو کیمیاگری سے تیار کی تھی بغل سے نکال کر پیش کی اور کہا یہ سلائی آپ کی خانقاہ کے چند سال کے خرچ کیلئے کافی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو کسی محتاج کو دید دیجئے اسکی حاجت نہیں پھر میاں صفی جو آپ کے خلیفہ تھے حکم دیا کہ اس جوگی کو جوڑنے کے اندر لیجاؤ۔ جب وہ جبرے میں گیا اس کو نظر آیا کہ تمام دیوار نیچے سے اوپر تک سونے کی اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہے اس وقت اس نے یہ سمجھا کہ جو اس تصرف کا مالک ہے اسکو کیمیا کی کیا حاجت ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم کے ایک مرید قصبہ بنولی سے خیر آباد آئے تھے۔ شیخ بدھن کی خانقاہ میں ٹھہرے۔

شیخ بدھن نے دریافت کیا کہاں جا رہے ہو؟ وہ بولے خیر آباد اپنے پیر کی ملاقات کے لیے۔ شیخ بدھن نے کہا تمہارے پیر مگرے ہیں یعنی سماع سنتے ہیں۔ وہ مرید جب قطب العالم سے قدمبوس ہوئے تو شیخ بدھن کی بات نقل کر دی۔ قطب العالم نے ہندی زبان میں فرمایا ”کٹھپ ناچے گا“ ایک مدت گزر جانے کے بعد قطب العالم کا گزر قنوج میں ہوا۔ شیخ بدھن کی خانقاہ میں فرود کش ہوئے۔ جو تعظیم و تکریم کہ چاہیے تھی وہ انھوں نے کی۔ قطب العالم کے ساتھ قوال بھی تھے۔ گانا شروع ہوا شیخ بدھن اٹھ کر زناخانہ میں چلے گئے اور دیر تک نہ آئے۔ انکی اہلیہ نے کہا۔ ایک معزز مہمان آئے ہوئے ہیں آپکے لیے مناسب نہیں ہے کہ آپ زناخانہ میں بیٹھے رہیں اگر آپ سرود نہیں سنتے ہیں تو کان میں روٹی ڈال کر بیٹھیے آخر وہ مہمان ہیں۔ قطب العالم کو کیفیت تھی شیخ بدھن بھی دست بستہ کھڑے تھے۔ یکبارگی قطب العالم نے شیخ بدھن کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑانے لگے۔ دوسری مرتبہ پھر قطب العالم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ شیخ بدھن کو عجیب و غریب وجد پیدا ہوا کہ خانقاہ میں بھی نہ ٹھہر سکے کو چہ بازار کا رخ کیا۔ قوال انکے پیچھے کاتے تھے تمام روز اور تمام رات اسی طرح جو قطب العالم کی زبان سے نکلتا تھا، ایک ہاتھ سر پر اور ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے حال کرتے رہے۔ جب اپنی حالت میں آئے تو وہ بے ادبانہ بات جو منہ سے نکلی تھی یاد آئی تو بہ کی، معافی چاہی پھر تو طالب صادق ہو گئے، نوے سال کے بوڑھے کہ یہ معاملہ پیش آیا۔ ہمیشہ حسرت و افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے ”بڑھیا نے شادی رچائی مگر جوانی برباد اپنے احوال انھوں نے ہندی اشعار میں لکھے ہیں جو تاحال قوال گایا کرتے ہیں۔ یہ اشعار انھوں نے پہلے حضرت سعد کی خدمت میں پیش کیے تھے۔

منقول ہے کہ میراں راہو قتال بخاری جو حضرت جلال الحق والدین مخدوم جہانیاں کے فرزندوں میں تھے قنوج میں رہا کرتے تھے۔ مخدوم جہانیاں کا خرقہ متبرکہ اور لکڑی کا پیالہ سلسلہ بہ سلسلہ حضرت راہو کو پہنچا تھا۔ آپکے کئی صاحبزادے ان میں سب سے چھوٹے میراں سید علاء الدین تقریباً تین چار سال کے تھے۔ حضرت راہو قتال کی خواہش تھی کہ یہ جہ اور کاسہ چوبیس سب سے چھوٹے صاحبزادے علاء الدین کو ملے مگر اس خیال سے کہ اگر میں اعلان کروں تو بھائیوں میں رشک و حسد کا جذبہ پیدا ہوگا اور ممکن ہے اس چھوٹے بچے کو گزند پہنچے اظہار نہیں کرتے تھے۔

میراں سید علاء الدین کی والدہ علیحدہ رہتی تھیں اور میراں سید راہو کی خدمت کرتی تھیں۔ میراں راہو قتال نے ان سے کہا یہ جہ اور پیالہ جو میرے پاس ہے کس کو دوں کہ علاء الدین کو ملے کہ اس کی برکت سے بھائیوں کے ضرر سے محفوظ رہے اسکو تم محفوظ رکھو۔ میرے انتقال کے بعد شیخ سود کو دیدینا۔ اور جو فیصلہ وہ کریں اور جسکو وہ عطا کریں اس پر سب راضی رہیں۔ حضرت راہو قتال کے انتقال کے بعد جب فاتحہ جہام میں حضرت قطب العالم قنوج پہنچے، تمام فرزند ان مجلس میں حاضر ہوئے۔ خرقہ وغیرہ لاکر رکھا گیا اور جو کچھ مخدوم راہو نے فرمایا تھا کہا گیا۔ میراں علاء الدین کو انکی دایہ گود میں لیے مجلس کے کنارے

کھڑی تھی۔ قطب العالم کی نظر میران علارالدین پر پڑی۔ بلا کر اپنے زانوؤں پر بٹھایا اور ان کی پیشانی کا بوسہ دیا۔ اور خرقہ اٹھا کر میران سید علارالدین کے کاندھے پر رکھ دیا۔ تمام بھائی دل و جاں سے رنجیدہ ہوئے۔

قطب العالم نے فرمایا مجھ سے دل گرفتہ نہ ہو۔ منڈو کہہ نیاں اور تمہارے والد کے اشارے سے میں نے ایسا کیا ہے اسی روز میران سید علارالدین اور اکثر بخاری مرد وزن قطب العالم سے مرید ہوئے۔ اب تک وہ خرقہ اور پیالہ میران سید علارالدین کے گھر بطور میراث چلا آتا ہے۔ اکثر افراد نے جکی نظر سید علارالدین کی پیشانی پر پڑی ہے ایسا نظر آتا ہے جیسے ستارہ چمک رہا ہے یہ اسی بوسے کا اثر ہے جو قطب العالم نے ان کی پیشانی کا لیا تھا۔

منقول ہے ایک مرتبہ قنوج میں آپ چند دول میں سوار کہیں جا رہے تھے۔ ایک گلی میں ایک مجذوب کھڑے تھے بولے اے شیخ انسان ہو کر کہاؤں کے کاندھے پر سوار ہو کر کہاں جا رہے ہو۔ چونکہ کہاں غیر مسلم کافر تھے آپ نے فوراً یہ آیت تلاوت کی اولئک کالانعام بل هم اضل سبیلا۔ کفار حیوان ہیں بلکہ حیوان سے بدتر۔

منقول ہے۔ رجولی کے رہنے والے ایک طالب علم میاں بھکھاری حضرت سعد کے مدرسے میں پڑھتے تھے۔ پڑھ لکھ کر بڑے صاحب صلاحیت ہو گئے۔ لیکن صورت نہایت حقیر تھی۔ تنگ دست اور نہایت مفلس تھے۔ ایک شخص جنکا نام انجمن تھا، خوشحال دولت مند اور قوم میں مقتدائی کی شان رکھتے تھے۔

ایک روز قطب العالم نے فرمایا۔ شیخ انجمن! اپنی بیٹی شیخ بھکھاری سے بیاہ دو۔ شیخ انجمن نے کہا آپ کے حکم سے تریالی نہیں لیکن قوم مجھے طعنہ دے گی کہ کیسے مفلوک الحال سے بیٹی بیاہ دی جسکی صورت بھی خوب نہیں۔ قطب العالم نے فرمایا، صورت کو کیا دیکھتے ہو۔ سیرت کو دیکھو میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ یہ بادشاہ کا وزیر ہو گا اور بہت دولت کمائے گا کہ تم اور دوسرے لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ آخر شیخ انجمن نے ناخواستہ خاطر لڑکی ان سے بیاہ دی

ایک مدت کے بعد سکندر لودی نے حضرت سعد قدس سرہ کو خط لکھا کہ اپنے شاگردوں میں کسی با استعداد شاگرد کو جو علمی صلاحیت کے ساتھ خوش تقریر بھی ہو، شاہزادہ ابراہیم کی تعلیم کیلئے بھیج دیجئے۔

آپ نے میاں بھکھاری کو جو بھیج دیا یہ شاہزادے کو تعلیم دیتے تھے۔ کافی دولت حاصل کی۔ سکندر لودی کے انتقال کے بعد شاہزادہ ابراہیم بادشاہ ہوا تو اس نے انکو اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ اور یہودہ جو سکندر لودی کا وزیر تھا اس کو شکنجے میں کس کر مار ڈالا۔ اس شکنجہ کشی کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک روز سلطان ابراہیم نے میاں یہودہ سے پوچھا کہ بادشاہ کلاں (سکندر لودی) نے محمد خان جو کالاہاد پہاڑ سے شہور تھے، نہایت موٹے سیاہ فام، گویا محمد خان مشک سیاہ کہئے۔ ان میں کیا خوبی ملاحظہ کی تھی کہ مقرر خاص بنایا تھا؟ میاں یہودہ نے جواب میں کہا۔ بادشاہ خود بھی مشک سیاہ تھے۔ ان کا دہانہ اتنا بڑا تھا۔ کہ اگر منہ کھولتے تو عالم غرق ہو جاتا۔

سلطان ابراہیم کا ایک مصاحب جسکو میاں یہودہ سے پرچاش تھی، اسکو موقع ملا، اس نے بادشاہ سے کہا، کتنی بڑی گستاخانہ بات انھوں نے بادشاہ منفور کی شان میں کہی۔ بادشاہ کو بھی یہ بات بڑی معلوم ہوئی، حکم دیا کہ انکو شکنجے میں کس دیں۔ ان تمام واقعات کی تفصیل کا مقصد یہ تھا کہ قطب العالم کا تباہی درست تھا۔ آخر شیخ بھکاری بادشاہ کے وزیر ہوئے۔ شیخ انجھن اور اکثر مخلوق خدا انکی دولت سے مستفید ہوئی۔

منقول ہے کہ میران سید خورد ساکن کھیری، ان کا اصل وطن بازید پور خورد تھا۔ قطب العالم کے مدرسہ میں آئے اور طلبہ کے ساتھ مل کر پڑھنے لگے۔ ایک روز قطب العالم کی نظر کیمیا اثران پر پڑی۔ بلایا اور پوچھا کہاں سے آئے ہو، اور کیا پڑھتے ہو۔ انھوں نے تمام حقیقت بیان کی۔ فرمایا۔ خورد ہی بزرگ ہوتے ہیں۔ خورد و بزرگ تم سے مستفید ہوں گے۔ اب مجھ سے پڑھو، تھوڑی ہی مدت میں قطب العالم کی توجہ سے دانشمند ہو گئے۔ مرید ہو کر خلافت بھی پائی۔ حکم ہوا کھیری ہی میں جا کر سکونت اختیار کرو۔ اور دس و تدریس کا سلسلہ جاری کرو۔ کہتے ہیں اس زمانے میں کھیری میں مسلم آبادی کم تھی۔ کھیری کے حاکم نے قطب العالم کو ایک گاؤں کبھ نام کا بطور فتوح نذر کیا تھا۔ وہ گاؤں میران سید خورد کو طالع علموں کے اخراجات کیلئے عنایت فرما دیا۔ میران سید خورد نے جب کھیری میں سکونت اختیار کی تو کھیری کے چودھری کو جو کافر تھا یہ بات پسند نہ آئی۔ اور آپ کی عزت و قبولیت سے جلنے لگا۔ میران خورد جس طرح بھی ہوا تحمل سے کچھ مدت گزارتے رہے۔ ایک مرتبہ خیر آباد آئے اور قطب العالم سے عرض کیا کہ میں کھیری میں مسافر وار زندگی گزارتا ہوں اگرچہ بیگمہ زمیں اور حویلی ہوتی تو باغ لگاتا اور تالاب بنوا دیتا۔ تاکہ طلبہ کو بھی فراغت حاصل ہوتی۔

قطب العالم نے فرمایا جاؤ اللہ آسان کرے گا۔ کچھ دنوں کے بعد قطب العالم کھیری تشریف لائے اور کھیری کے حاکم کو کہلا بھیجا کہ دس بیگمہ زمین اور ایک حویلی مجھ کو دو۔ حاکم نے اپنی سعادت کو نین جا کر بکرام تمام قبول کر لیا۔ قطب العالم نے اس اراضی کو میران سید خورد کے حوالہ کیا۔ اور خیر آباد چلے آئے۔

میران سید خورد نے اس اراضی میں آم کا باغ لگایا۔ چند روز گزرے تھے کہ چودھری نے کسانوں کو تیار کیا کہ رات کے وقت تمام آم کے تھالوں کو بنیاد سے اکھاڑ کر کسی اندھے کنوئیں میں پھینک دیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو میران سید خورد کو معلوم ہوا، اٹھے اور سیدھے خیر آباد آئے تمام حقیقت قطب العالم کو بتائی

قطب العالم نے فرمایا۔ میران سید خورد غمگین مت ہو تمہارے دین کی جڑیں پانی تک پہنچیں اور مضبوط و مستحکم ہوئیں اس کافر نے خود اپنی بنیاد کھودی ہے۔

تھوڑی مدت میں اس کا یہ حال ہوا کہ معہ اپنے خاندان اور ساز و سامان کے آیت کریمہ **ہل تحسن منہم احداً**

او تسمیع لھند رکنز اکام صدق بن گیا۔ اور تمام قصبہ میراں سید خور و اور انکی اولاد کے تصرف میں آگیا، کہ انہیں سر، باغات، مالاہ اور کنوئیں بنوائے۔ اور امر و نواہی میں جو حکم دیتے کوئی مانع نہ ہوتا۔ آج تک ان کے فرزند ان کی حکومت اس قصبہ بلکہ اس پر گنہ میں جاری ہے۔ اور اکثر زائر جو اس جگہ کو دیکھتے ہیں قطب العالم کے اسی تقاؤل کے امیدوار ہیں۔

منقول ہے کہ قطب العالم حضرت پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا قدس سرہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے خیر آباد سے لکھنؤ جایا کرتے تھے۔ راستے میں ایک گاؤں ہے موضع کندھوی وہاں قیام فرماتے تھے۔ اس گاؤں کا چودھری ایک ہندو تھا۔ بہت بڑا کاشتکار اس پاس کے گاؤں میں بھی اس کی کاشتکاری تھی تقریباً ہزار بارہ من غلہ پیدا ہوتا تھا۔ قطب العالم کا بہت متفق تھا جب آپ کندھوی میں منزل فرماتے تو آپ کے ساتھ تمام قافلہ کی خاطر مدارات کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ قطب العالم نے اس دیہات میں قیام فرمایا۔ جیسی خدمت کرنی چاہیے تھی حسب معمول اس چودھری نے کی۔ قطب العالم نے اس کے چہرے پر غم کا اثر دیکھا، دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے۔ کسی شخص نے ظاہر کیا کہ عنقریب ہی ایک حادثہ پیش آیا ہے۔ کہ تمام کھلیان جس میں تقریباً دس بارہ من غلہ گندم ہوگا دشمنوں نے جلا کر خاکستر کر دیا ہے۔ قطب العالم نے فرمایا کوئی کھلیان باقی رہا ہے۔ اس نے کہا ایک نیم سوختہ خرمن جس میں تقریباً دس بارہ من غلہ گندم ہوگا۔ فرمایا غم مت کرو اس کھلیان کو صاف کرو اور ایک کوٹھی میں رکھ دو سرپوش سے چھپا دو اور ایک سوراخ چھوڑ دو جب تم کو ضرورت ہو اسی سوراخ سے نکال کر صرف کرو اللہ تعالیٰ اسی میں کفایت فرمائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا آئندہ سال نو تک وہ اخراجات میں خرچ کرتا رہا کوئی کمی نہیں ہوئی جب نئی فصل کا وقت آیا تو غم کے خیال سے اس کے گھر والوں نے کوٹھی کا سرپوش کھولا، دیکھا تو چار پانچ سیر کے قریب گندم بچ رہا تھا اس کے بعد وہ برکت جاتی رہی ورنہ اس سے پہلے وہ اپنی ضرورت کے علاوہ اس پاس کے دیہات والوں کو قرض بھی دیتا رہا تھا۔ اب گھروالے حسرت افسوس کرتے تھے کہ ہم نے سرپوش کھول کر برکت کھودی۔ ورنہ تمام عمر ہمارے لیے کافی تھا۔

بعض حضرات سے یہ واقعہ اس طرح منقول ہے کہ جب قطب العالم کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو یہ بات بھی منکشف ہوئی کہ گندم محفوظ ہیں صرف گندم کے پتے اور ڈنٹھل جلے ہیں زیر خاکستر گندم محفوظ ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا راکھ ہٹا کر دیکھو گندم محفوظ ہے۔ جب راکھ ہٹائی گئی بہت عمدہ بڑے بڑے سرخ گندم برآمد ہوئے۔ قرینہ یہ ہے کہ یہ دو جداگانہ واقعہ ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم جب لکھنؤ اپنے پیر دستگیر کے مزار پر فاتحہ خوانی کیلئے جاتے واپسی میں قصبہ مچکوان میں بھی سلطان الواشقین برہان الالکین مخدوم شیخ سارنگ کے مزار پر حاضری دیکر خیر آباد واپس آتے تھے ہمیشہ یہی عادت تھی۔ ایک مرتبہ پیر دستگیر کی زیارت و فاتحہ خوانی کے بعد براہ راست خیر آباد چلے آنے کا ارادہ کیا۔ دوپہر کو ایک دیہات

میں ٹھہرے قیلوہ میں مشغول تھے عالم خواب میں دیکھا کہ میں سلطان العاشقین کے روضہ پر حاضر ہوں۔ حضرت مخدوم سارنگ قوالوں سے فرما رہے ہیں ہندی کا یہ کلام اُڑھو۔

”آہویہ کا ہے جاؤں
ٹوٹا دیکھن جھوٹا“

قطب العالم اٹھے، سمجھا کہ یہ اشارہ ہے اس پر کہ میں وہاں کی زیارت چھوڑ کر بھی نہیں گیا ہوں۔ فوراً اٹھے اور اسی راہ سے روضہ سلطان العاشقین پر پہنچے۔ قوال ساتھ تھے، حکم دیا کہ یہی کلام سناؤ قطب العالم دیر تک کیف رہے۔ رات وہیں ہی پھر خیر آباد کیلئے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد کبھی بھی ٹھکان کی زیارت ترک نہیں کی۔

منقول ہے کہ میاں مدن، قطب العالم کے ایک صادق العقیدہ مرید تھے۔ مرگین جو پرگنہ پالی کا ایک دیہات ہے ان کا وطن تھا، ایک مرتبہ حاکم پالی نے اس دیہات میں جا کر لوٹ مار کی سرمایہ، سامان و اسباب غلہ وغیرہ لوٹ کر لے گیا۔ میاں مدن بھاگ کر خیر آباد آئے۔ اور قطب العالم کے سامنے تمام حالات بیان کیے۔ قطب العالم نے چاہا کہ اس حاکم کے پاس سفارشی خط لکھیں۔ میاں مدن نے عرض کیا کہ مبادا وہ ظالم آپ کی بات نہ سنے اور آپ کی بات زمیں پر گرے۔ آپ نے فرمایا جو شخص میری بات کو زمیں پر ڈالے گا خود زمیں کے نیچے چلے گا۔

اس دیہات میں متعدد کوئیں غلے سے بھرے تھے وہ ظالم ایک کوئیں کی جگت پر بیٹھا ہوا اپنے عملوں کو حکم دے رہا تھا کہ اس کو نکال کر بیچ دو۔ اسی وقت میاں مدن قطب العالم کا خط لیکر پہنچے، سخت غصہ ہوا، اور اسی کوئیں میں خط ڈال دیا۔ پھر لٹھنے کا ارادہ کیا، اس کا پاؤں پھسلا، گردن کی طرف سے کوئیں میں گر کر گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اسی وقت مر گیا۔

منقول ہے کہ میاں مدن کسی حاکم کے ساتھ کسی ایسے پہاڑی علاقے میں جا رہے تھے۔ جہاں کپانی زہر بڑا ہل تھا۔ وہاں کے پانی کا حال حضرت قطب العالم سے بیان کیا آپ نے ایک ”آفتابہ گل“ (مٹی کا ٹونا) عنایت فرمایا۔ اور کہا جو اس آفتابے سے پانی استعمال کرے گا، پانی کے برے اثر سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جن رفقاء نے اس لوٹے سے پانی استعمال کیا وہ امراض سے محفوظ رہے اور جن لوگوں کو یہ نعمت میسر نہیں تھی وہ بیمار پڑے ہلاک ہوئے۔ جو زندہ رہے وہ نہایت ضعیف و کمزور ہو گئے۔

منقول ہے کہ فتح خاں۔ خیر آباد کا حاکم تھا، اب تک سرائے فتح خاں مخلوق کی زبان پر ہے اسی کی بنائی ہوئی ہے، بڑا ظالم شخص تھا۔ موافی داروں، زمینداروں اور رعیت کو بہت ستاتا تھا۔ پرگنہ بازی بھی اسی کی حکومت میں تھا۔ ایک مرتبہ بازی سے خیر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ زمینداروں کو ستائے۔ مخدیم میں انتشار پیدا ہوا۔ سب حضرت سعد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ واقعہ اس طرح ہے۔ فرمایا شیخ نظام الدین کا قول ہے ”ہنوز دہلی دور است“ ابھی دہلی دور ہے۔ پھر پریشان ہو کر

حاضر ہوئے، کہ شہر کے نزدیک پہنچ گیا۔ آپ نے وہی جملہ دہرایا "ہنوز دہلی دور است" جب مکانات شہر کے قریب پہنچا، تو کسی سے کچھ کہنے کیلئے گردن موڑی، ایسے جھٹکے سے موڑی کہ رگ چڑھ گئی، گردن پیڑھی ہو گئی۔ ہر چند چاہا کہ اطباء علاج کریں لیکن فائدہ نہ ہوا، آخر وہ سمجھ گیا کہ یہ کس سبب ہے۔ حضرت قطب العالم سے بالبحال وزارت عرض کیا، کہ میری گردن سیدھی ہو جائے۔ حضرت نے ایک آئینہ اس کے پاس بھیج دیا کہ اس میں چہرہ دیکھنے کی کوشش کرو۔ گردن تو سیدھی ہو گئی مگر کیا فائدہ کہ موت قریب آگئی تھی، آئینہ دیکھنے سے گردن تو سیدھی ہو گئی مگر دو ایک روز کے بعد مر گیا۔

منقول ہے کہ خیر آباد کا ایک چودھری جو ذات کا چمار تھا، اس کا نام کھیرو تھا۔ تمام شہر پر پورا اقتدار رکھتا تھا۔ آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اسکی طرف التفات فرماتے اور اس شہری حرمت کا لحاظ رکھتے۔ ایک روز قاضی راجا نے کہا، قطب العالم کیا اس ظالم کافر کی تعظیم کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں تو تم لوگوں ہی کے خیال سے کرتا ہوں، آئندہ نہ کروں گا۔ اسکے بعد جب وہ آیا آپ نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی، انتہائی دلگیر ہو کر گیا۔ ایک بلا خیر آباد کے سر پلاڑالی کہ سب پریشان ہو کر قطب العالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ظہار واقعہ کیا۔ اور کہا کچھ لکھ کر اس کے پاس بھیجے۔ ورنہ ہم لوگ اب شہر سے جلا وطن ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں تم لوگوں ہی کی وجہ سے اسکی حرمت ملحوظ رکھتا ہوں۔ آپ نے قاضی راجا کو خط دیکر اس کے پاس بھیجا۔ قاضی راجا نے زبانی بھی بہت کچھ کہا، شیخ کی بددعا سے بھی ڈرایا، مگر اس کی آتشِ نخوت تیز سے تیز تر ہی ہوتی گئی۔ اس نے کہا، کیا اس قدر ڈراتے ہو، کیا تمہارے شیخ کی کرامت میرا بیٹا مر جائیگا۔؟

قاضی راجا نے یہ بات قطب العالم کے سامنے بیان کر دی۔ قطب العالم نے فرمایا باپ بیٹے کے حق میں جو بات کہتا ہے وہ یقیناً مستجاب ہوتی ہے۔ اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ جو کچھ اس کی زبان سے نکلا ہے وہی ہو گا۔

اس کا لڑکا گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا، گھوڑا دوڑانے میں گھوڑے سے گر گیا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی، نیم مردہ حالت میں گھر پہنچا یا گیا۔ کھیرو، دوڑا ہوا قاضی راجا کے پاس آیا کہ قطب العالم سے کہئے کہ میرے بیٹے کو دیدیں میں تو بے کرتا ہوں قاضی راجا نے گزارش کی، قطب العالم نے فرمایا تیرا نشانے پر بیٹھ چکا ہے۔ آخر کار کھیرو کا بیٹا اسی روز مر گیا۔

منقول ہے کہ کھیرو مذکور بیٹے کے مرنے کی وجہ سے ائمہ خیر آباد کی طرف سے دل میں کینہ رکھنے لگا۔ حاکم خیر آباد کے پاس آگرہ میں جا کر ایک لاکھ سیکھ کا ٹیکس ان ائمہ پر قائم کر دیا۔ یہ خبر ائمہ خیر آباد کو ملی سخت پریشان ہوئے۔ قطب العالم سے کہا اس کافر کے ہاتھ سے ہم لوگ ویران ہو رہے ہیں۔

قطب العالم نے اپنے خلیفہ شیخ صفی سے کہا دفع شر ظالماں کیلئے سیفی پڑھو۔ میاں صفی شہر سے باہر ایک تالاب کے کنارے بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگے، مگر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ قطب العالم نے فرمایا درویش جو رات کو سوئے رہتے ہیں شب بیداری

نہیں کرتے رات عبادت و طاعت میں نہیں گزارتے ان کے دعا پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ آج میری تسبیح لے جاؤ، اور چند مرتبہ اس پر پڑھو۔ ابھی دو تین ہی مرتبہ پڑھا تھا کہ ایک نورانی بزرگ نمودار ہوئے اور کہا کہ قطب العالم کو میرا سلام و دعا کہو اور کہو کہ کھیر و مرکب جہنم واصل ہوا۔ لوگوں نے تاریخ لکھ لی تھی۔ اتفاقاً اسی روز کھیر و مذکور حاکم سے رخصت ہو کر اگرہ سے روانہ ہوا تھا۔ کچھ اس کے بھی مخالفین تھے انہوں نے حاکم سے کہا، کھیر کے ذمہ خود ہی بہت کافی لگان باقی ہے جو اس نے ادا نہیں کیا ہے، حاکم نے واپس بلانے کا حکم دیا۔ جب لوٹ کر حاکم کے حضور میں آیا، حاکم نے کہا اپنا بقایا لگان ادا کرو وہ بقایا سے صاف انکار کر گیا، حاکم غضب ناک ہوا اور اسکو شکنجے میں کس دینے کا حکم دیا، آخر اسکو قتل کر دیا گیا۔ جو قتل کا مستحق تھا قتل کیا گیا اس سے بہتر کیا بات ہوگی۔

منقول ہے کہ راجا اور موہو، قطب العالم کے مرید میاں برخوردار کے لڑکے تھے، بد مست ہو گئے تھے ہر وقت فسق و فجور میں وقت گزارتے تھے۔ رات کے وقت لوگوں کے مکانوں میں گھس جاتے، ایک تالاب کھدوا رہے تھے۔ اس کے لیے ہر روز قطب العالم کی سرائے کے باشندوں اور محنت کشوں کو زور و تعدی سے پکڑ کر لے جاتے اور بہت ظلم سے کام لیتے۔

چونکہ میاں برخوردار کا مکان قطب العالم کی سرائے ہی میں تھا۔ اور لوگ ان دونوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تھے، قطب العالم کی خدمت میں داد خواہ ہوتے۔ حکم ہوا، اللہ تعالیٰ جلد ہی ان کے دست ظلم سے رہائی بخشے گا۔ اس حوض آب ناخوردہ (خشک) سے یہ شربت مرگ ہی چکھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، دونوں بھائی جوان مرگ ہی دنیا سے گئے۔ وہ حوض آج بھی موجود ہے، مگر کافی عتیق ہونے کے باوجود برسات میں بھی خشک رہا کرتا ہے۔ اس خشکی کی وجہ قوم میں مشہور ہے کہ چونکہ حضرت قطب العالم نے اسکو حوض آب ناخوردہ (بے پانی کا تالاب) کہا تھا۔

منقول ہے کہ میاں برخوردار کے دونوں بیٹے جب انتقال کر گئے اس وقت ان کی عمر آخر ہو رہی تھی، ایک روز قطب العالم سے عرض کرنے لگے کہ میرے دونوں بیٹوں نے اپنے کیے کا پھل پایا۔ میں اب اس دنیا سے بے اولاد جا رہا ہوں۔ حضور کا کیا حکم ہوتا ہے۔ فرمایا ایک لڑکا تمکو خدائے تعالیٰ دے گا۔ انہوں نے کہا کہ مصداق اس آیت کریمہ کے اِنِّیْ وَهْنٌ الْعَظِیْمُ مَنِّیْ وَ اِسْتَعْلٰی الرَّاسُ شَیْبًا۔ (میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرے بالوں کی سفیدی پھیل پڑی ہے) فرمایا قَالَ رَبِّکَ عَلٰی هٰیئِیْ (تمہارے پروردگار نے کہا یہ میرے لیے آسان ہے) قطب العالم کی دعا سے انکو انتہائی بڑھاپے کی عمر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کہ اب تک ان کی اولاد باقی ہے۔

منقول ہے کہ میاں قاضی راجا اپنے مکان کے قریب، قطب العالم کی سرائے میں کنواں کھدوانے لگے، مگر قطب العالم

۱۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا اور اللہ کا جواب جب اللہ سے اولاد مانگی اور اللہ نے دعا قبول فرمائی اور ان کی حیرت کے جواب میں فرمایا یہ میرے لیے آسان ہے۔ ۱۲

سے اجازت نہیں لی تھی، ان کے پاس خاطر سے قطب العالم نے منع تو نہ کیا مگر یہ فرمایا کہ پانی شور نکلے گا کوئی استعمال نہ کرے گا اب بھی وہ کنواں موجود ہے انتہائی شور ہے بالکل پینے کے لائق نہیں ہے۔ ان کے پڑوسی دوسری دوسری ضرورتوں کے لیے لے جاتے ہیں۔ مگر پینے کے لیے قطب العالم کے کوئٹے سے پانی لیتے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک روز قطب العالم کی مجلس میں کھانا لایا گیا، لوگ کھانے میں مشغول تھے۔ قطب العالم کے ایک ممتاز شاگرد، صاحب درس عالم و فاضل میاں محی خان افغان بھی شریک طعام تھے۔ قطب العالم نے بطور مزاح دستبر خوان سے ایک ہڈی اٹھائی اور میاں محی خان افغان سے پوچھا ”اس کو پسند کرتے ہو“ ان کی زبان سے نکل گیا ”کیا دوسرے اس پر آنکھ لگائے بیٹھے ہیں“ قطب العالم نے فرمایا: ”تم بھی مجلس میں کوشش کرو۔“

اس کے بعد انکی یہ حالت ہو گئی کہ مجلس مباحثہ، مناظرہ یا اور کسی مجلس میں کسی سوال کا جواب دینا چاہتے تو کچھ نہ بول سکتے تھے جیسے کہ جانتے ہی نہیں ہیں۔ لیکن جب درس دینے کیلئے بیٹھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا درس و تدریس کا فن جانتے ہیں۔ ہر بابیک سے بابیک نکلتے حل کر دیتے۔ قاضی شہاب الدین کے حاشیہ کافیہ پر انھوں نے حاشیہ لکھا ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قاضی شہاب الدین کے مفہوم کو سمجھا ہے تو ان ہی نے سمجھا ہے۔

مؤلف کتاب (خواجہ کمال) ان کا شاگرد و چچکا ہے۔ بڑے معزز بزرگ تھے۔ میرے والد نے، میرے اور دیگر طلبہ کی تعلیم کے لیے لاہر پور سے لاکر حضرت سعد کے مدرسے میں رکھا تھا۔ مدتوں درس دیتے رہے۔

منقول ہے حضرت سعد قدس سرہ فرماتے ہیں۔ میں جاڑے کی ایک سخت رات میں دریا کے کنارے گیا ہوا تھا ایک دوکان پر میں نے ایک شخص کو دیکھا، جو بالکل برہنہ تھا۔ سردی کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔ اور فریاد کر رہا تھا۔ اس کی یہ تنگ حالی دیکھ کر مجھ کو بہت رحم آیا میں اس کے قریب کھڑا ہوا، اور سوچنے لگا اگر میرے پاس کوئی کپڑا ہوتا تو میں اس کو دیتا۔ ابھی میں کھڑا ہی تھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے سے گزرا اس کی فریاد اور گریہ وزاری کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی قریب آیا اور اپنی ریشمی دولائی اس کے کندھے پر ڈال دی اور روانہ ہو گیا۔ میرے دل میں یہ بات گزری دنیا بھی خوب ہے اگر ایسی جگہوں میں خرچ ہو۔ علی الصباح حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا، میاں سعد دنیا اگر صحیح مصرف میں خرچ ہو خوب ہے تم بھی ایسے موقع سے خرچ کرنے میں اعراض نہ کرو۔ کہ وہ تمہاری خدمت خود کرے گی۔

حضرت سعد فرماتے ہیں یہ ساری چیزیں جو تم دیکھتے ہو۔ یہ سب حضرت پیر دستگیر کے انفاں طیبہ کا اثر ہے حضرت سعد کے مطبخ میں روزانہ چودہ، پندرہ من میدہ خرچ ہوتا تھا، جو صوفیوں، قوالوں، طلبہ، مجاورین و مسافریں پر صرف ہوتا تھا۔ تقریباً چار پانچ ہزار تنکے جو بمنزلہ روپیہ کے تھا محتاجوں کی بخشش میں صرف ہوتا تھا۔ اگر ایسا موقع آجائے کہ کچھ موجود نہ رہا تو تاجر و

سے دلوادیتے تھے۔ پھر اپنی جیب سے ادا فرماتے۔ اکثر لشکری جنکے گھوڑے مر گئے یا ازکار رفتہ ہو گئے، اپنی حاجت پیش کرتے تھے۔ آپ تلاش کروا کے جہاں بھی دستیاب ہوتے خرید کر عطا فرمادیتے۔

ایک روز ایک پریشاں حال جماعت آپکی خانقاہ میں آئی اور اپنی خستہ حالی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا چند روز ٹھہرو اور صبر سے کام لو۔ اسی زمانے میں سواگروں کا ایک قافلہ دو تین طویلہ اچھے گھوڑوں کے ساتھ خیر آباد میں آیا آپ کو خبر ہوئی آپ نے حکم دیا کہ تمام گھوڑوں کی قیمت تشخیص کی جائے، جب قیمت تشخیص کی گئی کئی ہزار ہوتی تھی۔ سوداگروں کو یہ خیال ہوا یہ تو خود پریشاں ہیں اتنی قیمت کہاں سے لائیں گے۔ اس وسوسے کی بھی خبر لکھو ہو گئی۔ آپ نے سوداگروں کو اطمینان دلایا کہ جب تم کل رستم اپنی تھیلی میں رکھ لینا تب گھوڑے دینا اور میں بھی ان کو اسی وقت اپنے اصطل میں منگواؤں گا۔ قیمت طے ہونے کے بعد آپ نے ایک نوشتہ ربیر لور کے حاکم کے نام لکھ کر دیا اور سوداگروں سے کہا اگر کل روپے تمہارے مل جائیں تو لے لو ورنہ فوراً واپس آؤ۔ دوپہر کے وقت یہ سوداگران ربیر لور حاکم کے دروازے پر پہنچے۔ اسی وقت حاکم کو خبر دی گئی کہ خیر آباد سے قطب العالم کا رقبہ لیکر ایک شخص آیا ہے۔ حاکم یہ خبر سنتے ہی ننگے پاؤں دوڑتا ہوا آیا، سوداگر سے قد مبوس ہوا، سوداگر نے خط دیا۔ اس کو چوما آنکھوں سے لگایا، اور اسی وقت کل روپے گن کر حوالہ کیے۔ چند ہزار تنکے (روپے) ان کے اور بھی حوالہ کیے کہ آپ حضرات اتنی دور سے تشریف لائے ہیں۔ سوداگر اپنے روپے لیکر اپنے تصرف میں لائے۔ قطب العالم نے پلک جھپکتے ہی تمام گھوڑے حاجتمندوں کو تقسیم کر دیئے۔

قطب العالم فرماتے تھے اکثر اولیا محمدی نذوق قبول نہیں کرتے ہیں نبیؐ کی اتباع میں۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں جسکی نظیر میری امت کے اولیا میں نہ ہو۔ بعض بے ہمت ان اولیائے سلیمان صفت کے لینے اور تقسیم کرنے کے منکر ہیں وہ کامین کے مرتبہ سے محروم ہیں۔ اے نادانویہ عزت محمدی ہے کہ اس امت کے اولیا انبیائے پیشین کے مصداق ہیں کہ عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ جیسے اخیائے موتی، پیدائشی اندھے کو آنکھ والا بنانا وغیرہ۔

منقول ہے کہ حضرت قطب العالم کی ایک بھوپھی بھتیجی بی بی صابره بڑی عابدہ زاہدہ مریم صفت ان کے پاس ایک بڑا طباق تھا جو انکے مصرف میں رہا کرتا تھا۔ حضرت قطب العالم کی پیدائش سے پہلے آپ کے تین بھائی پیدا ہو چکے تھے۔ جب کسی بھتیجے کے پیدائش کی خبر ملتی خوش ہوتیں اور کہتیں میرے بھائی کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ لیکن قطب العالم کی پیدائش کے وقت کہا میرے بھائی کے گھر جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ ایک روز قطب العالم ہوگا۔ جب انکے انتقال کا وقت ہوا تو وہ طباق قطب العالم کے حوالہ کر دیا۔ کیونکہ وہ بھوپھی کی خدمت بھی بہت کیا کرتے تھے۔

حضرت قطب العالم فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں جن مستورات کو شادی میں شرکت کا اتفاق ہوا ہے۔

انہوں نے دیکھا ہوگا کہ نبی صابرہ کے ورع و تقویٰ کی نسبت سے اسی طباق میں پارسا مستورات کو شیرینیاں پیش کرتے ہیں۔ منقول ہے: نبی صابرہ جو قطب العالم کی بھتیجی تھیں، انکو صرف ایک بچی پیدا ہوئی، اور چند ماہ کی ہو کر انتقال کر گئی۔ پھر ایک مدت تک اولاد نہیں ہوئی حضرت قطب العالم سے خاندان کی عورتوں نے دعا کی درخواست کی، حکم یہ ہوا کہ انکی قسمت میں نہیں لکھا ہے۔ آخر نبی صابرہ سے بے اولاد ہی گئیں۔

منقول ہے کہ میاں عبدالرحیم ساکن بلگرام خود کہتے ہیں کہ میرے بچپن میں میرے والد نے مجھے قطب العالم سے مرید کرادیا تھا۔ ایک مدت کے بعد کلاہ مجھ سے گم ہو گئی۔ میں نے سنا کہ قطب العالم تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں آیا کہ دوسری کلاہ عرصہ کر کے لے لوں۔ اس وقت ایک عجیب غریب حالت میں نے دیکھی خلق اللہ جمع تھی لیکن جھڑکی کی طرح ملتفت نہ تھے بلکہ یاد خدا میں مشغول تھے، میں متحیر کھڑا تھا، یکبارگی میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، عبدالرحیم خوب پہنچے ہو کلاہ تم کو دی تھی گم کر دی پھر اپنے سر مبارک سے سبز اونی کلاہ اتاری اور مجھ کو عنایت فرمائی۔

شیخ عبدالرحیم کہتے تھے مجھے جب سخت مشکل پیش آتی ہے، تو ہزار بار یہ اسم پڑھتا ہوں ”مخدوم شیخ مینا، مخدوم شیخ سہر“ یقینی وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔ جبکہ دوسروں کی حاجتیں اسما کے اعظم اور سہمی وغیرہ سے پوری ہوتی ہیں۔ مجھے یہی دو اسم کافی ہیں۔

جاوید کبش آستانہ اس کتاب مولف (خواجہ کمال) کا بھی راسخ عقیدہ ہی ہے۔ جب کبھی سخت مہم میں ان اسما کو بہ اخلاص و بصدق دلی پڑھتا ہوں یقینی مشکل حل ہوتی ہے۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے۔ دنیا کائنات و قیام طالبان حق اور عاشقان الہی کے قدم میمنت لزوم سے ہے۔ رات دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ ہر گھنٹے میں اللہ تعالیٰ نوے ہزار آدمیوں کو خلعت وجود عطا فرماتا ہے۔ اس طرح ہر سال ساٹھ کروڑ اسی لاکھ اور ساٹھ ہزار آدمی عالم وجود میں آتے ہیں۔ ان میں نوے ہزار عاشقان الہی ہوتے ہیں۔ بقیہ جتنے ہیں سب بے عشق ہیں۔ یہی نوے ہزار عاشقان الہی ہیں، جنکی بدولت یہ دنیا قائم ہے۔ ہر سال نوے ہزار عاشقان الہی اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور ہر سال نوے ہزار عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کرتے ہیں۔

ایک روایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے کہ نور عشق کا دریا عالم علوی سے دنیا کی طرف آیا ہے، اور ابرس فید کی طرح آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ ہر سال نور عشق چمکتا ہوا کوہ طور پر جاتا ہے۔ اور اللہ کی جناب میں دعا کرتا ہے کہ اس سال اپنے بندوں میں کس کس بندے کو میرے لیے پیدا کیا ہے اس کی خبر مجھ کو دے تاکہ انکے دلوں کو تیری طرف متوجہ کروں۔ اس وقت نوے ہزار آدمیوں کے نام ایک کاغذ پر لکھ کر دیدیے جاتے ہیں۔ جن لوگوں کے نام اس

کاغذ پر ہوتے ہیں ان کی تلاش میں پوری کوشش کرتا ہے۔ اور ساعت بساعت ان کے دل کو اللہ کی طرف مائل کرتا رہتا ہے۔
 اے عزیز! عشق کے تین حرف ہیں۔ عین عشق۔ ع۔ عین کا مفہوم علو ہے کہ عشق رفتہ رفتہ پستی سے بلندی کی طرف
 لے جاتا ہے۔ منزل بمنزل اوپر بڑھتا ہوا، طالب اپنی انتہا کو پہنچتا ہے۔ یہ ناقصوں کیلئے مقدر کیا گیا ہے کہ ان کے قلوب جذب
 صادق سے مملو ہو کر علو کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔ ش: شین سے آتش شوق مراد ہے وہ آتش شوق جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے
 دل میں بھڑکائی ہے جسکے دل میں آتش شوق ہوتی ہے وہ ہمیشہ اسی آگ میں جلتا رہتا ہے۔

قرآن میں بھی یہ لفظ آیا ہے لیکن ایک مصلحت خاص سے، بجائے شین کے 'سین' آیا ہے۔ جیسے 'جمع عشق' یعنی ع
 سقی ہے۔ قرآن میں موسیٰ ہے اور توریت میں 'موشی'، شین کے ساتھ چونکہ لکنت کی وجہ سے حضرت موسیٰ کو شین کے تلفظ میں
 دقت ہوتی تھی۔ اور آواز سین کی پیدا ہو جاتی تھی۔ اس لیے اللہ نے انھیں کے تلفظ کی رعایت سے ہر جگہ موسیٰ کا لفظ استعمال
 فرمایا۔ اور حروف مقطعات میں عین۔ شین۔ قاف کا موقع آیا تو رعایت موسیٰ ملحوظ رکھی گئی۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی
 ہے کہ لفظ عشق قرآن میں بھی باین صورت موجود ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا، ایک دفعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الہی میں مناجات کی۔ خداوند
 کل قیامت میں میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دیدے۔ کیونکہ یہ بہت ہی گنہگار امت ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کل قیامت
 میں سب کے روبرو انکی فضیحت ہو۔

خداوند عالم کا فرمان ہوا، کل قیامت میں میں خود اپنے روبرو ان کا حساب لوں گا۔ تاکہ کوئی دوسرا نہ دیکھے اور ان کی
 فضیحت ہو۔ اگر یہ تمہاری امت ہیں تو میرے بھی بندے ہیں۔ انکو تمہارے روبرو کیسے فضیحت ہونے دوں گا۔
 پھر فرمایا، یہ بات بھی کہی جاتی ہے، جب اتنی ہی عزت و تکریم ہے تو پھر ان سے گناہ کیوں سرزد ہوتے ہیں؟
 اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خزانہ ضائع نہ ہو، کیونکہ اللہ کے دوزخ نے ہیں ایک خزانہ ثواب اور ایک
 خزانہ مغفرت و رحمت، اگر زندگی حسن عمل کے ساتھ گزری ہے تو ثواب کے خزانے کا دہانہ اس کے لیے کھلا ہے۔ اور اگر مبتلائے
 مصیبت ہے تو خزانہ مغفرت و رحمت سے نواز دیتا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اسلیے بھی مبتلائے مصیبت کر دیتا ہے کہ ابلیس کی آنکھ بخشش کو دیکھ کر ترستی رہے
 اور اس کو یہ حسرت ہو کہ جسکو میں نے اپنی دوسو سو اندازی سے گناہ میں مبتلا کیا ہے کہ وہ جہنم میں دکھ اٹھائے گا۔ جب وہ یہ دیکھتا ہے
 کہ وہ اللہ کی رحمت کے زیر سایہ آگیا تو اسکو دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ رحمت کے بھی کچھ تقاضے ہیں جو ابلیس کی نگاہ سے پوشیدہ ہیں۔
 لیکن خدا نے غفور و رحیم اس سے واقف ہے۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ بندوں سے گناہ کا صدور اللہ کی پاکی اور عزت کی دلیل بھی ہے۔
منقول ہے کہ قطب العالم نے سماع کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت کیا ہے، فرماتے تھے کہ جس وقت
نبیؐ کو یہ خوشخبری ملی کہ آپ کی امت کے فقرا و اغنیاء سے نصف روز پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ نصف یوم یا پانچ سو
سال کا ہوگا۔ آپ کو بہت مسرت ہوئی اصحاب کو بلایا اور فرمایا کسی شعر پڑھنے والے کو بلاؤ ایک شعر خواں کو بلا یا گیا اس نے
لحن داؤدی میں یہ اشعار پڑھے ۛ لقد سلت حیاة الہوی الکیدی۔

پیغمبرؐ جس طرح صوفی کھڑے ہوتے ہیں کھڑے ہوئے چند قدم چلے ردائے مبارک دوش مبارک سے گر پڑی۔ ردائے مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے یاروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ عوارف میں لکھا ہے کہ چار سو ٹکڑے اس چادر کے ہوئے تھے۔ ۵۔ یاروں میں تقسیم ہوئے۔ یہیں سے صوفیہ سماع کو جائز سمجھتے ہیں۔

منقول ہے کہ کسی نے حضرت قطب العالم سے دریافت کیا کہ مجلس سماع سے پہلے اور بعد میں قرآن خوانی کا کیا ثبوت ہے؟ قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت مشاد دینوری نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شب خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صوفیوں میں سماع کا جو طریقہ رائج ہے کیا آپ اسکو ناپسند فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ناپسند نہیں کرتا۔ مگر ان لوگوں سے کہ دو کہ ابتدا اور انتہا میں کلام اللہ پڑھ لیا کریں۔ میں نے کہا منکرین سماع مجھکو ایذا پہنچاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو علی صبر سے کام لو۔

قطب العالم درود خمسہ کے ثواب کو بہت مبالغہ سے بیان کرتے تھے۔ چنانچہ رسالہ مکبہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔
ایک رات کچھ دیر سوکر میں اٹھا وضو کر کے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر سبق پڑھانے کے لیے کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو گیا کہ اونگھ آنے لگی، خواب میں دو بزرگ نظر آئے ان میں سے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا، رسول اللہ ﷺ
علیہ وسلم ہیں۔ بس میں اپنی سعادت کو نین سمجھ کر دوڑا، اور پلے مبارک پر بوسہ دیا۔ آنحضرتؐ نے شفقت فرمائی۔ اور فارسی
زبان میں فرمایا۔ تو این بخواں (تم یہ ٹپھو) اور زبان مبارک سے یہ درود ارشاد فرمایا۔

اللہم صل علی محمد بعد من صلی علیہ صلی علی محمد بعد من صلی علیہ
 وصل علی محمد کما تحب و ترضی ان تصلی علیہ، وصل علی محمد لما ینبغی الصلوۃ علیہ۔
 اس بشارت کا اظہار میں نے اس لیے مناسب سمجھا تا کہ طالبین کا ذوق و شوق بڑھے اور وہ اس درود شریف

کے پڑھنے کی طرف مائل ہوں۔ اور سلف کی عادت بھی تھی کہ ترغیباً للطالین اپنے بعض خصوصی واقعات و عادات کو بیان فرمادیتے تھے۔ تاکہ ان کا دل اللہ کی طرف کھینچے۔ چنانچہ احمد بن حنبل ہر مرتبہ کہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے دیکھتے تھے، لوگوں نے دریافت کیا سمجھ کر یا بغیر سمجھے ہوئے، فرمایا سمجھ کر پڑھیں یا بے سمجھے ہوئے خدائے تعالیٰ ہر طرح دیکھتا ہے۔ اما احمد بن حنبل نے فرمایا۔ میں نے اپنے پروردگار کو نہ نالوے مرتبہ دیکھا۔ تو میں نے پوچھا نجات کی کیا راہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس دعا کے پڑھنے سے اللہ صغیر الدنیا باعتبار عظم جلالک فی قلوبنا ووفقنا لمضائک وثبتنا علی دینک یا ذا الجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین۔

منقول ہے۔ قطب العالم نے فرمایا، تمہارا کسی شے کو انتہائی دوست رکھنا اس کی عیب بینی سے آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے پھر یہ حکایت بیان کی۔

ایک شخص اپنی بی بی سے انتہائی محبت و عشق کی حد تک کرتا تھا، عورت کی ایک آنکھ میں سفیدی بھی۔ لیکن اس کے شوہر کو اس کا بالکل احساس نہ تھا۔ جب ایک مدت گزر گئی اور عشق کا زور بھی کم ہو گیا، تو سفیدی چشم کو اس نے دیکھا، پوچھا، تمہاری آنکھ میں یہ سفیدی کب سے ظاہر ہوئی۔ عورت نے کہا جس دن سے میری محبت تمہارے دل میں کم ہوئی۔ منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اللہ کا دیدار کرا دیجئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی تمنا کی جواب ملا "لن ترانی" تم نہیں دیکھ سکتے۔ تو پھر تم کس گنتی میں ہو؟ اس شخص نے جواب دیا، موسیٰ کے زمانے میں تجلی تھی اس لیے یہ جواب لن ترانی ملا لیکن دور محمد علیہ السلام میں تجلی لطفی ہے۔ ایک کہتا ہے۔ واللہ لا اعبد حتی اراہ۔ میں عبادت نہیں کرتا۔ جب تک اسکو دیکھتا نہیں ہوں، ایک کہتا ہے سبحانی ما اعظم شأنی۔ میں پاک ہوں میری شان کتنی بلند ہے۔ تو ایک دوسرا کہتا ہے لیس فی جنتی سوا اللہ، میری قبا میں اللہ کے سوا کچھ نہیں ایک کہتا ہے الاولیا۔۔۔۔۔ رویتہ فی الدنیا والآخرۃ۔ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیکڑوں اعزاز و اکرام کے ساتھ شب معراج میں لے گئے۔ اور شرف جمال سے مشرف فرمایا۔ آپ مجھے لن ترانی کا جواب سنا کر ٹھکوا لگ کر ناچا ہتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو۔ تم کو دیدار الہی کی سوادت تک پہنچا دیتا ہوں پھر اس نعمت سے آپ نے اسکو مشرف فرمادیا۔

قطب العالم نے فرمایا، اللہ کے ایسے بندے ہیں جو اسی دنیا میں چشم دل خدا کو دیکھتے ہیں۔ تجلی اسی جسمانی لٹھ

پر ہوتی ہے اور وہاں سے دل کی طرف منعکس ہوتی ہے۔ نیز ان آنکھوں سے بھی دیکھتا ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا، امت محمدیہ میں ایسے بلند ہمت اہل مکاشفہ ہیں کہ بحر ویت الہی کے اور کسی شے کے طلب کار نہیں ہوتے۔ ایک بوڑھے سے کہا گیا، کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کو دیکھو اس نے جواب دیا نہیں کہا گیا کیوں؟ اس نے جواب دیا موسیٰ نے چاہا نہ دیکھا، محمد رسول اللہؐ نے نہ چاہا نہ دیکھا، لہذا ہماری طلب دیدار الہی کے باب میں جواب اعظم ہے منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ شریعت، طریقت، حقیقت کی مثال، کشتی، دریا اور موتی کی ہے۔ موتی کا طلب کار۔ کشتی میں بیٹھ کر دریا کی سیر کرتا ہے۔ پھر غوطے لگا کر موتی حاصل کرتا ہے۔ اگر اس ترتیب کو ترک کر دے موتی تک نہیں پہنچ سکتا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ یہ نفس پلید، انواع اقسام کے توہمات اور حرکات کا مالک ہے۔ کبھی کہتا ہے، آخری زمانہ ہے فیوض منقطع ہو چکے معلوم فتیاب ہو یا نہ ہو اس کے اس توہم و حرکات کی طرف اصلاً ملتفت نہ ہونا چاہیے کیونکہ فضل غفار اور اہل طریقت کے احوال پر نظر کرو گے ان کی باتوں کے سننے اور مطالعہ کرنے سے غافل نہ ہو۔ ع اگر قلم سر و دش نے نہ لکھا تو کیا ہوا۔

گر رسیدن بکعبہ نتوانم بارے از قبلہ رونگر دانم

(اگر ہم کعبہ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں تو قبلہ کی طرف سے منہ بھی نہیں پھیر سکتے ہیں۔)

اگر تیرا نفس کہے یہ لوگ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو قوی تھے ہم انکی اقتدا نہیں کر سکتے۔ ان عورتوں کے احوال کو دیکھو جو اہل مجاہدہ ہیں جنہوں نے راحت آسائش اور تن آسانی کا دروازہ خود پر بند کر رکھا تھا۔ اور اپنے نفس سے کہو اے نفس تو مردانگی کا دعویدار ہے لیکن کیسا کم ہمت و رانہائی خسیس ہے کہ عورتوں سے بھی تو کم تر ہے۔

پھر یہ حکایت بیان کی کہ رابعہ بصریہ کے گھر کا دروازہ نہ کھتا، کسی نے کہا دروازہ نکال لیا کچھ تار تار کو بفراعت آرام سے رہے۔ دروازہ بنانے والے کو لائے دروازہ لگایا گیا۔ صبح اٹھ کر دروازے کو جدا کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں دور کر دیا۔ فرمایا دروازہ بند کرنے میں اتنا وقت ضائع ہوتا ہے۔

رابعہ بصریہ اپنے مناجات میں کہتی تھیں۔ اے میرے مالک تجھے کچھ تجھ کو رابعہ کو دنیا میں دینا ہے وہ اپنے دشمنوں کو دیدے اور جو کچھ رابعہ کو بہشت میں دینا ہے وہ اپنے دوستوں کو دیدے۔ رابعہ کے لیے دنیا میں ترانہ وہی غمگسار ہے اور بہشت میں ترے نام کی یاد ہی کافی ہے۔

منقول ہے لوگوں سے یہ بات سنی گئی ہے کہ ایک شخص کی ایک پارسا جشن باندی تھی وہ شخص بازار گیا اور اس باندی

کو بازار کے ایک گوشے میں بٹھا کر دوسری ضرورتوں کے لیے جانے لگا اور اس باندی سے کہا کہ یہیں رہ یہاں سے دوسری جگہ نہ جا جب تک میں لوٹ نہ آؤں۔ جب واپس آیا اس کو نہ دیکھا سخت برہم ہو کر گھر کی طرف گیا، جب باندی نے دیکھا کہ وہ بہت برہم ہے تو مالک سے کہا جلدی نہ کیجئے آپ نے ایسی جگہ بھٹکوا دیا تھا کہ وہاں ایک شخص بھی اللہ کو یاد کرنے والا تھا، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ جگہ نہ الٹ دی جائے۔

وہ شخص پارسائی کی ایسی بات سن کر بہت متحیر ہوا، اور اس باندی کو آزاد کر دیا۔ باندی نے کہا، آپ نے برا کیا میں آپ کی خدمت کرتی اور ثواب حاصل کرتی۔ اب ایک ثواب چلا گیا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا، ایک روز ایک صوفی، صوفیوں کا لباس پہن کر ایک صوفی کے دروازے پر آیا، اور اسکی لڑکی سے پانی مانگا، لڑکی نے خیال کیا وضو کیلئے مانگنا ہے ایک گھڑا بھر کر لے آئی۔ وہ صوفی پانی پینے لگا۔ لڑکی باپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے ابا تیار ہو جلیے قیامت قریب آگئی۔ باپ نے کہا اری بڑھیا تجھ کو کیسے معلوم ہوا، کیسے تحقیق ہو گئی کہ اس ہیبت اور پوری تحقیق کے ساتھ کہہ رہی ہے۔

لڑکی نے کہا ابا جان میں نے دیکھا ایک صوفی صوفیوں کے لباس میں دن کو پانی پی رہا ہے۔ حیرت ہے کہ ایک صوفی صوفیوں کے لباس میں ہو کر دن میں پانی پیئے اور قیامت قائم نہ ہو جائے۔

منقول ہے کہ قطب العالم فرماتے تھے کہ خواجہ حسن صالح کی ایک کینز تھی اسے انھوں نے فروخت کر دیا جب آدھی رات ہوئی کینز بیدار ہوئی اور اس نے کہا، ”اے اہل شرع نماز نماز لوگوں کو تعجب ہوا، بولے کیا صبح ہو گئی؟ لڑکی نے کہا آپ لوگ فرض نماز کے سوا دوسری نماز نہیں پڑھتے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ کینز خواجہ حسن کے پاس واپس گئی اور کہا اے جناب بیکار آپ نے مجھے ایسے لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جو نماز تہجد نہیں پڑھتے ہیں۔ مجھ کو واپس لے لیجئے۔“

اے بھائی جب اس زمانے کی کینزوں کی یہ ہمت تھی تو اس زمانے کے خواجگان کا کیا حال ہوگا۔

منقول ہے کہ قطب العالم فرماتے تھے بندہ اخلاص حق کی بدولت شیطان سے چھٹکارا پاتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی امم سابقہ میں ایک عابد خدا پرستی کرتا تھا ایک مدت تک عبادت کرتا رہا۔ ایک مرتبہ اس نے یہ سنا کہ ایک جماعت خدا کو چھوڑ کر درخت کی پوجا کرتی ہے اسکو سخت غصہ آیا کھارٹی کاندھے پر رکھ کر اس درخت کے کٹنے کے ارادے سے چلا۔ ابلیس ایک بوڑھے کی شکل میں اس کے سامنے آیا اور بولا اللہ تم پر رحم کرے کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا چاہتا ہوں کہ اس درخت کو کاٹ دوں، ابلیس نے کہا تم کو اسکی کیا ضرورت ہے عبادت اور مشغولی چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوئے ہو؟ اس نے کہا یہ بھی عبادت ہے۔ ابلیس نے کہا میں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ اب ان دونوں میں جنگ ہونے لگی۔ عابد نے اسکو کپڑا اور زین پر چٹک دیا،

اور سینہ پر سوار ہو گیا۔

ابلیس نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ تم کو ایک حکایت سناؤں۔ عابد اس کے سینے سے اتر گیا۔ ابلیس نے کہنا شروع کیا اللہ نے یہ کام تم سے ساقط کر دیا ہے۔ تم پر یہ فریضہ مکروہ ہے۔ تم اس کی پرستش نہیں کرتے تو جو تمہارا غیر ہے اسکی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے۔ زمیں میں اللہ کے پیغمبر موجود ہیں اگر چاہے گا ان کو حکم دے گا کہ کاٹ ڈالیں۔

عابد نے کہا مجھے اس کے کاٹنے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ابلیس نے پھر اس سے جنگ شروع کر دی۔ پھر یہ عابد اس پر غالب آگیا اور اسکو پٹک کر سینے پر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس عاجز آگیا۔ اور اس نے کہا اے عابد کیا تم ایسی بات کی طرف مائل ہو سکتے ہو جو ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کن بھی ہو اور تمہارے لیے سودمند بھی ہو؟ عابد نے پوچھا وہ کیا چیز ہے ابلیس نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ وہ بات تم کو بتاؤں۔ عابد نے اسکو چھوڑ دیا۔

ابلیس نے کہنا شروع کیا تم ایک درویش اور حاکم ہو، اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے ہو بوجھ میں دے رہے ہو۔ تمہارے لوگ تکلیف برداشت کر رہے ہیں شاید تم اس بات کو پسند کرو گے کہ اپنے بھائیوں پر فضل ادا کرنا سیکھو۔ حسن سلوک کرو اور خود دوسروں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ عابد نے کہا ہاں میں پسند کروں گا۔ ابلیس نے کہا اپنے اس کام سے باز آ جاؤ۔ میں تمہارے سر پہلے ہر شب کو دو دینار رکھ دوں گا۔ جب صبح کو اٹھو گے اس کو لے لو گے اپنی ذات پر اور اپنے عیال پر خرچ کرو گے۔ اپنے بھائیوں پر صدقہ کرو گے یہ تمہارے لیے اور مسلمانوں کے لیے سودمند ہو گا۔ تم کو اس درخت کے کاٹنے سے کیا فائدہ ہو گا کہ اسکی جگہ دوسرا نصب کر دیں گے اس کے کاٹنے سے ان لوگوں کا کچھ نقصان نہ ہو گا۔ اور نہ تم کو نفع ہے۔

عابد سوچا میں پڑ گیا اور دل میں کہا بڑھا ٹھیک ہی کہتا ہے۔ میں پیغامبر نہیں ہوں کہ اس درخت کا ٹنا مجھ پر واجب ہو۔ خدا نے مجھ کو نہیں کہا ہے کہ اس کے کاٹنے سے میں گناہ گار ہوں گا۔ اس نے جو کچھ کہا اس میں نفع زیادہ ہے۔ عابد اپنی عبادت کا کی طرف لوٹ گیا۔ جب رات گزری اور صبح ہوئی، دو دینار اپنے سر پہلے دیکھا، اسی طرح تین دینار تک دیکھتا رہا۔ اور دینار پاتا رہا، تو اس صبح کو جبکہ اسکی کوئی چیز اپنے سر پہلے نہیں دیکھی غصے میں کلہاڑی کاٹنے پر رکھا ہی تھا کہ ابلیس پھر ایک بوڑھے کی شکل میں نمودار ہوا، کہہ کہاں کا ارادہ ہے عابد نے کہا درخت کو کاٹوں گا۔ ابلیس نے کہا جھوٹ کہتے ہو تم اس کو نہیں کاٹ سکتے اور تمہارا دسترس وہاں تک نہیں ہے۔ تو عابد نے ہاتھ بڑھایا کہ اسکو پکڑ لے، جیسا کہ اس نے پہلے کیا تھا۔ مگر ابلیس نے اس کو زمیں پر دے مارا اپنے پاؤں کے نیچے گوریا کی طرح دبا کر سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اور کہا اس کام سے باز آؤ ورنہ تم کو ذبح کر دوں گا۔ اب عابد نے خود میں اس کے مقابلے کی طاقت نہ پائی۔ تو کہا تم مجھ پر غالب آ گئے مجھے چھوڑ دو اور یہ بتاؤ کہ تم پر میں نے کس طرح غلبہ پایا تھا اور اب تم نے کس طرح مجھ پر غلبہ پایا۔ ابلیس نے کہا پہلی بار خدا کے لیے تم کو غصہ آیا تھا، اور تمہاری نیت آخرت پانے کی تھی تو تم

نے مجھے مستخر اور مقہور کر لیا، اور اس وقت اپنے نفس اور دو دینار کیلئے تم غصے میں آگئے اسلئے تم پر غلبہ حاصل کیا اور زمین پر ٹپک دیا۔ یہ حکایت اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق کرتی ہے۔ **الْأَعْبَادُ مِنْهُمْ الْمُخْلِصُونَ**۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ مشایخ نے رزق کی چار قسمیں کی ہیں۔

رزق مضمون، رزق مقسوم، رزق مملوک، رزق موعود۔

(۱) رزق مضمون :- جو کچھ طعام و شراب، اور کفاف ہے اسکو پہنچتا ہے۔ یعنی وہ رزق جس کا اللہ ضامن ہے و ما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها۔ جتنے بھی زمین پر چلنے والے ہیں انکا رزق اللہ کے پاس ہے۔

(۲) رزق مقسوم :- وہ ہے جو ازل ہی میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے۔

(۳) رزق مملوک :- روپے پیسے، پکڑے اور دوسرے اسباب جو بطور ذخیرہ کسی کے پاس موجود ہیں۔

(۴) رزق موعود :- اللہ تعالیٰ نے صالحین و عابدین سے جس رزق کا وعدہ فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ

لہ مخرجاً و رزقہ من حیث لا یحتسب (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے، اور وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جو اس کے گماں میں بھی نہیں ہوتا) پھر فرمایا کہ تو کل رزق مضمون میں ہوتا ہے، دیگر رزقوں میں نہیں۔ جو مقسوم ہے اس میں تو کل کیا کرے گا، اور جو مملوک ہے اپنے قبضہ میں ہے اس میں بھی تو کل نہیں ہے۔ اور رزق موعود میں بھی نہیں کیونکہ جو وعدہ کیا ہے وہ پہنچائے گا۔

تو کل دراصل رزق مضمون میں ہے یعنی یہ جانے کہ جو کچھ میری ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ پہنچا دے گا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ مریض کی عیادت درست ہے مگر تین امراض میں نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا يُعَادُونَ صَاحِبَ الرَّمَدِ وَصَاحِبَ الْبَرَصِ وَصَاحِبَ الدَّمَلِ آشوب چشم، برص، اور دمل والوں کی عیادت نہیں کی جاتی۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا۔ چھینکنے والے سے پہلے اگر نہ چھینکنے والا الحمد للہ کہہ دے تو دانت، کان اور پیٹ کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ جمع کرو۔ کھاؤ۔ چھپاؤ۔ دو اور لو۔ لوگوں نے پوچھا امیر المومنین اس پانچ کلمے کا مطلب کیا ہے امیر المومنین نے فرمایا۔ جمع کرو علم۔ کھاؤ غصہ، چھپاؤ لوگوں کا عیب، دو انصاف، لو بہشت۔ لوگوں نے کہا امیر المومنین آپ سچ فرماتے ہیں۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا، ایک موقع سے ابراہیم ادھم کو فہر پہنچے، امام ابو حنیفہ کو خیر ہوئی، ان کی زبان سے نکل گیا انکو چاہیے تھا کہ علم حاصل کرتے دوسرے روزان کی ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلے، اٹھائے راہ ہی میں ملاقات ہو

گئی۔ ابراہیم ارحم نے فرمایا، علم سے مجھ کو ایک حدیث پہنچی ہے۔ ترک الدنیا رأس کل عبادۃ۔ دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔ اس پر میں عمل کرتا ہوں۔ آنا علم جو آپ کو پہنچا ہے ان میں سے آپ نے کیا کیا عمل کیا۔ یہ سنکر امام ابو حنیفہ بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے اپنی کہی ہوئی بات پر بہت نادم و شکستہ خاطر تھے۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ مشائخ کبار اور صاحبان مقام و احوال نے جو العلم حجاب اللہ کہا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ تعلیم یا علم دانی کے مخالف ہیں اور جہالت کو پسند کرتے ہیں انھوں نے تو فوہ علم حاصل کیا ہے اور اس پر عامل رہے ہیں۔ اور اسی کی بدولت وہ مقام عالیہ کو پہنچے ہیں۔ ہاں اپنے عمل کی کوئی وقعت انکی نگاہ میں نہیں ہے۔ اس وقت انھوں نے یہ بات کہی کہ العلم حجاب اللہ۔ (یعنی اگر غور و پیرا کر دے) کیا تم نہیں دیکھتے ہو، خود ہی بزرگان کہتے ہیں۔

”ذکر اللسان تعلقہ ذکر القلب سوہ ومن قال لا الہ الا اللہ فہو کافر“ اس قسم کی باتیں انھوں نے اپنے احوال و مقام کے اعتبار سے کہی ہیں۔ نہ یہ کہ علم کو منع کرتے ہیں یا ذکر لسان اور ذکر قلب سے باز رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا ہی وجہ ہوگی جو بعض سائلوں نے کہا ہے۔ من قال لا الہ الا اللہ فہو کافر“ آپ نے فرمایا اس قسم کی باتیں صاحبان حال، اہل مکاشفہ و مشاہدہ کی ہیں۔ (ہر ایک کی رسائی یہاں تک نہیں ہے)

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ اطلبوا العلم ولو کان بالحقین علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو، اسکے دو معنی میں نے سنے ہیں ایک تو سین کے معنی چین کے ہیں کہ اس مقام تک پہنچنا انتہائی شدید و عبور کرنے کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے یعنی علم حاصل کرو خواہ ایسے دشوار گزار مقام ہی میں کیوں نہ حاصل ہو نیز سین کے معنی شیر کے کچھار کے بھی ہیں اور وہاں پہنچنا ہلاکت سے خالی نہیں لہذا علم حاصل کرنے میں ہلاکت جان کی پروا نہ کرو۔ ہر مصیبت سہ کر علم حاصل کرو۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ جب عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے، اُن کے جسم پر فرشتوں نے ایک گڈری دیکھی جس میں چار سو پیوند لگے ہوئے تھے اور ہر ایک دوسرے سے مختلف رنگ، اس سے انکو بہت تعجب ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر چار ہزار ہوتے تو مجھ کو اور بھی پسند آتے۔ اور پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا، دنیاوی اشیاء میں عیسے کے پاس دو چیزیں تھیں ایک گڈری اور ایک پیالہ شکستہ، ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا چلو سے پانی پی رہا ہے آپ نے وہ شکستہ پیالہ پھینک دیا کہ میں اس شخص سے زیادہ غنی ہوں۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت جنید کا ایک مرید ایک وقت اُن سے کچھ پوچھ رہا تھا آپ جواب دے رہے تھے۔ مرید نے جواب پر اعتراض کیا آپ نے یہ آیت پڑھی فان لم تؤمنوا لی فاعترضون اگر میری بات نہیں مانتے مجھے چھوڑ دو، وہ مرید نہایت کم فہم تھا جو حضرت جنید کے منازل و مراتب کو سمجھنے والا نہیں تھا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے۔ آدم جب زمین پر آئے تو اس پشیمانی کی وجہ سے جو ان کے دل میں تھی، منہ میں انگلی ڈالی اور قے کی۔ زمین کے کپڑے مکوڑے، حشرات الارض از قسم سانپ اور ان کے علاوہ بھی جن کا دل اس قے کے کھانے کی طرف مائل ہو گیا اس قے کے کھانے کی وجہ سے ان کے منہ زہر آلود ہو گئے اور ان کے سر برابر ہو گئے۔ اس کے بعد جو گھاس بھی کھا اس جگہ پیدا ہوئی، اسکی خاصیت و طبیعت زہریلی ہو گئی۔ اور وہ لڑکا جسکے خون میں اس غذا کا اثر تھا یعنی قابیل منشا کفر و فساد ہوا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے کہ حضرت شیخ محمود اششتی کے ایک مرید جب کا نام شیخ محمد کرمانی تھا جب انکے وطن کی طرف انکو واپس کرنے لگے تو آپ نے فرمایا جب اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو ذکر اور خلوت گزینی میں مشغول ہو جائیو۔ شیخ محمد نے کہا اگر کسی وقت میرے کسی مسلمان بھائی کو یاد وستوں کو آرام پہنچانے کی ضرورت پیش آئے تو اسکی اجازت ہے؛ شیخ محمود نے یہ سنکر بہ جھکا لبا کچھ دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا ایسے شخص پر تعجب ہے کہ ماریاہ اس کو ڈس رہا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کے پاؤں کا نشان نکالے

اے عزیز! مخلوق کی نفع رسانی تمام طاعتوں میں بزرگتر طاعت ہے مگر جبکہ راہ خدا میں کامل ہو جائے لیکن اس وقت انتہائی درد مندی سے مدد کرے اور وہ کام ہو بھی جائے کہ لوگ تعجب کریں۔ جو کچھ اس نے کیا ہو گا وہ عین خلاص ہو گا ورنہ سب کچھ لاف و گزاف ہو گا کیونکہ مقصود ہی محمود ہوتا ہے۔ منقول ہے۔ قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ ایک روز کا بخار۔۔۔ کے گناہ کا کفار ہے پیوستگی (مخدوم شاہ مینا) فرماتے تھے، یکروزہ بخار ایک سال کا کھایا پیار برابر کر دیتا ہے تو یقینی ہے کہ ایک سال کے گناہوں کا کفار بھی ہو۔ منقول ہے کہ قطب العالم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جنید بیمار ہوئے، وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے صحت و عافیت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے ان اسرار میں جو میرے اور تمہارے نفس کے درمیان ہیں، دخل نہ دو۔ جیسے رکھوں ویسے ہی رہو۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا تفسیر ابن المعانی اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت خضر کا نام بلایا بن ملکان تھا۔ خضر ان کا لقب ہے اور کنیت ابوالعباس خضر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس جگہ بیٹھتے تھے، وہ جگہ ہری ہو جاتی تھی۔ اور تفسیر سوریاں میں سورہ کہف کی تفسیر میں خضر کا حلیہ اس طرح ہے۔ بلند سر کندھے سے کچھ خمیدہ سیاہ لمبے بال خسر کشادہ ابرو درشت، ہتھیلی اور تلوا سختی و نرمی میں متدل مزاج مائل بہ حزن، کم التفات سبک قدم، کوتاہ جامہ، خورد دستار۔ درست جامہ بے تکلف و بے رعونت، اچانک آجاتے ہیں کہ آدمی یہ بھی نہ جان سکے کہاں سے آئے، اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا کہاں گئے۔ تفسیر ابواللیث اور معالم التنزیل میں ہے کہ کسی بادشاہ کے شہزادے تھے ان کو چاہا کہ ان کو اپنی جگہ بٹھائیں انھوں

نے قبول نہیں کیا۔ باپ سے بھاگ کر دریائی جزیروں میں چھپ گئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے، بنی اسرائیل کی نسل سے تھے۔
منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ کہ خواجہ فضیل عیاض فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تم سے پوچھے کہ خدا سے ڈرتے
ہو؟ تو نموش رہو، کیونکہ اگر تم نے نہیں کہا تو کافر ہوئے اور اگر ہاں کہا، تو یہ جھوٹ ہوگا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا، کس طرح رہتے ہیں، بولے جس طرح وہ رکھتا ہے
پوچھا گیا، کس طرح رکھتا ہے، بولے جس طرح چاہتا ہے، مجھ کو اس کی خواہش سے کیا مطلب عاجزی اور انکساری کی منزل میں
امیدوار رہنا چاہیے۔

خواجہ سلطان العاشقین قدس سرہ نے کہا تیس سال تک میں ہتار ہا کہ یہ کر دے اور وہ کر دے، لیکن پہلی مرتبہ
مقام معرفت پر پہنچا تو کہا خداوند! تو میرا ہو جا اور جو کچھ تو چاہے وہ کر۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ کہ ایک روز ابو الحسن نوریؒ نے حضرت جنید کو دیکھا کہ منبر پر بیٹھے مخلوق کو وعظ
کے رہے ہیں۔ فرمایا اے ابو القاسم! خدا تعالیٰ عالم سے علم کی وجہ سے راضی نہیں ہوتا، جب تک عالم کو علم میں غرق نہ پائے یعنی اس
علم پر عامل نہ ہو۔ تو اگر تم اس علم کے عامل ہو تو اس وقت یہ مقام (واعظ گوئی) تم پر لازم ہے ورنہ منبر سے اتر آؤ۔

خواجہ جنید اسی وقت منبر سے اتر آئے، ایک مہینہ تک خلق میں وعظ نہیں کیا خواجہ جنید نے اپنی ذات میں غور کیا اور
جس بات کی طرف ابو الحسن نوریؒ نے اشارہ کیا تھا وہ اپنے اندر نہ پایا۔ ایک مہینہ گھر بیٹھے رہے۔ پھر خلوت سے باہر آئے
اور کہا، اگر کچھ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہوتی کہ آخر زمانے میں بیشتر پیشوائے قوم انتہائی ذلیل ہوں گے، میں ہرگز تم سے گفتگو نہ کرتا۔ اس
جملے سے گویا اس بات کا اقرار کرنا مقصود تھا، کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو لوگوں سے اپنے علم و فضل کا حق طلب کریں۔ اگر
میں استحقاق علم و فضل میں سچا نہیں ہوں تو اپنے تقصیرات کے اقرار کرنے میں سچا ہوں۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تازہ (کنا) بھٹا، جب علمائے دنیا داڑھا ہر ہوئے اسلام میں حلال کیا
ایک بزرگ نے شیطان کو فاعل البال، بیکار بیٹھا ہوا دیکھا پوچھا تعجب ہے کہ تم فارغ البال بیٹھے ہو بولا علمائے دنیا پیدا ہو گئے
میری حاجت باقی نہیں رہی حق تعالیٰ نے میری جگہ انکو لا بٹھایا ہے۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر اکثر اس فقیر کو امامت کا حکم دیا کرتے تھے، میں ادب کی وجہ
سے یہ چاہتا تھا کہ سلام پھیر کر پیچھے آجاؤں اشارے سے منع فرماتے یہاں تک کہ میں آگے ہی بیٹھ کر دس مرتبہ لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لا المملک ولہ الحمد یحییٰ ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی
کل شیء قدیر ہ پڑھتا۔ پھر انکے قدموں میں پڑا پڑا خلوت خانے کو چلا جاتا اور مشغول ہو جاتا۔ پیر دستگیر نے فرمایا کہ بیٹا! علیہ السلام

نے فرمایا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد گفتگو سے قبل اور اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الخ آخر تک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر ایک مرتبہ کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔ اور بہشت میں ہر ایک مرتبہ کے بدلے میں ایک درجہ، اور ہر ایک مرتبہ کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب، اور اس رات دن میں وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت میں ہوگا۔ شیطان کے مکر سے کوئی گناہ از قسم شرک وغیرہ اس سے سرزد نہ ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا۔

منقول ہے حضرت قطب العالم نے فرمایا، کہ شب قدر کی علامات میں کہ جن سے یہ مکاشفہ حاصل ہو جاتا ہے کہ کائنات کی ہر شے سجدہ ریز ہے۔

پھر فرمایا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے ایک قلعہ بیان کیا ہے جس سے یہ معلوم کر لیا جاسکتا ہے کہ اس سال طاق راتوں میں کون سی رات شب قدر کی ہے۔ اگر رمضان کی پہلی آوار کی ہے تو شب قدر اونتیس ویں شب ہوگی اور اگر سہ ماہ کی پہلی ہے تو اکیسویں رات، اگر منگل کی ہے تو ستائیسویں رات اگر بدھ ہے تو تیسویں رات اگر جمعرات ہے تو پچیسویں رات اگر جمعہ ہے تو ستائیسویں رات اور اگر سینچر ہے تو تیسویں رات ہوگی۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے۔ روح بادشاہ ہے اس کا وزیر عقل ہے اور اس کے ملک کا لشکر خشیت الہی ہے۔ دوسری طرف نفس بادشاہ ہے، اس کا وزیر شیطان ہے، اور اس کا لشکر خواہشات نفسانی۔ روح و نفس میں ہر وقت جنگ رہتی ہے، جب تک روح غالب رہتی ہے تو اس وقت خیرات و حسنات اور عبادتیں وجود میں آتی ہیں۔ اور اگر نعوذ باللہ منہا، نفس غالب ہو جائے تو فسق و فجور وجود میں آتے ہیں۔ اور دل جس سمت کو غالب دیکھتا ہے اسی کا مددگار ہو جاتا ہے۔ عبادت و ریاضت سے پرواز کی صفت حاصل ہوتی ہے، نفس باوجود کہ کثیف ہے لیکن چونکہ روح کی طبیعت میں ہے اس لیے اس کو بھی صفت طیرانی حاصل ہوتی ہے۔ پرواز کی صفت فرماتے تھے اگر روح غالب ہے تو آئن بھی راحت پہنچے گی۔ چونکہ روح کی صحبت حاصل ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ منہا نفس غالب ہو گیا تو باوجود روح چاہتی ہے کہ نیک عمل کرے مگر صحبت نفس کی خواہش کی وجہ سے روح کو بھی عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ کیونکہ اصل وہی ہے اور بنی آدم کا قیام اسی کی وجہ سے ہے۔ جیسے اگر کوئی لنگڑا اور کوئی اندھا ہو اور دونوں مل کر باغ میں چوری کے ارادے سے آئیں، اندھا کہے میرے کندھے پر سوار ہو کر میوہ توڑو۔ اور لنگڑا بھی اس کے کہنے کے مطابق کرے تو یہ عزم دونوں ہی کا ہے۔ اور یہ کام دونوں کے واسطے سے ہوا ہے تنہا ایک کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے ہیں۔ ایک روز مصطفیٰؐ اور ابوبکرؓ ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص آیا اور ابوبکرؓ کو گالی دینے لگا۔ ابوبکرؓ ساکت رہے، مصطفیٰؐ صلعم مسکراتے رہے، کچھ دیر کے بعد ابوبکرؓ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا، مصطفیٰؐ صلعم کو غصہ آگیا اور اٹھ کر چلے گئے۔ ابوبکرؓ آپ کے پاس گئے دریافت کیا، یا رسول اللہ وہ شخص مجھ کو گالی دیتا رہا تو آپ مسکراتے

رہے اور جب میں نے اسکی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ خشکیں ہو کر اٹھ آئے۔

آپ نے فرمایا جب تک وہ کالی نہ رہا تھا اور تم چپ تھے تو ایک فرشتہ اسکو جواب تمہاری طرف سے دے رہا تھا، مگر جب تم نے اسکی بعض باتوں کا جواب دیا تو وہاں شیطان آگیا، اور جہاں شیطان موجود ہو میں کیونکر رہ سکتا ہوں۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے۔ تلافی و مہربانی یہ ہے کہ خلق کے ساتھ نرمی کی جائے نہ کہ سختی۔ پھر یہ روایت بیان کی۔ ایک مرتبہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے غلام کو آواز دی اس نے جواب نہ دیا۔ تو دوسری مرتبہ، تیسری مرتبہ آواز دی اس نے جواب نہ دیا تو خود اٹھ کر گئے دیکھا کہ اپنی جگہ پڑا ہوا ہے۔ فرمایا تجھکو بلاتا ہوں کیا نہیں سنتا ہے۔ کہا سُن رہا ہوں۔ فرمایا تو پھر مجھکو جواب کیوں نہیں دیا۔ بولا، آپ کی طرف سے مجھے بالکل بے وفائی ہے اس لیے جواب نہ دیا۔ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے تجھکو آزاد کیا۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ صوفیانہ اخلاق میں مشائخ کا احترام بھی واجب ہے۔ جو لوگ بجاۃ مشیخت پر جانشین ہیں یا عمر میں بزرگی ہیں انکی حرمت و بزرگی کا لحاظ رکھو۔ اور انکی عدول حکمی نہ کرو۔

ایک واقعہ ہے کہ حضرت شفیق بلخی اور حضرت ابوتراب نخشی، سلطان العارفین بایزید بسطامی کے ہمراہ ہوئے جب دسترخوان چنا گیا، ایک نوجوان کھانا کھلانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ دونوں بزرگوں نے کہا آؤ اور ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ جوان نے جواب دیا میں روزے سے ہوں۔

حضرت ابوتراب نخشی نے فرمایا کھاؤ ایک ماہ کے روزے کا ثواب لو۔ اس نے کہا کیا روزہ توڑا جاسکتا ہے؟ اس کے بعد حضرت شفیق بلخی نے فرمایا۔ کھاؤ اور ایک سال کے روزے کا ثواب لے۔ اس نے انکو بھی یہی جواب دیا کیا روزہ توڑا جاسکتا ہے؟ حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا آپ لوگ اس سے ہاتھ اٹھا لیجئے کہ یہ راندہ درگاہ ہے۔ ابھی زیادہ مدت بھی نہیں گزری تھی کہ چوری کے جرم میں پکڑا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ صوفیانہ اخلاق میں ظالم پر رحم کرنا بھی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی دجلہ کے کنارے تشریف لے گئے کہ وضو کریں، وضو کا ارادہ کیا، کلام پاک رومال پر رکھ کر وضو میں مشغول ہوئے، اتنے میں ایک عورت آئی، کلام پاک اور رومال لیکر روانہ ہونے لگی، حضرت معروف کرخی کی نظر اس پر پڑ گئی، آپ نے آواز دی اے بہن ادھر کرنا۔ جب وہ آئی آپ نے دریافت فرمایا، کیا تمہارا کوئی بچہ ہے جو قرآن پڑھتا ہے؟ عورت نے جواب دیا نہیں۔ حضرت معروف کرخی نے پوچھا تمہارے شوہر ہیں؟ عورت نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بہن! کلام پاک دیدو اور پکڑا لے جاؤ۔

منقول ہے، قطب العالم فرماتے ہیں۔ پیر دستگیر کی عادت تھی روزانہ شب کو آرام کے وقت پوری حضوری قلب کے

ساتھ پڑھتے تھے، دوسری چیز جو آج فرمائی وہ یہ ہے۔

خداوند! میں قبول کرتا ہوں دینِ مسلمانی کو اور جو کچھ اس میں ہے۔ اور نیز اہل کفر و کافری سے اور جو کچھ اس میں ہے
وَأَتُوبُ إِلَيْهِ وَقُولِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاشْهَدْ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ اس کے بعد تین مرتبہ یہ پڑھتے تھے، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَشْرَكَ بِكَ شَيْئًا وَأَنَا أَعْلَمُ
وَاسْتَغْفِرُكَ مِمَّا لَا أَعْلَمُ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَقُولِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔

منقول ہے قطب العالم نے فرشتوں کے رویت باری کے متعلق فرمایا۔ بعض کہتے ہیں تمام فرشتوں کی رویت ہوتی ہے۔ بعض توقف کرتے ہیں کہ قرآن میں کئی نص اس کے بارے میں نہیں ہے (سب کو رویت ہوتی ہے یا کسی کو نہیں ہوتی) اور انکار بھی جائز نہیں ہے۔ دلیل کے بعد بعض لوگوں نے کہا ہے کہ فرشتوں کو دیدار نہیں ہوتا ہے۔ جبریل علیہ السلام کو ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہوا تھا۔

بندگی محض و شرف الدین۔ محی المیری کے ملفوظ میں بیان کیا ہے کہ کل قیامت میں جس طرح مومنوں کو دیدار ہوگا کافروں کو بھی ہوگا، لیکن بس ایک جھلک پھر عذاب دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے، اس لیے کہ جہان میں کیا نعمت ہم نے کھوئی یہ رویت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ مومنین کے لیے ان کی تکریم ہے، کافروں کے لیے سختی عذاب کے واسطے۔
منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ آدمی جو خواب دیکھے اس کی تعبیر دانشمندوں سے پوچھے دشمن سے نہ کہے۔ کیونکہ وہ اپنے مطلب کے مطابق ہی تعبیر کہے گا۔ اچھے خواب کی بری تعبیر بدی لاتی ہے۔

اگر خواب مکروہ دیکھے تین بار اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کہے اور ہر بار آب دہن بائیں طرف ڈالے۔ اس طرح تعوذ اور تھوک پھینکنے سے شیطان پر لعنت و پٹکار بھیجتے ہیں۔ جس پہلو پر خواب دیکھا ہے اس پہلو کو بدل کر دوسرے پہلو پر سوتے۔ اور مکروہ خواب کا کسی سے ذکر نہ کرے۔ اور نہ اس خواب کی تعبیر کسی سے دریافت کرے۔ تاکہ اس خواب سے اسکو نقصان نہ پہنچے، اور اس کو مشقت و مضرت میں نہ مبتلا کرے۔

یہ حکایت سنی گئی ہے کہ حضرت خواجہ ربیع جو ایک کامل بزرگ تھے، ان کے مریدوں میں ایک مرید کو شیطان نے خواب میں یہ دکھایا کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ربیع دوزخی ہے مخلوق کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔ اس مرید کی نیند ٹوٹی پریشان حال وحشت زدہ، تو اس باختم سید سے حضرت ربیع کی مجلسِ معلیٰ میں پہنچا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی سحر زدہ بالکل گم کردہ ہوش۔ اس حال میں دیکھ کر آپ نے خیریت پوچھی اس نے خواب کا حال بیان کیا۔ حضرت ربیع کو رحم آیا اپنے پاس بلایا۔ تعوذ کرتے رہے اور ہر مرتبہ اپنے بائیں جانب اپنا آب دہن تھوکتے رہے اب اس کا مزاج درست ہوا ہوش میں آیا، آپ نے

اس کو رخصت کر دیا۔

دوسرے روز پھر آیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک کالا کتا میرے سامنے لایا گیا جسکی پیشانی پر جلنے کے تین داغ تھے۔

حضرت ریح نے فرمایا یہ شیطان ہے جو کل تجھے بہکا رہا تھا اور تیری اس ارادتمندی کو مجھ سے توڑنا چاہتا تھا۔ اس قسم کے خواب پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ پیشانی کے وہ تین داغ اسی آب دہن کے نشانات تھے جو کل تعویذ پڑھ کر تین مرتبہ بائیں جانب تھوکے تھے۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ انبیاء کے لیے معجزات کا اظہار ضروری ہے مگر اولیاء کے لیے اظہار کرامت نامناسب ہے البتہ اگر دین میں فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہو اس وقت اظہار کرامت ضروری ہے پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ ایک مرتبہ خلیفہ مستنصر باللہ کے زمانے میں ایک فلسفی جس کا نام فاراب تھا بغداد میں آیا، خلیفہ تک رسائی ہوئی۔ چونکہ خلیفہ کو خود بھی فلسفیانہ مباحث سے دلچسپی تھی، اس لیے اس کو بہت قریب کر لیا۔ روز بحث و مباحثہ ہوتا، یہاں تک کہ خلیفہ کا میلان بھی بی دینی کی طرف ہونے لگا، کچھ سنجیدہ اور دیندار افراد نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے عرض کیا کہ خلیفہ بے دین ہو گیا تو یہ بے دینی عام ہو جائے گی۔ اس لیے اسکی روک تھام ضروری ہے۔

حضرت شہاب الدین سہروردی مقام ولایت میں بلند ہونے کے ساتھ علوم متداولہ فلسفہ و کلام میں بھی عبور تام رکھتے تھے، اور خصوصیت سے انکو متوجہ کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اپنے زور علم سے اس فلسفی کو زیر کریں گے۔

اس خبر کے ملتے ہی حضرت شہاب الدین سہروردی اٹھے۔ خلیفہ کی قیام گاہ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ خلیفہ کو آپ کے آنے کی خبر ملی اسی وقت خلوت خاص میں جہاں فلسفی سے مباحثہ میں مشغول تھا، آپ کو بلالیا۔ اور آپس کی بحث بند کر دی۔

آپ نے دریافت فرمایا اس وقت کس موضوع پر آپ حضرات مباحثے میں مشغول تھے۔ خلیفہ اور فلسفی دونوں ہی نے اس کا اظہار مناسب نہ سمجھا، بات چھپائی اور کہنے لگے کوئی بحث نہ تھی دوسری دوسری باتیں ہو رہی تھیں۔

لیکن شہاب الدین سہروردی بہت اصرار اور الحاح سے کہنے لگے۔ آخر مجھ سے کیا پردہ ہے انہیں بھی سنوں جب آپ کا اصرار بہت بڑھا تو فلسفی متوجہ ہوا۔ اس وقت بحث یہ تھی فلک کی حرکت طبعی ہے یا قشری ہے یا ارادی؟ یعنی فطرۃً گردش کر رہا ہے، یا کوئی حرکت دیر ہلے ہے؟ کیونکہ ارادی تو ہو ہی نہیں سکتی۔ البتہ طبعی اور قشری میں گفتگو ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے فلک کی حرکت طبعی ہے۔

حضرت شہاب الدین سہروردی نے فرمایا قشری ہے اس شکل و صورت کا فرشتہ ہے جو اس کو حرکت دیر ہا ہے۔
اللہ کے حکم سے۔

فلسفی نے کہا ثبوت؛ کس طرح؟ اور منس پڑا۔ اسکے بعد شیخ سہروردی خلیفہ اور فلسفی کو اس چھت کے نیچے
سے جہاں یہ بیٹھے تھے باہر لائے اس وقت آسمان کی طرف رخ کر کے فرمایا۔

خداوند! جو کچھ تو اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے ان کو بھی دکھا دے۔ اسکے بعد خلیفہ احکیم کی طرف رخ کر کے فرمایا
آسمان کی طرف دیکھو۔ دونوں نے آسمان کی طرف نگاہ کی، اس فرشتے کو دیکھا کہ آسمان کو ہل رہا ہے۔ خلیفہ اس مذہب سے پھر گیا اور مذہب
اسلام پر راسخ ہو گیا۔ واللہ رب العالمین۔

قطب العالم (سعد خیر آبادی) نے شب شانزدہم شہر ربیع الاول کو ایک سو آٹھ سال کی عمر میں سنہ نو سو بائیس ہجری میں
انتقال فرمایا۔

ذکر سراج الاسلام شیخ محمود نور اللہ مرقدہ

آپ قطب العالم (سعد خیر آبادی) کے بھتیجے تھے، آپ کے والد کا نام شیخ محمد بن قاضی بدھن تھا، بیعت و خلافت قطب العالم سے تھی، قطب العالم نے حضرت سلطان العاشقین مخدوم شیخ سارنگ کا جُبیہ اور حضرت مخدوم مینا کا خرقہ، جو قطب العالم کو پیر و شگیر (شیخ مینا) سے ملا تھا، شیخ محمود کو عطا فرمایا، انہیں بنایا۔ قطب العالم کی وفات کے بعد سراج الاسلام شیخ محمود سولہ سال زندہ رہے۔ اور سجادہ پر بیٹھے۔

منقول ہے کہ بندگی میاں صفی جو قطب العالم کے خلیفہ تھے اور قطب العالم ہی کی طرح حضور (غیر شادی شدہ) رہے، قطب العالم کی توجہ بھی انکی طرف بہت زیادہ تھی، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ قطب العالم پیر و شگیر کا خرقہ ٹھیکو عنایت فرمائیں گے۔ مگر سراج الاسلام کو عطا فرمایا۔ اور روش بھی یہی ہے کہ بزرگان وہ خرقہ جو اپنے پیر سے پاتے ہیں کسی خلیفہ کو نہیں دیتے ہیں اگرچہ خلافت بہتوں کو عطا کرتے ہیں۔ لیکن وہ جامہ متبرکہ جو اپنے پیر سے پاتے ہیں وہ اسی کو دیتے ہیں جسکو اپنے پیر کے حکم پر پاتے ہیں۔ اگر میاں صفی کو اپنے زمانہ حیات میں خرقہ خلافت عطا کرتے تو ایک بات تھی۔ میاں صفی اور شیخ سراج الاسلام کے درمیان کبیدگی پیدا ہوئی۔

ایک مرتبہ قطب العالم کے عرس کے موقع پر خانقاہ میں مجلس سماع تھی اکثر خلفاء اور اطراف کے افراد شریک تھے بندگی مخدوم شیخ سراج الاسلام اپنی جگہ کھڑے تھے، عرس کے موقع پر حضرت قطب العالم کی روح طالع ہوئی بندگی شیخ سراج الاسلام نے درک کیا، اور اپنی جگہ سے الگ ہو کر کھڑے ہو گئے اس چیز کا ادراک شیخ صفی کو بھی ہوا اس وقت انھوں نے سمجھا کہ کس پائے کا کشف انکو حاصل ہے اسی روز سے کبیدگی دور ہو گئی۔

یہ مقام ان کو اس بنا پر حاصل ہوا کہ سراج الاسلام، تصوف دنیاوی بہت رکھتے تھے، کسی فقیر یا سائل کو ہرگز نہ سے کم نہیں دیتے تھے۔ قطب العالم فرماتے تھے میرا فرزند انا عالی ہمت ہے کہ ایک روز میں اسے عطا کروں گا۔ ان کی عالی ہمتی کا قصہ تھا کہ قطب العالم کے منظور نظر ہوئے۔ ما حاصل یہ ہے کہ اکثر مردمان انکو اہل دنیا میں خیال کرتے تھے۔ ان کے اندرونی احوال سے واقف نہ تھے۔

منقول ہے کہ میاں الہدیہ خورد خیر آبادی جو عالم دین اور صاحب سماع تھے بندگی مخدوم سراج الاسلام شیخ محمود کے مرید و خلیفہ تھے، انکے انتقال کے وقت میں حاضر تھا کہ یہ ایک اچھے چہرے کی رنگت بدلی غلگنی اور اندوہ کے اثرات ظاہر ہوئے پھر بیہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش میں آئے بہت خوش و خرم۔ میں نے حال پوچھا۔ بولے مجھے اپنی عاقبت کے متعلق بہت اندیشہ تھا، میں نے دیکھا کہ میرے پیر کی روح نمایاں ہوئی اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو قطب العالم کے روبرو پیش کیا۔ انھوں نے پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا کے پاس پہنچایا، اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام تک پہنچایا۔ حضرت پیغامبر کی زبان پر میں نے بہت بشاشت پائی، حکم ہوا جسکو میاں مینا اور میاں سعد قبول کریں۔ وہ میری درگاہ میں بھی مقبول ہے خاطر جمع رکھو۔ اس وقت مجھے اطمینان ہوا، اب تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں، میں اسی حالت میں تھا کہ فرمائی۔

منقول ہے کہ سراج الاسلام حسن جمال میں بے مثال تھے لوگ آپکو اس امت کا یوسف کہتے تھے۔ سخاوت و کرم فرمائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ اس کا ذکر سطور بالا میں آ بھی چکا ہے۔ جب انکی سخاوت و بخشش عوام و خواص میں مشہور ہوئی حاجتمند ہر جانب سے آنے لگے۔ ہر مظلوم جو روپے کی وجہ سے کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار تھا ان کے پاس آنے لگا۔ اگر روپیہ موجود ہوتا، اسی وقت عنایت فرماتے، ورنہ ضمانت لیکر اسکو رہائی دلاتے اور وعدہ پر اسکی رستم واپس کر دیتے۔ چنانچہ ایک واقعہ ہے کہ پرگنہ فتحپور کے چودھری جنکا نام میاں جیو تھا، موضع بہوا میں رہا کرتے تھے، سراج الاسلام کے مرید بھی تھے۔ حاکم پرگنہ فتحپور سے کئی لاکھ روپے لگان پر زمین لی تھی، محاسبہ کے وقت بیس لاکھ روپے اُن پر باقی کرے، حاکم روپے کا مطالبہ کر رہا تھا انکی کیفیت اس آیت کے مصداق تھی۔ لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد۔

جب بہت عاجز ہوئے تو کہنے لگے مجھ کو خیر آباد میرے پیر کے پاس لے چلو وہیں وصول کروں گا۔ انکو لے آئے اپنے پیر سے عرض کیا میرے ضامن ہو جائیے ایک ماہ کا وعدہ کرتا ہوں روپے رعیت کے پاس ہیں وصول کر کے ادا کر دوں گا۔ حضرت شیخ نے خزانچی سے پوچھا، روپیہ موجود نہ تھا ورنہ ان کے لیے کوئی بات نہ تھی۔ مجبوراً ضمانتی خط لکھ کر دیدیا۔ وہ بے انصاف جیسے ہی اسکو چیلکارا ملا، جو گیا تو گیا۔

چو کنشک در باز دید از قفس

قرارش نماز اندر الیک نفس

چو باد صبا آن زمیں سیر کرد

بہ سیریکہ بادش رسیدے نگر

جب وعدہ تمام ہوا حاکم اپنی پوری جماعت کے ساتھ خیر آباد آیا، اور روپے کا مطالبہ کیا، آپ نے فرمایا یہ روپیہ بادشاہ کا ہے ہکو بادشاہ کے پاس چلنا چاہیے اور معاف کرنا چاہیے۔ خزانے میں ایک لاکھ روپیہ ملا وہ دیدیا گیا۔ بقیہ کے لیے بادشاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کثیر جماعت خلفاء، علما، اور طلبہ کی ہمراہ ہو گئی۔ بادشاہ وقت سلطان ظہیر الدین محمد بابر تھا۔ جب ایک دوسرے

کی ملاقات ہوئی بادشاہ آپ کے چہرہ مبارک کے دیدار اور گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔ اسی وقت روپے معاف کر دیئے۔ اور بولا ایسے ایسے لوگ ہستان میں ہیں۔ اسی زمانے میں محمد ہمالیوں بادشاہ جو اس وقت شاہزادہ دلی تھا۔ باپ سے دلگیر ہو کر دہلی چلا گیا تھا۔ اس کے لیے دوسری ملاقات میں بادشاہ نے حضرت جیو کو تکلیف دی کہ کسی طرح شاہزادے کو دلاسا دیکر لے آئیں۔

رخصت کے وقت حضرت شیخ جیو نے فرمایا۔ بادشاہوں کی غیرت بہت ہوتی ہے ایسے مواقع میں اپنے پرانے کا لحاظ نہیں کرتے ہیں آپ قسم کھا کر کہیے کہ شاہزادے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی تو میں لے آتا ہوں۔ بادشاہ نے قرآن کی قسم کھائی اور کہا کہ کسے آزار جان خود نخواہد بھیج آفت رواں خود نخواہد

جب آپ شاہزادے کے پاس پہنچے شاہزادہ کو یہ خبر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ بادشاہ اس سرگزشت سے بہت خوش تھا۔ جب ملاقات ہوئی دونوں کے درمیان صحبت راست آئی۔ دو تین روز کے بعد بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوئے بادشاہ سے لے، بادشاہ نے بہت مہربانی کا سلوک کیا۔ حضرت شیخ جیو کو سراج الاسلام کے لقب سے نوازا۔ جب شیخ جیو بادشاہ سے رخصت ہونے کے ارادے میں تھے بادشاہ بیمار ہوا، بیماری کی تکلیف اتنی بڑھی کہ اسی بیماری میں انتقال کر گیا۔ تخت سلطنت پر ہمالیوں بادشاہ تخت نشین ہوا، اگرچہ بابر نے سراج الاسلام کے خطاب سے نوازا تھا لیکن ہمالیوں نے بھی اس پر مزید اضافہ کیا اور بیس ہزار بیگہ اراضی کا فرمان اپنے نہرودست خط سے مزین کر کے دیا۔ پھر حضرت شیخ جیو خیر آباد شریف لگئے۔ روضہ متبرکہ و مطہرہ (سعد خیر آبادی) کی جملہ عمارتیں سراج الاسلام کی فرمائش سے بنی ہیں۔ اگرچہ قطب العالم نے اپنی زندگی ہی میں اسکی اساس و بنیاد رکھی تھی مگر تکمیل تک سراج الاسلام کی سعی و کوشش سے پہنچی ہے۔ عہد خدائش خیر دید ہر کہ اس عمارت کرد۔ کیسی عجیب و غریب کیا صاف ستھری پر فضا اور ہوادار ہے۔ بس یوں کہتے۔ لہ یخلق مثلہا فی البلادہ (ایسا کوئی شہر ہی نہیں بسا)۔

منقول ہے۔ میاں شیخ الہدیہ بزرگ خیر آبادی، ان کا اصلی وطن قصبہ سندیلہ تھا، وہ کہتے ہیں میں چھ سال کا تھا کہ میرے والد نے مجھے اپنے ساتھ لاکر قطب العالم سے مرید کرایا تھا، پھر میں بجا کر تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔ جب فارغ التحصیل ہو کر اپنے گھر آیا، اس وقت قطب العالم کے سجادہ پر سراج الاسلام بندگی شیخ محمود جلوس فرماتے تھے۔ ان کے زمانے میں علما، طلبہ، قوال اور دیگر مخلوق کا ہجوم زیادہ سے زیادہ تھا۔ مجھے بھی سندیلہ سے بلا کر خیر آباد میں بسا دیا۔ میں بھی بچوں کی تعلیم میں مشغول ہوا۔ میاں شیخ نظام الدین ساکن امیٹھی بھی طلبہ کو درس دیتے تھے۔ ایک روز میرے اور میاں نظام الدین کے درمیان تفسیر عارک میں مباحثہ ہوا۔ میں نے کہا سراج الاسلام کو حکم بنائیں وہ جو فرمائیں ہم دونوں تسلیم کر لیں۔ سراج الاسلام قرآن کی چودہ آیتوں میں زیر پڑھتے تھے، تراویح میں ختم قرآن قطب العالم کے زمانے سے کرتے تھے اور ان کے بعد بھی کرتے رہے۔ تفسیر میں عدیم المثال تھے۔ انکی روش یہ تھی کہ نماز جمعہ کے بعد تفسیر بیان فرماتے اس کے بعد علمی بحث ہوتی اسکے بعد مجلس سماع بعد اختتام سماع کھانا آتا، خلق اللہ

کھاتی تھی۔ جب میں نے اس مباحثہ کو جو میرے اور میاں نظام الدین کے درمیان تھا پیش کیا، ابھی میں نے بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ آپ نے فرمایا، میاں شیخ الہدیہ بس کرو ہیں سمجھ گیا، کہ حق تمہارے ہی طرف ہے۔ سبحان اللہ کیا نازک طبیعت پائی تھی۔ یہ

بیت آپ ہی کے حق میں زیر دیتی ہے۔
 چہ خوش است ہمزبانی بحرین نکتہ دانی
 کہ سخن نگفتہ باشم بسخن رسیدہ باشد
 منقول ہے کہ بندگی مخدوم سراج الاسلام نے تیسری ماہ صفر ۹۳۲ھ کو رحلت فرمائی۔

ذکر بندگی مخدوم شیخ کمال روح اللہ رحمہ

آپ کی مدح و تعریف ہم جیسوں کے مرتبہ والوں کے لیے مناسب نہیں رہے کیونکہ ہر شخص نے اپنی استعداد اور قدرد مرتبہ کے اعتبار سے کچھ لکھ دیا ہے۔ جس نے جیسا سمجھا ویسا لکھا۔ جو کچھ لکھا وہ اسکی اپنی استعداد اور مرتبہ کے مناسب ہوگا لیکن فقیر حضرت کی خدمت سے بہرہ ور ہوا ہے، آپ کے الطاف کی خوشبو میرے مشام بھال تک پہنچی ہے۔ ان کی نوازش میرے کمال پر رہی ہے۔ حضرت والا کے احوال کا اپنی استعداد کے مطابق مشاہدہ کیا ہے۔ اس لیے صداقت اور سچائی کے ساتھ پورے عجز و عقیدت مندی کی بنیاد پر کچھ احوال و اقوال حضرت والا (بندگی شیخ کمال) کے لکھ رہا ہوں۔ اللہ ان کے احوال سے ہم لوگوں کو بھی حصہ عنایت فرمائے۔

حضرت والا ابھی تین ہی برس کے تھے کہ آپ کے والد سراج الاسلام بندگی شیخ مخدوم قدس سرہ نے دار فنا سے دار بقا کی طرف صلت فرمائی خرقہ متبرکہ جو قطب العالم نے انکو دیا تھا انکے (اپنے بیٹے مخدوم کمال کو) حوالہ کیا پہننے کی اجازت دیکر اپنا خلیفہ وجہ نشین کر دیا تھا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ایک بچے کو خلافت تفویض کرنی کیسے درست ہے تو میں جواب میں کہوں گا کہ ہدایت السعد میں خزانۃ العارفین نے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے لوٹے تو خرقہ حضرت علی ولی کو عطا کیا جو سیرت میں بزرگ مگر صورت میں خورد سال تھے، کہ علی چار سالہ یا سہ سالہ تھے۔ پیغامبر صلعم نے جس روز حضرت امام حسین کو خرقہ مبارک پہنایا ہے اس وقت وہ چھ سال کے تھے، حضرت حسین سے خرقہ خلافت و اجازت بطور استخلاف علی زین العابدین کو پہنچا اس وقت علی اصغر (امام زین العابدین) تین چار سال کے تھے، تو اس سے ثابت ہوا کہ بچے اور نابالغ کو خلافت نبی یا تفویض کرنی جائز ہے۔

حضرت والا ابتدائے سال سے مرتبہ کمال تک دغدغہ عشق سے خالی نہیں تھے حضرت کے تمام احوال، حجاب اور پردے ہی میں رہے۔ سر عشق کا کمان حضرت والا کی طینت و فطرت تھی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ التصوف انما ہو تلبس و کتمان، تصوف پوشیدگی اور کتمان ہے اسرار معانی کی پوشیدگی میں پوری کوشش کرتے تھے، اپنے آپ کو غیروں کی نظر سے چھپاتے تھے ابتدائے احوال میں حکم محبت ظاہری جمیل صورتوں کے ساتھ گرفتاری کا امکان تھا اس لیے اپنی اس کیفیت کے اظہار سے محترز رہا کرتے تھے، بقدر رقت امکاں (جہاں تک ممکن تھا) اس کو چھپاتے تھے۔ اگر معانی عشق کا غلبہ اور اسرار محبت کا استیلا ہوتا طبیعت کو دوسری طرف مشغول کر لیتے تاکہ قلبی کیفیت ظاہر نہ ہو۔

کار بابا عشق خوابست و ہر سوعالمی
دپئے انکار او، او پیناں در کار خویش

لیکن جسوقت صور ظاہر میں شہود حقیقت کا مشاہدہ کرتے تھے۔ تو فرماتے تھے۔

چشمہ آفتاب می بینم لیک در طشت آب می بینم

اس معاملہ میں انکی پردہ پوشی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ وہم و گماں سے باہر ہے۔ محبت کا منشا، صاحب کمال ایشاں فیض روحانی کا دغذغہ، و سوسہ خطور نفسانی سے مقصود حصول محبت ہے۔ ان سے خوشدلی اور راحت مقصود نہیں ہے۔

غرض از عشق تو ام چاشنی در دغم است ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

منقول ہے۔ حضرت ایشاں، فرماتے تھے ناممکن ہے کہ کوئی مرتبہ کمال ولایت کو پہنچے، مگر اسی وقت جبکہ اللہ تعالیٰ اسکے اسرار پر پردہ ڈال دے۔ اور مخلوق کی نگاہ سے اسکو پنہاں کر دے۔ ”اولیائی تحت قبائی“ کے یہی معنی ہیں، یہ صفات بشریت کی قبا ہے یہ کسی کپڑے کی قبا نہیں۔ جب صفات بشری ظاہر ہوتی ہیں مخلوق اسکی باطنی کیفیت سے ناواقف ہوتی ہے لیکن حق تعالیٰ اس کی حقیقت سے واقف ہے۔ لایعرفہم غیری کا یہی مفہوم ہے۔

حضرت والا کو بادشاہان وقت شرف صحبت کیلئے تکلیف دیتے تھے، اور آپکی صحبت کو غنیمت شمار کرتے تھے۔ خصوصاً سلطان جلال الدین محمد اکبر نے کم و بیش بیس سال آپ کو اپنی صحبت میں رکھا۔

(حضرت والا کا) یہ وہ مقام ہے جہاں اس مقام والے پر فردانہ غالب آتی ہے۔ اپنے اور غیروں کے لیے برداشت زحمت اس مقام کی سراج ہے۔ جو لوگ اس مرتبہ پر فائز ہیں افراد کہے جاتے ہیں۔ افراد تجلی ذات سے متجلی ہیں یہ قطب مدار سے افضل ہیں۔ افراد تجلی ذات میں ہیں یہ تجلی ذات انکو اخبار و آثار کو نین سے بے خبر رکھتی ہے۔

✓ چنانچہ ایک مرتبہ سلطان فیروز شاہ نے مخدوم شیخ نصیر الدین اودھی کو کچھ دنوں ساتھ رہنے کی تکلیف دی وہ بادشاہ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب ہالنسی کے حدود میں پہنچے تو شیخ قطب الدین منور قدس سرہ نے چاہا کہ حضرت فرد حقیقت (نصیر الدین اودھی) کی ملاقات کے لیے روانہ ہوں۔ حضرت (نصیر الدین) نے خادم کو بھیجا کہ آپ نہ آئیے ہم لوگ آرہے ہیں۔ تاکہ پہلے بادشاہ آپ سے قدوس ہو اور اس کو سعادت حاصل ہو، حضرت مخدوم (نصیر الدین) چلے بادشاہ نے سنا تو وہ بھی سوار ہو کر ساتھ چلا۔ جب نزدیک پہنچے تب بھی حضرت مولانا منور اسی طرح بیٹھے رہے۔ ہجوم کی وجہ سے نہ اٹھے۔ اور فرمایا کہ اے برادر اب بھی رخصت ہے اور روانہ ہو گئے۔ لیکن شیخ منور نے وداع نہ کی تھی۔ راستے میں بادشاہ حضرت مخدوم (نصیر الدین) سے ملا، اور اس نے کہا کہ آج میں نے نذر مانی ہے کہ دونوں بزرگوں کو ایک ہی سجادہ پر بٹھاؤں اور خود زانوئے ادب تہ کر کے آپ کے سامنے بیٹھوں۔ اس سبب سے بادشاہ مخدوم نصیر الدین کو واپس لے گیا۔ پھر جب اٹھنے لگے تو شیخ منور نے مخدوم نصیر الدین سے کہا۔ اے برادر مولانا نصیر الدین اب رخصت ہے، بادشاہ کو تعجب ہوا ”اب“ کا کیا مطلب ہے۔ حضرت مخدوم نصیر الدین سے پوچھا۔ (اب کا کیا مطلب)؟

حضرت مخدوم نے فرمایا جب تم سے میں نے انکو رخصت کیا تھا اس وقت انھوں نے وداع نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابھی ملاقات باقی ہے۔ یہی سبب تھا کہ تم کو انھوں نے دوبارہ کھینچ لیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس مرتبہ اب "کالفظ استعمال کیا۔ اب بادشاہ کو اور بھی تعجب ہوا، کہا اے مخدوم عالم، انکو خبر تھی کہ دوبارہ ملاقات ہوگی اور آپ کو۔ مخدوم نے فرمایا نہ تھی، کیونکہ میں ان کی ولایت میں تھا، انھوں نے بادشاہ کا حوصلہ دیکھ کر یہ جواب دیا ہے۔

لیکن میر سید گیسو دراز جب حضرت مخدوم کی خلوت خاص میں پہنچے تو اصل سبب دریافت کیا، مخدوم نصیر الدین نے فرمایا۔ میں تجلی ذات میں تھا کہ فردانیت میں ہوں مجھے کچھ اخبار و آثار کی خبر نہ تھی، لیکن برادر مولانا منور اس وقت تجلی افعال میں تھے بقصد اخبار تجلی و عالمی ان پر روشن تھے۔

ماحصل یہ ہے کہ بعض بزرگان بادشاہوں کی صحبتوں اور انکے تکلفات کو بردار رکھتے ہیں۔ اور اختیار کرتے ہیں۔ حضرت والا پر ابتدا میں سکر غالب رہتا تھا، کبھی مستی کہ کسی کو ان کے سامنے ٹھہرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی جو بھی انکو دیکھتا خوف سے گوشے میں چھپ جاتا۔ آپ کے خویجے مخلوق میں دہشت اور وحشت پیدا ہوتی تھی گویا شیر ہے۔

بعض معاندین و منکرین جو اس حال کو دیکھتے یا سنتے تو کہتے تھے کہ شراب پی ہے اور خم کے خم لٹھکے ہیں۔ نادانوں نے کیا کیا افتراء اللہ کے دوستوں پر نہیں کیلے۔ مگر اس کا کوئی اثر بھی نمایاں ہے؛ کوئی زمانہ مقرر یوں اور کذابوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ پیغامبر صلعم پر کیا افتراء کافروں نے نہیں کیا ہے۔ چنانچہ خود خدا نے خبر دی۔ ان ہلی لا افتراء، اور افتراء علی اللہ کذابا، اس کے علاوہ بھی کتنی جگہ کافروں کے افتراء کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ اس قسم کے الزامات حضرت والا کی ذات کے ساتھ بھی یہی افتراءی قسم کے ہیں۔

حضرت والا ریا سے بہت ڈرتے تھے، ہرگز (لوگوں کے سامنے) زیادہ فوافل نہیں پڑھتے تھے، اور نہ لبوں کی حرکت سے ورد کرتے تھے۔ اس کے باوجود باطن میں استغراق آتا تھا کہ ایک لمحہ بھی حق سے عنافل نہ ہوتے تھے فرماتے تھے سہ

ہر آن کو دروازے یک زماں است در آن دم کافر است اما نہاں است

(اس حال میں) مخلوق کی گفتگو کا شعور نہ ہوتا تھا، لیکن لوگوں کی باتوں کا جواب دیتے تھے فرماتے تھے سہ

مستم کن آں چناں کہ ندانم زین نمودی در صبر خیال کہ آمد کد ام رفت

فرماتے تھے حضرت پیغامبر نے البکر صدیق کے بارے میں فرمایا۔ "ابنیا و رسل کے بعد سب سے افضل البکر ہیں یہ برتری اور بزرگی صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس محبت و اشتیاق اور سوز و عشق کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں پیدا کر دیا ہے تو اہل عمل دل کا ہے نہ جوارح و اعضا کا ہے۔ تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ عمل جو حرکات قلب سے ہو اس

عمل سے افضل ہے جو جوارح کی حرکات سے سرزد ہوتا ہے۔

جس وقت ایک وقت ہوتی تھی اور آنسو کے سفید قطرات آنکھوں سے ٹپکتے تھے، اس وقت مخلصین کہا کرتے تھے کہ اس وقت مقام ابو بکر صدیق میں ہیں۔ نیز صاحب اللامعہ نے مذکورہ ابن مخدومی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام محمد تقی فرماتے ہیں العصد الى الله تعالى بقلوب ابلغ من رفقاء الجوارح بالاعمال۔ یعنی دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا نافع تر ہے، جوارح کو محنت میں ڈالنے سے۔ اصل چیز پروردگار کی طرف دلی توجہ ہے۔ اور جسم کا عمل اس کی فرع ہے۔ بے حضور دل کے جسمانی عمل کی مثال بن بیجان ہے۔

حضرت والا کو کافروں سے جہاد کا بہت شوق تھا، بادشاہ مذکور (اکبر) کے ساتھ کافروں کی جنگ میں شریک رہے، اور ایک بڑے پتھر سے جروح بھی ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حیات بخشی، لیکن کبھی کبھی اس میں درد بھی ہو جاتا تھا۔ چند مرتبہ تن تنہا، کافروں کے بادشاہ پر حملہ آور بھی ہوئے ہیں۔ ان کے اکابر کو مارا بھی ہے انکو قید بھی کیا ہے۔ ہمیشہ اس بات کی طلب تھی کہ کافروں کے ہاتھ سے جام شہادت پئیں۔ بادشاہوں کے ضعف اور کمزوری کے زمانے میں جبکہ اطراف سے کافر شہر پر دوڑ پڑا کرتے تھے۔ خود بدولت سوار ہو کر شہر کے باہر چلے جاتے اور ان لوگوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کفار کا لشکر محض نام سن کر واپس ہو جاتا تھا۔ یہاں تک ہوتا کہ آپ کا پائے مبارک پکڑ کر معذرت کرتے اور رخصت ہو جاتے۔ معلوم اللہ تعالیٰ کافروں کے دل میں کیا خوف و دہشت پیدا کر دیتا تھا، بس کلام پاک کی یہ آیت یاد آ جاتی ہے۔ وَقَدْ فِی قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا۔

اسی زمانے میں تنہا پیادہ پا، تلوار حائل کر کے سپر ہاتھ میں لیکر گشت کرتے اور لوگوں سے کہتے تم آرام سے سوؤ، میں تمہارا دوست ہوں۔ کبھی اگر دل میں آجاتا تو کسی شخص کو پکڑ کر کشتی لڑاتے اور ہرگز مغلوب نہ ہوتے تھے سبب غالب رہتے تھے۔ ایک روز دل میں ایک بات آئی، میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں سنت نبوی کا خیال رکھتا ہوں لیکن ایک بات میرے دل میں کھٹک رہی تھی۔ ایک روز لطائف (اشرفی) کے ایک لطیفہ میں دیکھا، لکھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دوستوں کے ساتھ کشتی کی ہے مجھے اطمینان ہوا۔

حضرت والا جب شعرا، علما و فضلا سے گفتگو کرتے تھے تو وہ سمجھتے تھے کہ اس فن میں انکے جیسا کوئی نہیں ہے۔ اور عام لوگ یہ سمجھتے تھے کہ روزہ، نماز کے مسائل سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ علم ظاہر کی تحصیل زیادہ نہیں کی تھی، لیکن فیض الہی۔ اور مواہب لائتہا ہی منقطع نہیں ہوئے ہیں۔

✓ علم موسیقی میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے، اکثر فارسی اور ہندی اشعار کی ایسی طرزیں بنادی ہیں کہ قوالوں اور

خوش طبعوں کی زبان پر ہیں لوگ ثانی امیر خسرو کہا کرتے تھے۔

حضرت والا جب قص و حال میں آجاتے تھے تو شہر کے مسلم و غیر مسلم مرد و عورت جو بھی سنتا کہ آپ کے یہاں محفل سماع ہے بے اختیار دوڑ پڑتے تھے اور آکر آپ کو دیکھتے تھے، آپ کی آنکھوں کا یہ حال ہوتا جیسے دوہشتی چشمے میں کبھی خشک نہ ہوں گے۔ چنانچہ آپ کی شورش قلبی کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا تھا، اور کوئی شخص بے رقت نہیں رہتا تھا۔ آپ کے اسرار اس وقت منکروں اور منافقین پر واضح ہو جاتے تھے اور سب ایک زبان ہو کر کہتے تھے کہ آپ عارف باللہ ہیں۔ آپ کی بے قیدانہ وضع کی وجہ سے جو دوسرے قسم کا گماں لوگوں کو رہا کرتا تھا اس (کمال کا) وہ اقرار کرتے تھے اور معافی کے خواستگار ہوتے تھے مشہور ہے جس وقت داؤد علیہ السلام زبور پڑھا کرتے تھے تو ملائکہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لیکر زبور سننے آیا کرتے تھے۔ اس فقیر کے اعتقاد میں بھی ایسا ہی ہے کہ فرشتے اللہ رب العزت سے اجازت لیکر آپ کے حالات دیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے بنی را میر نے نزدیک یہ بالکل مبالغہ نہیں ہے۔ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے دیکھا ہے۔

عموماً آپ کا لباس اکہرا ہوا کرتا تھا مگر بزرگوں کے عرس کے روز پیراہن (عبا) پہنتے تھے۔ اور عیدین میں بزرگوں کے خرقے بھی پہنتے تھے۔ خلق اللہ کو اس کی زیارت سے مشرف کرتے تھے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ بزرگوں کے لباس میرے جیسے انسان کے بدن پر ہوں۔

حضرت والا فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑا کوئی جرم ہی نہیں کہ بندہ خود کو قصور وار اور مجرم نہ سمجھے۔

حضرت والا انتقال سے ایک سال قبل سے ہی دنیا اور اہل دنیا سے تعلقات منقطع کر چکے تھے۔ تنہائی اور عزلت نشینی اختیار کر لی تھی اپنے آپ کو کسی کو نہیں دکھاتے تھے۔ اگرچہ قدیم غلصین آتے ملاقات کے لیے الحاح و زاری کرتے مگر آپ ذرا بھی ملتفت نہ ہوتے۔ اور فرماتے ایسا سمجھ لو کہ فلاں اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ جب وفات کو تین مہینے باقی رہے تو خود کو بیمار ظاہر کرتے تھے۔ کھانے پینے سے احتراز کرتے تھے، اور مخلوق کی گفتگو سننا پسند نہیں کرتے تھے کہتے ہیں سخت بیمار ہوں بات چیت مجھے اچھی نہیں لگتی ماسوی سے تعلق منقطع ہو گیا تھا مگر جہاد کو اب بھی دوست رکھتے تھے کبھی فقیر سے کہتے سکندر نامہ پڑھ کر سننا یہ فقیر آپ کو سکندر کی کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کی داستان سناتا۔ افسوس کرتے کہ اللہ نے مجھے شہادت نصیب نہ کی۔ فقیر جب دیکھتا تو کوئی بیماری ظاہر نہ ہوتی، بجز اس کے کہ جب دور و زوفات کو باقی رہے تو وہی پرانا درد جو کافروں کے ہاتھ سے پہنچا تھا پیدا ہوا آخر کار اسی تکلیف میں اس جہاں سے تشریف لے گئے۔

سبحان اللہ کیا عالی مشرب رکھتے تھے کہ متقدمین سے متاخرین تک نہ کسی میں دیکھا گیا نہ سنا گیا۔ مگر بعض بے تکلفانہ باتیں شیخ فخر الدین عراقی سے بعض نسخوں میں دیکھنے میں آئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کی وفات تین سو بیسویں شعبان سنہ نو سو اٹھاسی میں ہوئی والد کی وفات کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔ اور مسند سجادگی پر جلوس فرمایا۔ آپ کی عمر تریس سال کی ہوئی۔ پیران سلسلہ کا جو خرقہ آپ کو ملا تھا وہ محض رافت و رحمت اور شفقت کی وجہ سے اس فقیر کثیر التقصیر اس رسالے کے مؤلف خواجہ کمال محضرت قطب العالم کے آستانہ کے جبار و بکش کو عنایت فرمایا اور پہننے کی اجازت دی۔ الحمد للہ علی ذلک والمنة اللہ۔ اگرچہ یہ فقیر ایسے بزرگ کام کے لائق نہ تھا۔ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوا زند گدارا

کسی بزرگ نے فرمایا ہے تمام لوگ مردوں سے میراث پاتے ہیں مگر یہ طائفہ اولیا زندوں سے میراث پاتے ہیں۔ فقیر کو اس مضمون کی تصدیق ہو گئی کہ بیشک ایسا ہی ہے۔

الہی ان بزرگوں کے طفیل میں جن کا ذکر اس رسالے میں کیا گیا ہے اس مؤلف کو اس دار فانی سے ایمان کے ساتھ لے جا اور ان سے ملا اور ان کے زمرے میں شامل کر۔ میں اپنی بھلائی کو نہیں جانتا ہوں جیسا کہ تو جانتا ہے ان کا کام تیری طلب حسن عمل پر موقوف ہے اے خدا کیا ہو گا اگر تو میری جگہ بھی ان لوگوں میں بنا دے۔

تمام ہوا، رسالہ مسمیٰ بہ تحفۃ السعداء بخط احقر العباد خواجہ عبداللہ عفی عنہ بتاریخ ذی سب شعبان المنظم ۱۲۰۶ ہجری۔ الحمد للہ کہ یہ کتاب بخط بے ربط منظر علی ساکن قصبہ مہونہ باڑی ایک پاس دن رہتے ہوئے ۱۳۰۳ھ میں ختم تمام کو پہنچی۔



نامائیکِ رنگاں ضائع ممکن

تحفۃ الشعراء

مصنف

خواجہ کمال

(م. بعد ۱۰۱۶ھ)

حدابخش اورینٹل پبلیک لائبریری پٹنہ